پیارے رسول ﷺ کا پیار

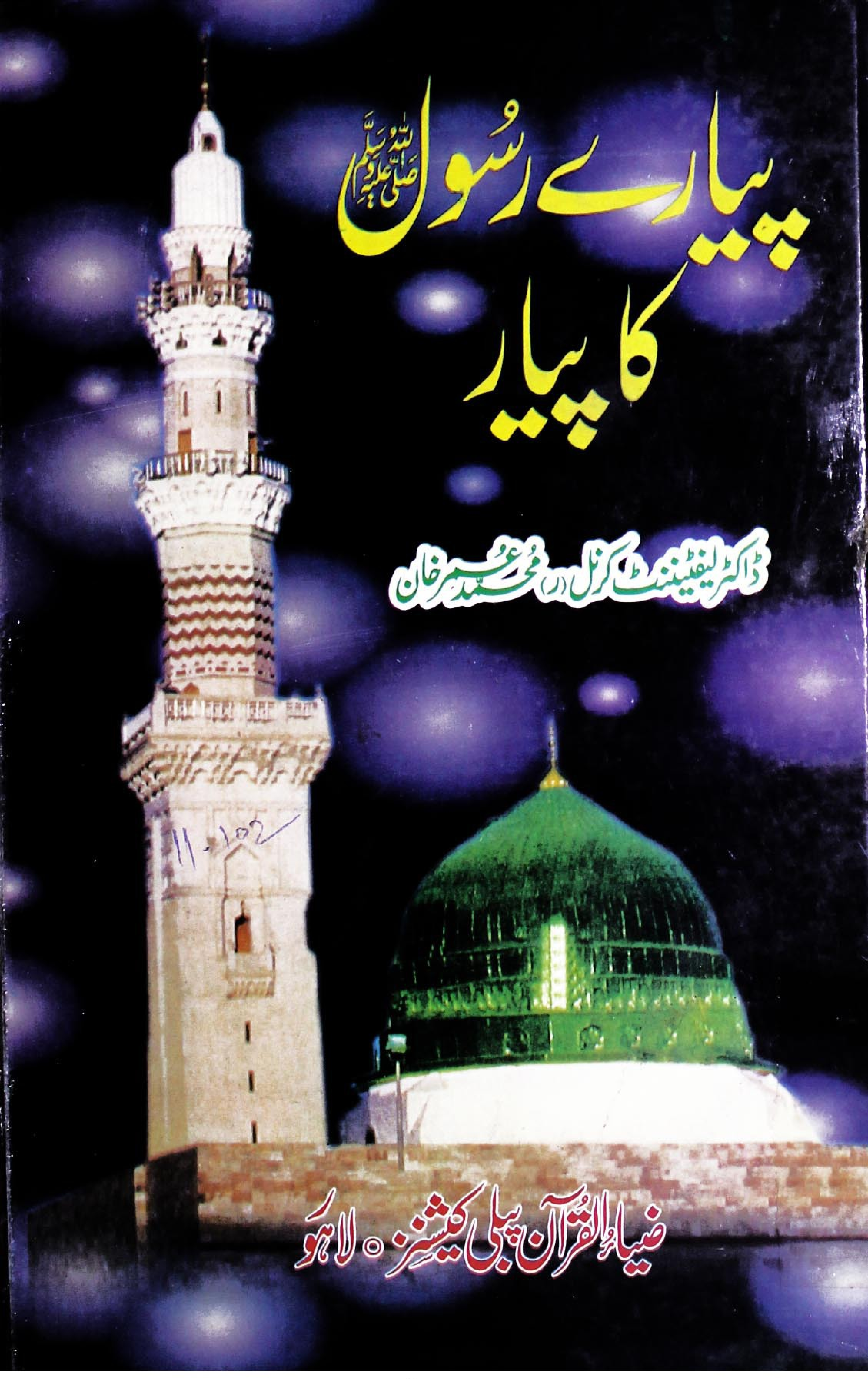

ڈاکٹر لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عمر خان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

Marfat.com

1

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر — سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں — اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

Marfat.com

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار

لیفٹیننٹ کرنل (ر)

ڈاکٹر محمد عمر خان

بی ایس سی۔ ایم بی بی ایس پنجاب

ایس او سی اے۔ ایف۔ ایم۔ سی

ایوی ایشن میڈیسن اے۔ ایم۔ آئی

(سپیس میڈیسن)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

85078

نام کتاب	پیارے رسول ﷺ کا پیار
مصنف	ڈاکٹر محمد عمر خان لیفٹیننٹ کرنل (ر)
سال اشاعت	مارچ 2000ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
مطبع	ایل جی پرنٹرز، لاہور
قیمت	[redacted] روپے

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ اردو، بازار لاہور، فون:۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

Marfat.com

قال الله تعالی فی شان حبیبه

بسم الله الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا

اے ایمان والو! تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجو

تَسْلِیْمًا ○

احزاب 56

انتساب

دو جہانوں میں اس عظیم ہستی کے نام

جو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیاری تھیں۔

جس کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیار میں احتراماً" کھڑے ہو جاتے تھے۔

جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذرّیت چلی۔

تمام تر اطاعت، خلوص، تعظیم، ادب و آداب کے ساتھ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، آپ کی خدمت اقدس میں یہ حقیر پرتقصیر کا نذرانہ عقیدت پیش ہے۔ اسے اپنے پیاروں کے واسطہ سے قبول فرمائیے اور اس پرتقصیر دیوانے کو اللہ تبارک تعالی سے، بارگاہ رسالت سے، وہ سب کچھ لے دیجئے جو کہ درکار ہے۔ اس دیوانے کو تو دعا کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر خان

Marfat.com

فہرست عنوانات

حاصل سفر زیارات	9
رحمت اللعالمین	17
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	37
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	71
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	91
امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	125
امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ	141
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ	191
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما	201
حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	217
آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم	233
حدیث ثقلین، سنت اور آل رسول ﷺ	253

Marfat.com

عرض ناشر

ڈاکٹر کرنل محمد عمر خان سے میری ملاقات اتفاقیہ ہوئی۔ وہ اپنی کتاب کے بارے میں متفکر تھے اور ادارہ ضیاء القرآن سے اسے چھپوانے کے خواہش مند تھے۔ میں نے سوچا کہ کہاں ایک فوجی اور کہاں کتاب لکھنے کا سنجیدہ کام۔ مگر جب میں نے ان سے گفتگو کی تو موصوف کو میں نے ایک صاحب دل شخص پایا جو امت مسلمہ کی بہتری کیلئے سرگرم تھا۔

آپ 71ء کی جنگ میں قیدی بنے تو دوران قید آپ نے اپنی غیرت اور وطن کی عزت کو آنچ نہیں آنے دی۔

ڈاکٹر صاحب کی کتاب پیارے رسول ﷺ کا پیار نبی رحمت سے عقیدت و محبت کا حسین گلدستہ ہے۔ کتاب فرقہ واریت سے دور اور باہمی محبت کو فروغ دینے کی ایک خوبصورت کوشش ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ایک اللہ اور ایک رسول کے ماننے والوں کے باہمی اتحاد کو برقرار رکھنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

میجر محمد ابراہیم شاہ

Marfat.com

Marfat.com

حاصل سفر زیارات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے اللہ! جل جلالہٗ سب کچھ کے خالق و مالک' سب کچھ پر حاوی و قادر تیری بارگاہ میں میری صدق دل سے دعا ہے کہ میں جو کچھ بھی لکھوں یا کہوں یعنی کہ میرے قلم اور زبان کو اپنی رحمت سے ان آیات کریمہ کی حدود' کے خطوط پر رکھنا۔ تو ہی میری تحریر و تقریر یا بات کو دین اسلام کے لئے سودمند بنائے گا اور مجھ سے جو غلطی ہو جائے تو' تو ہی اسے اپنی رحمت سے چھپالے گا اور اس کے برے اثرات سے سب کو محفوظ رکھے گا۔ تو ہی جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور جو میں کہنا چاہتا ہوں۔

"آپ ان کی بری باتوں کے جواب میں اچھی ہی بات کہا کیجئے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بیان کرتے رہتے ہیں"۔ (سورہ مومنون آیت 96)

"اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی۔ اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال۔ پھر تم میں اور جس میں دشمنی تھی ایسے ہو جاؤ گے جیسا کہ گہرا دوست" (سورہ حم آیت 34)

میرے اللہ' جل جلالہٗ میرے مولا' دین اسلام' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ' آل رسول اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میرے خیالات' عقیدہ' جذبات اور انداز فکر میری پہلی کتاب "نور قرآن کی روشنی میں" میں بہت ہی واضح ہیں۔ وہ میرے لئے تیری عنایت' عطائے خصوصی ہے جس کے لئے ہمہ وقت تیرا شکر گزار ہوں۔ میں تو ہر کلمہ گو کا مخلص چاہنے والا ہوں۔ میری سوچ یہ ہے کہ ایک اللہ' ایک نبی' ایک قرآن' کلام و کلمہ پڑھنے والے بنیادی طور پر سب ایک ہیں اور اسلام کی طاقت ہیں۔ مجھے اپنے اس ابتدائیہ میں بادل نخواستہ کچھ اصطلاحیں اور الفاظ استعمال کرنے پڑے ہیں جن کے لئے میں معافی کا طلبگار ہوں۔ میرے اللہ میرے اس لکھے ہوئے کو' مکتوب کو' فرقہ پرستی کی نظر سے بچانا۔ آمین!

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے

Marfat.com

مجھے عرصہ دراز تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں جانے اور رہنے کے مواقع دیئے ہیں۔ سعودی عرب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کئی نامور صحابہ کرام کی آخری آرام گاہ نہیں ہیں۔ یوں تو یہ سب اللہ کے پیارے، مقدس ہستیاں، چاہنے والوں کو ہر جگہ ہی مل جاتے ہیں لیکن پھر بھی میرے دل میں یہ خواہش رہی کہ میں ان مقدس ہستیوں کے ساتھ ساتھ اور بھی آئمہ کرام کے در پر حاضر ہو کر سلام پیش کروں۔

گذشتہ دو سال سے میرے دل میں مولائے کائنات، شیر خدا، ابو تراب، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در پر حاضری کی خواہش زیادہ شدت اختیار کر گئی۔ حکومت عراق کی پالیسی ہے کہ وہ کسی فرد کو ویزا نہیں دیتی ہاں زائرین کا کم از کم پندرہ افراد کا گروپ ہو تو ویزا بہت آسانی سے مل جاتا ہے۔ میں اس سبب کہ اپنے ہم خیال، ہم مسلک گروپ و سالار قافلہ کے ساتھ جاؤں، بہت انتظار میں رہا اور تلاش بسیار کے باوجود لاہور میں مجھے ایسا گروپ یا سالار قافلہ نہ مل سکا اور یوں مجھے دوسرے مسلک کے بھائیوں، بہنوں کے ساتھ عراق، شام، ایران، سعودی عرب وغیرہ جانا نصیب ہوا۔

ہمارے سالار قافلہ کا تجربہ تو بہت تھا جس کے سبب سے ہمیں ہر جگہ، ہر ملک میں بہت سہولت و آرام رہا لیکن ان کی تعلیم خصوصاً" دینی تعلیم بہت کم تھی۔ وہ صرف اپنے ہی بزرگان دین کی زیارت کے لئے اپنے مخصوص طرز و انداز سے گئے اور وہاں بھی انہوں نے مخصوص و محدود تاریخی اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں، اپنے تعلیمی معیار کے مطابق بتلایا۔ میری خوش قسمتی یا ستم ظریفی، جو بھی آپ کہہ لیں کہ میرا عراق میں جانا بھی، محرم الحرام کے مبارک مہینہ کے شروع میں ہوا۔

اسلامی تاریخ، بزرگان دین، اولیاء اللہ کے بارے میں میرا علم بہت ہی کم ہے پھر بھی میرا یہ سفر اور زیارات ان سب خامیوں کے باوجود بہت ہی سودمند اور تسکین بخش رہا۔ اس سفر کے مشاہدات نے مجھے سوچ میں ڈال دیا اور بہت سارے سوال میرے دماغ پر سوار ہو گئے۔ میں نے ان سوالات، سوچ کے حل، جواب، سمجھ، رہنمائی کے لئے

Marfat.com

قرآن و سنت سے مدد لی اور اس میں تلاش کیا۔ یہی سفر اور اس کے مشاہدات کتاب لکھنے کا سبب بنے۔

سال بھر کے انتظار کے باوجود مجھے ایک بھی سنی سالار قافلہ نہ ملا جو عمرہ اور زیارات ملک شام و عراق بھی کراتا ہو اور جس قافلہ میں میں گیا ہوں اس میں بھی صرف ایک سنی بھائی تھا۔ اکابرین دین' اولیاء اللہ و صالحین کی زیارت کے بارے میں حقائق پر مبنی سنی اعتقاد و نظریات پر مشتمل کوئی بھی کتاب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے۔ پاکستان' افغانستان' ہندوستان' بنگلہ دیش اور مختلف ممالک سے زیارات و عمرہ کے لئے سارا سال قافلے جاتے رہتے ہیں جن میں سنی بھائی نمایاں کم ہوتے ہیں۔

مجھے تو اپنے ہی مسلک کا طریق کار' انداز و خیالات برائے محبت و آداب آل رسول و صحابہ کرام ہی کامل اور اچھے لگتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرام اجمعین' پنجتن پاک یا آل رسول سے بھی ہم ہی زیادہ' اچھے طریقے سے محبت کرتے ہیں۔ بلکہ میں تو یوں کہتا تھا یا یوں سمجھتا ہوں کہ پنجتن پاک یا آل رسول پہلے ہمارے ہیں اور بعد میں کسی اور کے۔ لیکن عراق جاتے وقت' اور وہاں پہنچ کر یہ احساس ہوا کہ ہماری تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' یعنی کہ آل رسول سے دور دور کی محبت ہے۔ ہماری تو چُوری کھانے والے مجنوں کی محبت ہے۔

میں محرم الحرام کے شروع کے گیارہ' بارہ دن کربلا' کوفہ نجف اشرف میں رہا۔ اس دوران مجھے وہاں اپنے ایک ساتھی کے علاوہ ایک بھی شخص' اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر زیارت و عبادت کرتے نظر نہیں آیا۔ ان دونوں جگہوں پر اور خاص طور پر نجف اشرف میں مجھے شدت سے یہ احساس ہوا کہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے ہیں کہ وہاں بھی قرآن و سنت کے مطابق زیارت اور عبادت دیکھنے کو ملے۔ میری صاحب حیثیت لوگوں سے گزارش ہے کہ میرے سنی بھائی وہاں جائیں اور حاضری دیں۔ زیارت کریں اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت کریں اپنے لئے دعائیں مانگیں اور تمام مسلم اُمہ کے لئے رو رو کر دعائیں کریں۔

Marfat.com

پاکستان، بنگلہ دیش، ہندوستان، افغانستان، وغیرہ سے ہمارے سنی بھائی عراق کے شہر بغداد شریف میں جناب عالی مقام حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ کے در پر تو حاضری دینے جاتے ہیں اور اکثر وہیں سے واپس آ جاتے ہیں۔ نہ جانے وہ کیوں بغداد سے جنوب میں بہت ہی خوبصورت سڑک پر چلتے ہوئے اسی کلومیٹر دور کربلا، آخری آرام گاہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مزید نوے کلومیٹر آگے کوفہ، نجف اشرف جہاں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں، وہاں نہیں جا پاتے، اور اسی طرح ہمارے دوسرے بھائی بغداد شریف میں رہ کر بھی نجیب الطرفین سید عبدالقادر جیلانی، امام اعظم ابوحنیفہ، امام غزالی رحمت اللہ علیہم وغیرہ کے در پر حاضری دینے سے محروم، قاصر رہتے ہیں۔

میرے لئے تو یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ہم بہت ہی لائق، تابعدار، عبادت گزار، برگزیدہ، صالح اور عظیم المرتبت حضرت غوث اعظم کے دربار میں تو حاضری دیں اور ان کے جد امجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی وجہ سے یہ سب کچھ ہے، وہاں نہ جائیں۔ میں ہر دو اطراف سے بہت بہت معافی کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے اس رویہ سے تو حضرت غوث اعظم رحمت اللہ علیہ بھی ناخوش ہوں گے۔

میں نے اس سب کچھ کے بارے میں کافی غور و خوض کیا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ کہیں بھی اور کسی بھی ملک کی طرف سے اہل سنت کے لئے برائے زیارات و عمرہ جانے میں رکاوٹ ہو یا دوسروں کی نسبت کم مراعات، سہولت و عزت ملتی ہو۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ہمیں وہاں جانے کا شوق نہیں ہے، دلچسپی نہیں ہے اور ہماری اس عدم دلچسپی، عدم توجہی نے ہمارے اپنے بزرگان دین، اولیاء اللہ کو اس ماحول کے حوالے کر دیا ہے جو ان کے شایان شان نہیں ہے۔ ساتھ ہی ہم یہ بھی نہیں جاننا چاہتے کہ ہماری اس عدم دلچسپی کے نتائج کیا ہوں گے اور کیا ہو چکے ہیں۔ ہم نے اپنا وہ رول ادا نہیں کیا یا وہ حقوق ادا نہیں کئے، جو اس علاقہ کے لوگوں کے، اکابرین دین، اولیاء اللہ یا صالحین کے ہم پر تھے اور ہیں۔

Marfat.com

ہماری کوتاہی کے سبب اکابرین دین' آل رسول' صحابہ کرام' اولیاء اللہ' صالحین اور مختلف مقدس و تاریخی مقامات' نجف اشرف' بیت المکرم' کربلا' مسجد کوفہ' سہلہ و براثہ' شہر مدائن' جامعہ اموی دمشق' باب الصغیر وغیرہ سے ایسی من گھڑت باتیں منسوب کر دی گئی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہی باتیں پھیل رہی ہیں اور دین و تاریخ کا حصہ بن کر لوگوں کے دماغوں میں جگہ پکڑ رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آخری آرام گاہ باب الصغیر دمشق میں بتاتے ہیں اور موجود ہیں' بنی ہوئی ہیں اور حضرت شہر بانو (والدہ ماجدہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی مصدقہ آخری آرام گاہ طہران کے ایک پہاڑ پر ہے۔

اس سب کچھ کا یعنی کہ مذکورہ بالا کا' سدباب ہونا چاہیے تھا' کرنا چاہیے تھا اور یہ کام مشکل بھی نہیں ہے اور سب مسلمانوں کے لئے یکساں سودمند ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمتوں' برکتوں والی زمین میں "اندازا" سو کے لگ بھگ قابل ذکر شخصیات ہوں گی۔ ہر ایک پر صرف ایک صفحہ بھی لکھا جائے تو کافی ہو گا اور یوں وہ پچاس اوراق کا کتابچہ بن جائے گا۔ وہ کتابچہ اردو' انگریزی اور عربی زبان میں ہو تو تاریخ' سیاحت و زیارات کے متوالے لوگ سو فی صد اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اکابرین دین' اولیاء اللہ اور اماموں کے بارے میں برملا' بے خطر یہ لکھا جاسکتا ہے کہ ان کی دینی خدمات گراں قدر تھیں۔ انہوں نے کبھی بھی قرآن و سنت سے ہٹ کر نہ کوئی عمل کیا اور نہ کوئی بات کی۔ وہ تو سرتاپا سنت نبوی تھے۔ ایسی کتاب ان علماء کے لئے لکھنا کچھ مشکل نہیں ہے جو صاحب استطاعت ہیں' جو سرکاری وفود کی شکل میں ان ملکوں میں جاتے رہتے ہیں اور ان کو ہر سہولت میسر ہوتی ہے۔

میں نے اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعویٰ داروں کو مختلف انداز میں عیاں دیکھا ہے۔ کسی کو صحابہ کرام کے نام اختیار کرنے' احترام سے لینے میں عار ہے تو کوئی اہل بیت کو اہمیت نہیں دیتا ہے۔ کوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کا قائل نہیں ہے تو کوئی اسوہ حسنہ سے گریزاں ہے۔ کوئی قرآن

Marfat.com

حکیم کے من مانے ترجمے کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس میں الوہیت اور شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جملہ صفات کو مد نظر نہیں رکھتا ہے۔ اہل بیت کے نام کسی کے لئے مخصوص ہوتے جا رہے ہیں اور صحابہ کرام کے نام کسی اور کے لئے۔

صحابہ کبار یا سابقون الاولون اور آل رسول کے تو وہ مقدس نام ہیں جو شب و روز ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوتے رہے۔ ان مقدس و مبارک ناموں والی ہستیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع میں دین اسلام کی وہ خدمت کی ہے جس کا تصور کرنا بھی ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ آل رسول کے نام تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے ہیں۔ ان سب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا پیار کیا ہے' انہیں کتنا چاہا ہے ہم کسی طرح بھی ایک نبی کی محبت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

اف! ہم نے اسلامی قدروں کو کتنا محدود کر دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہمیں دیا ہے(اسوہ حسنہ یا قرآن حکیم کی عملی شکل) ہم اس میں سے اپنی اپنی پسند کے مطابق لینا چاہتے ہیں۔ ہم واضح قرآنی احکام و ارشادات' واضح احادیث اور خوبصورت مکمل اسوہ حسنہ کے باوجود اپنی من پسند محبت رائج کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ احساس نہیں ہے کہ جو مقدس ہستیاں ہم مسلمانوں سے عالمگیر محبت کی حقدار ہیں وہاں بھی ہم نے اپنی پسند و ناپسند کو گھسیٹر دیا ہے۔ ہم نے بے خیالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' تابعداری و تعظیم کو بھی نئے معانی پہنا دیئے ہیں اور اس سے بھی زیادہ دکھ کی بات کہ مندرجہ بالا میں ہر ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ دار ہے اور شدت سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ صرف وہی راہ راست اختیار کئے ہوئے ہے اور باقی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں جب کہ حقیقتاً" مندرجہ بالا دعوے دار سب ہی مطلوبہ معیار سے بہت دور ہیں۔

حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مطلب ہے' کس نے محبت کی ہے اور کون کرتا ہے اس کتاب میں یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر کسی کے لئے یہ جاننا آسان ہو جائے کہ وہ نبی اکرم' محبوب خدا' صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ محبت میں

Marfat.com

کہاں تک سچا ہے۔ آیا وہ اس راہ پر گامزن ہے جو جنت میں لے جاتا ہے یا اسے اس راستہ پر آنے کی ضرورت ہے۔

قارئین کرام! میری اس کتاب میں اگر کوئی کوتاہی' لغزش غیر اصلاحی یا منفی بات' نظر آئے تو اسے میری غفلت' کم علمی اور کم مائیگی پر معمول کیا جائے اور مجھے معاف کر دیا جائے اور اگر اس کتاب میں' دستاویز میں' دین' دنیا و آخرت کے لئے کوئی خوبی نظر آئے تو اسے خالصتاً" اللہ تبارک تعالیٰ کا میرے لئے خصوصی فضل و کرم عنائت و احسان تصور کیا جائے اور اسی کا شکر ادا کیا جائے اور میرے لئے دونوں جہانوں کی بھلائی و کامیابی کے لئے دعا کی گزارش ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر خان

لیفٹیننٹ کرنل (ر)

Marfat.com

Marfat.com

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ○ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم ○

دین اسلام کے بارے میں اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِینًا ○ (سورہ مائدہ آیت 3)

ترجمہ: اور آج میں نے مکمل کر دیا' پورا کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے اسلام کو تمہارے لئے بطور دین کے۔

اس آیت مبارکہ میں رب کائنات نے' خالق و مالک کائنات نے واضح کر دیا ہے کہ یہ دین اب مکمل ہے اس میں کمی بیشی کی گنجائش قطعاً" نہیں ہے تم اسے اپناؤ اور دین و دنیا کے فائدے اٹھاؤ۔ تمہارے لئے اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن حکیم' اس پر عمل اور مختلف انبیاء کرام کے لئے مختلف شریعت و راستہ کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَنزَلنَا اِلَیکَ الکِتَابَ بِالحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَینَ یَدَیہِ مِنَ الکِتٰبِ وَمُهَیمِنًا عَلَیہِ فَاحکُم بَینَهُم بِمَآ اَنزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِع اَهوَاءَهُم عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الحَقِّ لِکُلٍّ جَعَلنَا مِنکُم شِرعَةً وَّمِنهَاجًا ○ (سورہ مائدہ آیت 48)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان پر محافظ اور گواہ ہے۔ ان میں فیصلہ کریں اللہ کے اس اتارے سے' اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہو حق چھوڑ کر۔ ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک (الگ الگ) شریعت اور راستہ طریقہ رکھا۔

اس آیت مبارکہ میں ہمیں رب ذالجلال نے یہ بتلایا ہے کہ قرآن حکیم ایک مکمل دستور ہے جس کے مطابق دونوں جہانوں میں کامیابی ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہوئی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اس کی تعلیم میں ان کو سمویا ہوا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت یا اقرار بنیاد رہا ہے۔ اس کے

Marfat.com

ساتھ ہی جو نبی آیا' اس کا نبی مرسل ماننا اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق عبادت کرنا اور زندگی گزارنا یا اس کی شریعت پر عمل پیرا ہونا مقصود رہا ہے اور اسی بتائے ہوئے طریقہ' راستہ پر چل کر منزل مراد پانے کی خوشخبری ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے دین کی تکمیل فرما دی ہے اور قرآن حکیم پر مکمل عمل کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے احادیث' سنت یا اسوہ حسنہ چھوڑا ہے۔ یہ بھی مکمل ہے اور ان کے مطابق ہمیں زندگی گزارنے کا حکم ہے اور بس۔

اس کے بعد جو بھی ہیں وہ احادیث کو بیان کرنے والے ہیں' وہ راوی یعنی کہ روایت کرنے والے' بیان کرنے والے ہیں۔ یعنی کہ قرآن و سنت کی تکمیل کے بعد' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے' آل رسول نے' اولیاء اللہ یا اماموں نے' اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہے۔ انہوں نے بہترین طریقہ سے قرآن حکیم و احادیث مبارک کی تشریح کی ہے' سمجھایا ہے یا انہیں ہمارے لئے قابل فہم بنایا ہے لیکن انہوں نے نہ اپنی طرف سے دین و سنت میں اضافہ کیا ہے اور نہ کمی کی ہے اور نہ وہ اس کے مجاز تھے۔

بہترین طریقہ سے قرآن و سنت پر عمل کرنے والے' ان کا احترام کرنے والے اور ان پر لوگوں کو کاربند رکھنے کے خواہاں سب سے زیادہ صحابہ کرام' آل رسول' اولیاء اللہ اور آئمہ حضرات ہی تھے۔ انہوں نے ہی ہماری رہنمائی کرنی تھی۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی جہالت و ناسمجھی کے سبب ان سے ایسی کوئی بات منسوب نہ کریں جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو' ان کے شایان شان نہ ہو۔

یہ تو سب ہی' جسمانی طور پر سارے کے سارے ہی' اپنی قلم و زبان سمیت ان کا تو خلیہ خلیہ' بال بال' رواں رواں قران و سنت کے تابع تھا۔ آل رسول' صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی دین و سنت کے بارے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی ہے' الاّ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں فرمایا ہو اور پھر وقت آنے پر امت کو بتانے کیلئے کہہ دیا ہو۔

آیئے اب ہم قرآن حکیم میں سے کچھ ایسی آیات یا چند ایسی آیات پڑھتے ہیں اور

Marfat.com

انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب' رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بارے میں کہا گیا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ○ (سورہ آل عمران۔ 31)

ترجمہ: آپ فرمائیں' اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو۔ تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں رب العالمین نے فرما دیا ہے کہ تم میں اگر خوف خدا ہے' آخرت و دنیا میں اس سے رحمت کے طلبگار ہو' روز جزا کا ڈر ہے تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت' اسوہ حسنہ پر عمل کرو۔ میرے محبوب کا راستہ' طریقہ تو سراسر میری عبادت' اطاعت و محبت ہے۔ اور تم لوگوں کے لئے نبی کی محبت کا مطلب ہے کہ اس کی ہر صفت' ہر کام ہر نام کو سراہنا' اس کی سنت' اسوہ حسنہ کو بہ خوشی و رغبت اپنانا۔ محبت کا لازم جز یہ ہے کہ محبوب کی خوب یاد کی جائے' تعریف اور خوبیاں بیان کی جائیں وہ عمل کئے جائیں جن سے وہ خوش' ہوں راضی ہوں اور جس چیز سے وہ منع کریں اس سے باز رہا جائے۔ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی ہے اس سے دل و جان سے محبت کی جائے اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا وہ تمہیں بھی ناپسند ہو۔ اگر تم اس طرح سے کرو گے تو مجھے دونوں جہانوں میں مہربان' دوست و غفور الرحیم پاؤ گے اور یہی میری محبت ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ آل عمران۔ 32)

ترجمہ: آپ فرمائیں' حکم مانو اللہ کا اور رسول کا' پھر اگر اعتراض کریں (نہ مانیں) تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہم خدا کے بیٹے' بچے ہیں اور اسے محبوب ہیں۔ یہاں یہ واضح طور پر بتلا دیا گیا کہ کافر' وہ لوگ جو نبی کا حکم نہ مانیں' ہم خیال نہ ہوں ان سے کبھی خدا کا پیار نہیں ہو سکتا۔ بالفاظ دیگر

Marfat.com

یہاں بھی اللہ تبارک تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں' میں تو اس سے محبت کروں گا' میرا رحم و کرم' مغفرت تو ان کے لئے ہے جو میرے نبی آخر زماں کے نقش قدم پر چلے گا' اس کے اسوہ حسنہ کو اپنائے گا اور جو اس سے دل و جان سے' خلوص سے محبت کرے گا میری محبت ان کے لئے ہے۔ کافروں' منکرین' بے ادب اور گستاخوں کے لئے نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ (سورہ آل عمران۔ 51)

ترجمہ: بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا۔ سو اس کی بندگی کرو۔ یہی راہ سیدھی ہے۔

یعنی سب باتوں کی ایک بات اور سب حقیقتوں کی حقیقت اور ساری جڑوں کی اصل جڑ یہ ہے کہ رب العالمین کو سب کا رب جانو' وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے وہ واحد و یکتا ہے اور اسی کی عبادت و بندگی ہم پر لازم ہے اور اس کے نبی کا دکھایا ہوا ہی سیدھا راستہ ہے جس میں فلاح دارین ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (سورہ آل عمران - 132)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا' اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو۔

یعنی کہ نبی اکرم کا' رسول کا حکم ماننا بھی اللہ کا ہی حکم ماننا ہے' کیونکہ نبی کی اطاعت کا بھی اسی نے حکم دیا ہے۔ کہ ہم پیغمبر کا حکم مانیں اور آپ کی پوری پوری اطاعت کریں۔ عبادت اور اطاعت میں یہ فرق ہے کہ عبادت صرف اللہ تبارک تعالیٰ کی ہے اور اتباع' اطاعت' فرمانبرداری' تابعداری نبی اکرم کی' رسول کی ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○ (سورہ نساء۔ 13-14)

ترجمہ: اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں' جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں' ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے'

Marfat.com

ڈالے گا اس کو آگ میں' ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ○ (سورہ نساء۔ 59)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر' یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔

یعنی کہ اگر تم میں اور اولوامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور رسول یعنی کہ قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں تو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو کہ وہ فی الحقیقت اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق ہے یا مخالف۔ اور جو بات پھر متحقق ہو جائے اسے بالاتفاق اپنا لو یا رد کر دو اور اختلاف برقرار نہ رہنے دو اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یعنی کہ اللہ کا ڈر ہے' روز جزا کا خوف ہے کہ اگر ہم نے جان بوجھ کر غلطی کی' غلط فیصلے کئے تو روز حشر اس کی جوابدہی ہو گی اور اس دن تو ذرہ ذرہ کا انصاف کر دیا جائے گا اس دن کوئی بدی اور نیکی چھپی نہ رہ سکے گی کہ اس کا بدلہ' جزا لازمی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاؤُکَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (سورہ نساء۔ 64)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں' اللہ کے فرمانے سے اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا' آتے تیرے پاس ' پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا' تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔

اس آیت کریمہ سے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم نادانستہ کوئی' غلطی کر بیٹھو

Marfat.com

تو اس پر نادم ہونے کے ساتھ، اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھ سے معافی مانگو، چاہو، تو میں غفور الرّحیم ہوں نبی کے وسیلہ سے، نام سے، واسطہ سے اگر مانگو گے تو میری مغفرت و رحمانیت میں طغیانی آجاتی ہے، میں فوراً معاف کر دیتا ہوں اور رحم و کرم مانگنے والے کو اپنی رحمت میں لے لیتا ہوں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○ (سورہ نساء۔ 69-70)

ترجمہ: اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا، سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور نیک بخت، صالحین ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

سبحان اللہ! کتنا بڑا انعام ہے اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے کا۔ اللہ کے ہاں اس کی قربت، محبت و عنایت کے لئے یہ رتبے ہیں سب سے پہلے انبیاء کرام، پھر صدیقین یعنی وہ لوگ جو بلا چوں چراں، بلا توقف، نبی پر فوراً ایمان لائے پھر شہداء یعنی کہ وہ لوگ جنہوں نے نبی کے حکم و فرمان پر جان دی اور آخر میں وہ صالح اور نیک بخت کہ جن کی طبیعت میں نیکی ہی نیکی ہے اور بری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح اور صفائی کر چکے ہیں۔ رسول اللہ اور اللہ کا حکم، اطاعت تابعداری ایک ہی ہیں کہ قرآن کریم میں ہے کہ "جس نے حکم مانا، اطاعت کی رسول کی درحقیقت اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ (سورہ نساء۔ 80)

ترجمہ:۔ جس نے حکم مانا رسول کا، اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہیں بھیجا۔

اور اے میرے محبوب اگر کوئی آپ کی نصیحت نہیں سنتا۔ نہیں مانتا یا سن کر بدل جاتا ہے تو آپ اس کا فکر نہ کریں آپ کا کام تو صرف یہ ہے کہ ان تک میرا پیغام پہنچا

85078

Marfat.com

دیں انہیں سمجھانے کی کریں اور بس میں ان سے خود نپٹ لوں گا۔

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (سورہ انعام 161 تا 164)

ترجمہ: آپ فرمائیں، مجھ کو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی، دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں تو کہہ کر میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے، جو پالنے والا سارے جہاں کا ہے، کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○ (سورہ اعراف۔ 158)

ترجمہ: آپ فرمائیں اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف، جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں، کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر، جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سبب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ (سورہ انفال 1 تا 4)

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو فرما دیں کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا، سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

Marfat.com

ایمان رکھتے ہو۔ ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وہی ہیں سچے ایمان والے۔ ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ○ (سورہ انفال۔ 20)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اس سے مت پھرو سن کر۔ (اور یہ ہمارا حکم تو تم سن ہی رہے ہو)

اس آیت مبارکہ میں رب العالمین نے یہ بتلا دیا ہے کہ مومن صادق کا کام یہ ہے کہ وہ ہمہ تن خدا و رسول کا فرمانبردار ہو۔ حالات و حوادث خواہ کتنا ہی اس کو بدلنا چاہیں مگر خدا کی باتوں کو جب وہ سن کر سمجھ چکا اور تسلیم کر چکا تو قولاً" و فعلاً" کسی حال ان سے منہ نہ پھیرے اور ثابت قدمی سے عبادت اللہ و اطاعت و تابعداری رسول میں لگا رہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ ((سورہ انفال۔ 24)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہو گے۔

اللہ تبارک تعالیٰ اس آیت مبارکہ میں فرماتے ہیں کہ یہ جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اس لئے نیک کام میں تاخیر نہ کرو، جو بھلائی ملے اسے سمیٹتے جاؤ، لیتے جاؤ تمہارا دل خدا کے ہاتھ میں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پھیر دے یا تم پھر جاؤ۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ

Marfat.com

اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (سورہ انفال۔ 46)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پھر بزدلی کرو گے' ناکارہ ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا (ساکھ) اور صبر کرو۔ بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے بتلا دیا ہے کہ کامیابی کی کنجی ثابت قدمی' صبر و استقلال' قوت ایمانی' سکون قلب یا طمانیت قلب' یاد الٰہی' خدا اور رسول اور ان کے قائم مقام سپہ سالاروں' سرداروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور باہمی اتفاق و اتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔

وَالْمُومِنُوْنَ وَالْمُومِنٰتُ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُوتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (سورہ توبہ۔ 71)

ترجمہ: اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں' سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکواۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ۔ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُومِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَائِزُوْنَ ○ (سورہ النور۔ 51-52)

ترجمہ: ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلایا جائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں' تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے' اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور پرہیز گاری کرے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ وَعَدَ

Marfat.com

اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (سورہ نور۔ 54 تا 56)

ترجمہ: آپ فرمائیں، حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے، جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ، اور پیغام لانے والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر، وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام، حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن۔ میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ○ (سورہ احزاب 21)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔

یعنی کہ اسوہ حسنہ کو اپنانا ہی حاصل زندگی ہے اور جو کوئی اپنے رب سے ڈرتا ہے جسے روز جزا کا خیال ہے، خوف ہے وہ تو ہر موقع پر، ہر حال میں اللہ اور نبی کا ذکر کرتا ہے۔ چاہے غم ہو، چاہے خوشی، چاہے تنگی ہو یا فراخی، صحت ہو یا بیماری وہ ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے، اسوہ حسنہ پر چلتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

Marfat.com

(سورہ احزاب۔ 70-71)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ○ (سورہ حشر۔ 7)

ترجمہ: اور جو دے تم کو رسول اللہ' اسے لے لو اور جس اسے منع کرے سو چھوڑ دو۔

قرآن حکیم اللہ تبارک تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے' کلام ہے پیغام ہے اور یہ رہتی دنیا تک کے لیئے ہے یعنی کہ اس کی تعلیم' ہدایت' نور و روشنی قیامت تک کے لئے ہے۔ آیت مبارکہ کا شان نزول تو اس وقت کا ہی ہوتا ہے لیکن اس سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ مندرجہ بالا آیت یا اور دیگر آیات' تعلیمات قرآن کا تعلق اس وقت سے تھا' اور ہے اب ہم سے ان کا کیا تعلق؟ ایسی سوچ کبھی نہ آنے دیں کہ ہم تو ان کے مخاطب ہی نہیں ہیں۔ قران حکیم کا ہر لفظ' ہر آیت قیامت تک کے لئے ہے ان کا تعلق کسی زمانے یا وقت سے قطعاً" نہیں ہے یہ محدود نہیں ہے اس کا مخاطب تو ہر انس و جان ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔

ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا نور و ہدایت کا چشمہ یعنی کہ قرآن حکیم دیا ہے اور دوسری چیز قرآن حکیم کی تعبیرو تشریح یا بیان اور اس کی عملی شکل دی ہے جسے حدیث' سنت' اسوہ حسنہ کہا جاتا ہے۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ جس بات سے تمہیں ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں وہ مت کرو اور جس کا کرنے کو کہیں وہ ضرور کرو اور یہی اتباع' اسوہ حسنہ یا سنت رسول پر چلنا ہے۔

آپ کے اتباع و اطاعت سے متعلق چند احادیث کا ذکر کرنے سے پہلے میں اپنے مسلمان بھائیون کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے کو' کلام کو' فرمانے کو' نطق کو' اپنے جیسا یا عام و خاص لوگوں جیسا نہ سمجھیں بلکہ آپ کے بولنے' کلام کرنے' فرمانے کو آپ سابقہ انبیاء کرام جیسا بھی اس لئے نہ سمجھیں کہ ان کی سنت عارضی تھی دیرپا نہ تھی جب کہ سرور دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قیامت تک کے لئے ہے' ساری دنیا کی رہنمائی کے لئے ہے' انس و جان کی رہنمائی کے لئے ہے۔ قرآن کریم بھی ذکر ہے آپ بھی ذکر ہیں اور آپ کے ارشادات و احادیث بھی ذکر ہیں۔ آپ صرف وہی فرماتے ہیں جو اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○ (سورہ حجر آیت 9)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان' محافظ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں آپ سے جو کچھ بھی سنوں کیا اسے لکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں سب لکھ لیا کرو۔ میں نے کہا کیا خوشی اور غصہ' غضب کی حالت میں جو کچھ فرمائیں وہ بھی لکھ لیا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! بے شک کیونکہ ہر حال میں میرے منہ سے حق ہی نکلے گا۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىکَ اللّٰہُ

○ (سورہ نساء آیت 105)

ترجمہ: بے شک ہم نے نازل کی تیری طرف کتاب ساتھ حق کے تاکہ آپ فیصلہ کریں درمیان لوگوں کے' ساتھ اس چیز کے' کہ دکھاتا ہے آپ کو اللہ۔

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ حضور کے قضایا' احکام اور فیصلے وغیرہ اللہ تبارک تعالیٰ کے دکھانے' جتانے اور بتانے سے ہوتے تھے۔

لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ ○ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ ○ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ ○ (سورہ قیامت آیت 16 تا 19)

ترجمہ: آپ جلدی جلدی نہ ہلائیں اپنی زبان کو ساتھ قرآن پڑھنے کے تاکہ جلدی کریں ساتھ اس کے۔ بے شک ہمارے ذمہ ہے تیرے دل میں قرآن کا جمع کرنا اور پڑھوانا اس کا تیری زبان سے پھر جب پڑھیں ہم قرآن کو بذریعہ جبریل تیرے آگے پس پیروی

Marfat.com

کر ہمارے پڑھنے کی۔ پھر ہمارے ذمہ ہے بیان تشریح کھولنا اس کا۔

اس آیت مبارکہ کے آخر میں اللہ تبارک تعالیٰ نے بیان قرآن کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ایک قرآن ہے اور دوسرا بیان قرآن۔ قرآن حکیم تو ہوا دستور، قانون، اصول۔ اور اب اس دستور، اصول قانون کا بیان یا تشریح بھی چاہیے۔ وہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نطق، فرمان، کلام، بات چیت اور یہی حدیث و سنت ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى ○ (سورہ نجم آیت 4'3)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں بولتا مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے کو وحی فرمایا ہے اور کہا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں یہ تو صرف اس وقت بولتے ہیں جب وحی کے ذریعہ آپ کو بولنے کا کہا جاتا ہے اور آپ وحی کے مطابق ہی بات چیت، کلام کرتے ہیں۔ آپ کا بولنا وحی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے بھیجی جاتی ہے۔

اس لئے میرے بھائیو! جب بھی آپ احادیث سنیں، پڑھیں تو ان کو اتنی توجہ دیں، اہمیت دیں کہ قرآن حکیم کے فوراً" بعد وہی ہیں اور ان کے بعد کچھ نہیں ہے۔ ذیل درج آیات مبارکہ کے ساتھ میں یہ واضح کروں گا کہ اتنی توجہ اور اہمیت کون دیتے ہیں اور ان کو اس کا صلہ کیا ملتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَه لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوم الْاٰخِر وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ (سورہ احزاب آیت 21)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات عمدہ نمونہ ہے پیروی کے لئے۔ اس کے لئے جو امید رکھتا ہے اللہ کی، روز آخرت کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔

اس آیت مبارکہ میں ایک خاص بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پیروی کے لئے ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ساری امت رسول کو (جو قیامت تک آنے والی ہے) فرمایا ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی پیروی ہی بہترین، اعلی ترین، خوبصورت ترین ہے عمل پیرا ہونے کے لئے، اور مجھے بھی یہ تمہارے لئے پسند ہے۔ یعنی میرے رسول کی سنت پر چلو۔ جو وہ کریں یا کہیں، فرمائیں وہی کرو آپ کی زندگی فعل و عمل پیروی کے لئے بہترین مثال، نمونہ ہے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو شخص اللہ کی ملاقات، رحمت کا امیدوار ہے، جس کا روز قیامت یا آخرت پر ایمان ہے کہ اپنے اللہ کے سامنے تنہا پیش ہو کر اس جہان میں کئے کا حساب دینا ہے، ایسا شخص اسوہ رسول پر چلتا ہے، اس کو اختیار کرتا ہے اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور جو شخص اسوہ رسول، اسوہ حسنہ کو واجب العمل نہیں سمجھتا، سنت و ہدایت سے دور بھاگتا ہے، رسول رحمت کی سنت پر نہیں چلتا وہ اللہ تبارک تعالیٰ اور روز آخرت کا امیدوار نہیں ہے۔ یعنی کہ اس کے دل میں حب رسول اللہ نہیں ہے اور اس کے دل میں خوف خدا بھی نہیں ہے اور اسے روز جزا، اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا یقین بھی نہیں ہے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات، احادیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ، خلفائے راشدین کے اتباع کے بارے میں حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی لیکن جو انکار کرے گا۔ (وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا) عرض کیا گیا، کون انکار کرے گا۔ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار

Marfat.com

کیا۔ (2)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ چند فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سو رہے تھے۔ ان فرشتوں نے (آپس میں) کہا کہ تمہارے اس ساتھی کے لئے ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو۔ بعض فرشتوں نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں اور بعض فرشتوں نے کہاکہ انکی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ان کی مثال اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا اور اس گھر میں کھانے کی ایک دعوت کا انتظام کیا اور ایک بلانے والے کو بھیجا تو جس نے اس بلانے والے کی بات مانی' تو وہ گھر میں داخل ہوا اور اس دعوت میں سے کھایا اور جس نے اس بلانے والے کی بات نہ مانی تو نہ وہ گھر میں داخل ہوا اور نہ اس دعوت میں سے کھایا۔ پھر فرشتوں نے کہا کہ اس مثال کا مطلب ان کے سامنے بیان کرو۔ تاکہ یہ سمجھ جائیں - اس پر بعض فرشتوں نے کہا کہ یہ تو سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے تب فرشتوں نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ گھر جنت ہے اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے لوگوں کی دو قسمیں ہو گئیں (جس نے آپ کی مانی اس نے اللہ کی مانی اور جنت میں جائے گا اور جس نے آپ کی نہ مانی اس نے اللہ کی نہ مانی اور وہ جنت میں نہیں جائے گا۔) (3)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری اور اس دین کی مثال جس کو دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس آدمی جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہاکہ اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کے بڑے لشکر کو تمہاری طرف آتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں تم کو بے غرض ہو کر ڈرا رہا ہوں لہٰذا یہاں سے بھاگنے میں جلدی کرو چنانچہ اس کے قوم میں سے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور سرِ شام چل دیئے اور آرام سے چلتے

Marfat.com

رہے اور وہ تو بچ گئے اور اس قوم میں سے کچھ لوگوں نے اسے جھوٹا سمجھا اور وہیں ٹھہرے رہے تو دشمن کے لشکر نے ان پر بہت صبح حملہ کر کے ہلاک کر دیا اور ان کو بالکل ختم کر دیا۔ یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میری بات مانی اور جو دین حق میں لے کر آیا اس پر عمل کیا اور ان لوگوں کی جنہوں نے میری نافرمانی کی اور جو دین حق لے کر میں آیا اس کو جھٹلایا۔ (4)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو کچھ بنی اسرائیل پر آیا' وہ سب کچھ میری امت پر ضرور آئے گا (اور دونوں میں ایسی مماثلت ہو گی) جیسے کہ دونوں جوتے ایک دوسرے کے برابر کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلم کھلا زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو اس کام کو کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک فرقہ کے علاوہ باقی تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ایک فرقہ کونسا ہو گا؟ آپ نے فرمایا جو اس رستے پر چلے جس پر میں اور میرے صحابہ(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)ہیں۔ (5)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسا موثر وعظ بیان فرمایا کہ جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا یہ وعظ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ جانے والے کا آخری وعظ ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں کن خاص باتوں کی تاکید فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور امیر کی بات سنو اور مانو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ تم میں سے میرے بعد جو بھی زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا تو ایسی صورت میں میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرتے رہنا اور اسے تھامے رکھنا' اور دانتوں سے مضبوط پکڑے رکھنا اور نئی نئی باتوں سے بچنا کیونکہ ہر نئی بات

Marfat.com

بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (6)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونے والے اختلاف کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی بھیجی کہ اے محمد! آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ ہر ستارے میں نور ہے لیکن بعض ستارے دوسروں سے زیادہ روشن ہیں۔ جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کسی امر کے بارے میں رائے مختلف ہو جائے تو جو آدمی ان میں سے کسی بھی ایک کی رائے پر عمل کر لے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور آپ نے فرمایا' میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ (7)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں تم میں کتنا عرصہ رہوں گا اور حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد ان دونوں کی اقتداء کرنا اور عمار کی سیرت اپناؤ اور ابن مسعود تمہیں جو بھی بتائیں اسے سچا مانو۔ (8)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا' تو جتنے لوگ اس سنت پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے اجر ملے گا اور اس سے ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور جس نے گمراہی کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جس سے اللہ اور اس کے رسول کبھی راضی نہیں ہو سکتے تو جتنے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے گناہ ہو گا اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (9)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ دین حجاز کی طرف ایسے سمٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے' اور دین حجاز میں اپنی جگہ اس طرح ضرور بنا لے گا جس طرح

Marfat.com

پہاڑی بکری شیر کے ڈر کی وجہ سے پہاڑی کی چوٹی پر اپنی جگہ بناتی ہے۔ دین شروع میں اجنبی تھا اور عنقریب پھر پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا۔ لہٰذا ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جن کو دین کی وجہ سے اجنبی سمجھا جائے' اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری جس سنت کو لوگ بگاڑ دیں' یہ اس سنت کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔ (10)

2

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم ہر وقت اپنے دل کی یہ کیفیت بنا سکتے ہو کہ اس میں کسی کے بارے میں ذرا بھی کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسے کرو۔ پھر آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے یہ میری سنت میں سے ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ (11)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت' جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب' اجر ملے گا۔ یہ روایت بیہقی کی ہے اور طبرانی میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا۔ (12)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے کو کو ایک شہید کا اجر ملے گا۔ (13)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہو گا۔ (14)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو میری سنت سے اعراض (منہ موڑے) کرے اس کا میرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ روایت مسلم کی ہے اور ابن عساکر میں یہ روایت حضرت ابن عمر

Marfat.com

رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور اس کے شروع میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جس نے میری سنت پر عمل کیا اس کا مجھ سے تعلق ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ جس نے سنت کو مضبوطی سے تھاما وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (15)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ (16)

یہ موضوع حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بات کئے بغیر تشنہ یا نامکمل رہے گا اور حب کا تعلق ظاہر سے زیادہ دل سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس وقت بھی معاشرے میں منافق عبداللہ ابن ابی جیسے موجود تھے اور یہ ہر دور میں رہیں گے۔ اس لئے اس کو تسلی سے اور مناسب انداز سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ حب نبی کی بہترین مثال آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے اس لئے اب ان کا مختصر اور اجتماعی بیان ضروری ہے تاکہ حب نبی کو سمجھانا اور سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

دلی محبت ہو تو اس کے اظہار کے طریقے' اس کے اظہار کے ذرائع سب ہی سراپا محبت' خوشی و طمانیت کا سبب بن جاتے ہیں اور اگر دل سے (دل میں) محبت نہ ہو تو باقی سب دکھاوا' منافقت یا ناسمجھوں کی' بامقصد' سوچی سمجھی ڈھکوسلہ بازی ہے (اور بدقسمتی! کہ یہ ڈھکوسلہ بازی عام ہے۔)

Marfat.com

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

آیئے اب ہم چند ایسی قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باہم متعلق ہیں۔ صحابہ کرام کے بارے میں مختلف آیات میں' ان کی اطاعت و تابعداری اور پرخلوص محبت کا ذکر ہے۔ بلاشک و شبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس امت کے اعلیٰ ترین' سب سے بہترین لوگ تھے جنہوں نے دین اسلام کے لئے' آپ کے زیر نگاہ' ہر طرح کی قربانی دی اور اس کو پروان چڑھایا۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ○ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○ (سورہ بقرہ - 151- 152)

ترجمہ : جیسا بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے' پڑھتا ہے تم پر آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو' اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار' اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے۔ سو تم میری یاد کرو' میں تمہارا چرچا کروں گا' اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو۔

یعنی تمہیں رسول' محمد صلی اللہ علیہ وسلم نجاست' شرک و گناہ سے پاک کرتے ہیں۔ تمہیں جسمانی اور روحانی پاکیزگی کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں تشریح (کھول کر بیان) کرتے ہیں اور (قرآن حکیم کے) چھپے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں' تعلیم دیتے ہیں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ○ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○ (سورہ آل عمران 159)

ترجمہ : سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو' اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل' تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے' سو تم ان کو معاف فرماؤ' اور اور ان کے

Marfat.com

واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لے کام میں، پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر، اللہ کو محبت ہے توکل کرنے والوں سے۔

یعنی کہ آپ کے مزاج میں اس درجہ لطف و کرم، پیار و محبت اور رحمت ہے کہ سخت سے سخت ترین موقع پر بھی (روز احد) امت (اس وقت کے مشرکین تک) کے لئے رحم و کرم ہی طلب کیا۔ مشورہ لو کہ اس میں دلداری بھی ہے اور عزت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی ہے۔ اور یہ کہ مشورہ کرنا سنت ہو جائے گا اور آئندہ امت اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (سورہ آل عمران: 164)

ترجمہ: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر، بھیجا ان میں رسول ان ہی میں سے، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو (یعنی شرک وغیرہ سے) اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات (حکمت، اسرار و رموز) اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورہ اعراف۔ 157)

ترجمہ: وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی اُمّی ہے، کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں، اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں، اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ، اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع

Marfat.com

ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے' وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو۔
قیدیں اور بوجھ سے مراد ہے سخت تکلیفیں جیسے کہ توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا اور جن اعضا سے گناہ سرزد ہوں ان کو کاٹ ڈالنا۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ○ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ○ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ (سورہ توبہ۔ 40)

ترجمہ: اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی' تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے' جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا' جب وہ دونوں تھے غار میں' جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا' بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اتار دی اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

یعنی کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی حکمت سے فرشتوں کے ذریعہ ایسے حالات کر دیئے کہ مشرکین مکہ غار کے دہانہ پر پہنچ جانے کے باوجود انہیں نہ دیکھ سکے۔ مکڑی نے دہانہ پر جالا تان دیا تھا اور کبوتر گھونسلہ بنا کر دہانہ کے بالکل قربت ہی انڈوں پر بیٹھے تھے اور مشرکین اس خیال سے کہ اگر اس غار میں کوئی داخل ہوا ہوتا یا موجود ہو تو نہ یہ جالا ثابت رہتا اور نہ یہ پرندے یہاں گھونسلے میں بیٹھے رہتے۔ یوں مشرکین نے جھک کر دیکھنے کی بھی زحمت گوارہ نہ کی اور نامراد لوٹ گئے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ○ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ (سورہ توبہ۔ 100)

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم ہیں' سب سے پہلے ہجرت کرنے والے' اور مدد کرنے والے' جو ان کے پیروکار ہوئے نیکی کے ساتھ' اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ

Marfat.com

سے، اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ، کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، رہا کریں انہی میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورہ توبہ 117-118)

ترجمہ : اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں ۔بعضوں کے ان میں سے، پھر مہربان ہوا ان پر، بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا۔ اور ان تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا، یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے، مگر اسی کی طرف۔ پھر مہربان ہوا ان پر تا کہ وہ پھر آئیں بے شک اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

یہ اشخاص کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں۔ یہ غزوہ تبوک جس کو غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں میں شرکت نہ کر سکے۔ جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ آپ نے دریافت فرمائی اور اللہ تبارک تعالیٰ کے فیصلہ کے انتظار تک سب نے ان کا بائیکاٹ کیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے رحمت کی اور انہیں معافی مل گئی اور وہ تنہائی، پریشانی، رنج و الم سہنے کے بعد پھر معاشرہ میں پہلے کی طرح مل گئے، شامل ہو گئے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ توبہ۔ 128)

ترجمہ : آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے، حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔

یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بھلائی درکار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں، دنیا و آخرت

Marfat.com

میں ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ امت کی مغفرت کے لئے اپنے رب سے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں۔

اِنَّمَا یُؤمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِهَا خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوۡا بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَهُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ○ تَتَجَافٰی جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ○ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورہ سجدہ 15 تا 17)

ترجمہ : ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے، گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔ جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے، اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھی ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلا اس کا جو کرتے تھے۔

یعنی کہ خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نعمت اسلام کے لئے شکر گزار ہوتے ہیں۔ نرم، گرم، آرام دہ بستر کو چھوڑ اٹھتے ہیں اور اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ○ لِیَجۡزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیۡنَ بِصِدۡقِهِمۡ وَیُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ○

(سورہ احزاب 23- 24)

ترجمہ : ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے، پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ - تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے۔ یا توبہ ڈالے ان کے دل پر (میں)، بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔

حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نذر کی تھی (اپنے آپ سے سب نے وعدہ کیا

Marfat.com

تھا، ارادہ کیا تھا) کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد والے دن شہادت پا گئے اور باقی اسی طرح ثابت قدم رہے اور بعد میں سب کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس آیت مبارکہ کی شان نزول یہی ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ زمر۔ 9)

ترجمہ: بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں، سجدے کرتا ہوا، اور کھڑا ہوا، خوف رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہربانی کی تو کہہ، کیا کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○ (سورہ زمر۔ 23)

ترجمہ: اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی، دہرائی ہوئی، بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے، پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر۔ یہ ہے راہ دینا اللہ کا، اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلائے اللہ، اس کو کوئی نہیں سجھانے والا۔

یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ خوف خدا سے ان کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں وہ روتے ہیں۔ ان کے جسم لرز جاتے ہیں اور یوں دل چین پا جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی نبی کے پیارے اور اللہ کے دوست تھے۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْىُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ (سورہ شوریٰ۔ 36 تا

Marfat.com

(39

ترجمہ : اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے' بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے واسطے ایمان والوں کے' جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں' اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو' اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ○ وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○ (سورہ فتح 18-19)

ترجمہ : اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے' پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا' پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔

حدیبیہ میں چونکہ ان بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی تھی اس لئے اسے بیعت رضوان بھی کہتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ (سورہ فتح۔ 29)

ترجمہ : محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ کا' اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں' زور آور ہیں کافروں پر' نرم دل ہیں آپس میں' تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں' ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی' نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کی اثر سے' یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں۔ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا

Marfat.com

پٹھا، پھر اس کی کمر مضبوط کی، پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر، خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو، تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام، معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورہ مجادلہ 22)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر کہ محبت کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا اور اللہ نے اپنی طرف کی روح سے ان کی امداد فرمائی اور ان کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ راضی ہو گیا اللہ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ ہو جاؤ بے شک اللہ ہی کی جماعت فلاح پانے والی ہے۔

یعنی کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا، ان کی یہ شان ہی نہیں اور ان کا ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کریں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بد دینوں، بدمذہبوں، اللہ اور رسول اللہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے دوستی اور ملنا جھلنا جائز نہیں۔ چنانچہ (جنگ) غزوہ بدر میں حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت علی، حمزہ، ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا۔ غزوہ احد کے دن حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کے لئے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی اور حضرت مصعب بن عمیر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں' ایسے ہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے۔

اس کتاب کے موضوع اور مضامین کے لحاظ سے یہ کہیں ممکن نہ تھا کہ میں رتبہ' شان' عظمت' ان صحابہ کرام کی بیان کر سکوں جنہیں صد عزت و احترام کے ساتھ صحابہ انصار کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے تمام خطرات' مصائب اور مخالفت کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس مدینہ طیبہ بلایا اور پھر اللہ کے دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ اپنی آل اولاد' مال و جان' عیش و آرام سکون و راحت کی زندگی' یعنی کہ تن' من' دھن سب کچھ اسلام پہ وار دیا۔ ان کا اس کتاب میں تھوڑا سا ذکر بہت ضروری لگا جو کہ یہاں بے محل بھی نہیں ہے۔ آیئے دیکھیں ان کا مقام اللہ تبارک تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کتنا بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کی نگاہ میں انصار کا مقام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا ان کا ذکر فرمایا ہے اس کی بارگاہ پاک میں جو اعزاز انہیں بخشا گیا ہے قرآن کریم کے صفحات اس سے جگمگا رہے ہیں۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ○

ترجمہ : اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی امداد کی' وہی خوش نصیب لوگ' سچے ایماندار ہیں انہیں کے لئے بخشش ہے اور باعزت روزی۔ (سورہ انفال : 74)

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

ترجمہ : اور (اس مال) میں ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرہ میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں مہاجرین (کی آمد) سے پہلے۔ محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے

Marfat.com

ان کے پاس آتے ہیں اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں۔" (سورہ حشر: 9)

جس ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر انہوں نے اسلام قبول کیا اور جس ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان جانبازوں نے اس دین حق کی سربلندی کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ اور اپنے مال و جان کو قربان کر دیا اس کی بارگاہ نبوت سے جو القاب انہیں مرحمت فرمائے گئے ہیں، ان میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔ آپ ان کو ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ غَیلان بن جریرٍ عن انس ارایت اسم الانصار کُنتم تسمون بہٖ ام سماکم اللہ قال بل سمانا اللہ عزوجل ○

ترجمہ: "غیلان بن جریر نے حضرت انس سے پوچھا جو کہ انصاری تھے، کہ یہ فرمائیے کیا اسلام سے پہلے بھی آپ کو انصار کے اسم سے موسوم کیا جاتا تھا، یا اللہ تبارک تعالیٰ نے اس نام سے تمہیں موسوم کیا۔ تو آپ نے جواب دیا بے شک اللہ عزوجل نے ہمیں اس نام سے موسوم فرمایا ہے۔" (1)

اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ معزز لقب انہیں تب نصیب ہوا جب انہوں نے دین اسلام کو قبول کیا تھا۔

عَنْ ابن عباس رضی اللہ عنہما یرفعہٗ ان اللہ امدنی باشد الناس السنا واذرعا بابنی قیلۃ الاوس والخزرج ○

ترجمہ: "حضرت ابن عباس نے مرفوعاً، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے میری مدد فرمائی جو فصاحت و بلاغت میں اور قوت بازو میں سب لوگوں سے زیادہ طاقتور تھے۔ یعنی قیلہ کے دونوں بیٹوں اوس اور خزرج کے خاندانوں سے۔" (2)

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ یرفعہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیه وسلم الانصار لا یحبھم الا مومن ولا یبغضھم الا منافق ومن احبھم احبه اللہ ومن ابغضھم ابغضه اللہ۔

ترجمہ: "براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انصار سے مومن کے سوا' (بغیر) کوئی محبت نہیں کرتا اور منافقین کے (سوا)' کے علاوہ ان سے کوئی بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔"

انصار مدینہ کے لئے خصوصی ذکر یہاں ختم ہوتا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورہ حشر 98)

ترجمہ: واسطے سے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے' جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے' ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ○ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ○ (سورہ طلاق 10-11)

Marfat.com

ترجمہ : بے شک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں، کھول کر سنانے والی تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی اس کو داخل کرے گا باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں، سدا رہیں ان میں، البتہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ○

ترجمہ : " وہ لوگ جن کو ہم اگر زمین میں جگہ دیدیں گے تو یہ لوگ نماز قائم کریں گے، زکواہ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔"

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ○ سورہ فتح آیت 29 " محمد رسول اللہ اور جولوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں۔"

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ ○ (سورہ نور، 55)

ترجمہ : تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کاخلیفہ بنائے گا جیساکہ ان لوگوں کو خلیفہ بنا چکا ہے جو ان سے پہلے تھے اور ان کے اس دین کو جوان کے لیے پسند کیا ہے مضبوط کر دے گا۔"

رب کائنات نے دیکھیں کن الفاظ میں اور کیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضون اللہ علیہم اجمعین کا ذکر، تعریف یا صفات و خصوصیات ہمیں بتلائی ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف و توصیف میں تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی جائیں تب بھی حق ادا نہیں ہوتا۔ یہاں مختصر ترین الفاظ میں یہ بتایا جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے پیارے نبی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر تعظیم، محبت، تابعداری، اطاعت فرمانبرداری، تمام تر صدق دل،

Marfat.com

خلوص و رغبت سے کرتے تھے اور آپؐ اپنے صحابہ سے کتنی شفقت، محبت و تحمل سے پیش آتے تھے، ان کی دلجوئی، عزت افزائی، حوصلہ افزائی کس لگن، خوبی اور کس دلکش محبت بھرے انداز سے کرتے تھے۔

میرے بھائی کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین متین کے پھیلانے کے لئے کس طرح سختیوں اور تکالیف اور بھوک اور پیاس کو برداشت کیا کرتے تھے اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اللہ کے واسطے اپنی جانوں کو قربان کرنا کس طرح ان کے لئے آسان ہو گیا تھا۔

تصور تو کیجئے کہ

گھر بار، یار و احباب، جائے پیدائش کو چھوڑنا کتنا مشکل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اپنے پیارے وطنوں کو چھوڑا حالانکہ وطن کا چھوڑنا انسان کے لئے بڑا مشکل کام ہے اور انہوں نے وطن بھی اس طرح چھوڑا کہ پھر موت تک اپنے وطن کو واپس نہ گئے۔ وطن چھوڑنا کس طرح ان کو اس دنیا اور متاع دنیا سے زیادہ محبوب ہو گیا تھا اور انہوں نے دین کو کس طرح دنیا پر مقدم کیا اور نہ دنیا کے ضائع ہونے کی پرواہ کی اور نہ اس کے فنا ہونے کی طرف توجہ کی۔ وہ کس طرح اپنے دین کو فتنہ سے بچانے کے لئے ایک سے دوسرے علاقوں کی طرف بھاگے پھرتے تھے۔ ان کی دنیا سے بے رغبتی ایسی تھی کہ گویا کہ وہ آخرت ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور صرف آخرت ہی کی فکر کرنے والے ہیں۔

کیا آپ کو پتہ ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین متین اور صراط مستقیم کی نصرت کرنا، کس طرح ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا اور دنیاوی عزت پر ان میں سے کوئی اتنا فخر نہیں کرتا تھا جتنا کہ وہ اس نصرت پر فخر کرتے تھے۔ کس طرح سے انہوں نے دین کی نصرت کی وجہ سے دنیاوی لذتوں کو چھوڑا، گویا کہ انہوں نے یہ سب کچھ اللہ عزوجل کی رضامندی حاصل کرنے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلنے کے لئے

Marfat.com

کیا۔

آپ ذرا سوچیں کہ

کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ کے راستہ میں جہاد کیا کرتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے ہر حال میں نکلا کرتے تھے' چاہے ہلکے ہوں یا بوجھل' دل چاہے یا نہ چاہے' تنگی یا فراخی' سردی یا گرمی ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتے تھے۔

بار بار اس کو پڑھیں

اور اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رفعت و عظمت کا اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے باپ' بیٹوں' بھائیوں' بیویوں' خاندانوں' مالوں' تجارتوں اور گھروں کے بارے میں کس طرح اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی جذبات بالکل ختم کر دیئے تھے انہوں نے کس طرح اللہ' اس کے رسولؐ اور ہر اس مسلمان کی محبت کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا جسے اللہ و رسولؐ کی نسبت حاصل تھی اور انہوں نے کس طرح ہر اس انسان کا شوق و صدق دل سے خوب اکرام کیا جسے نسبت محمدی حاصل ہو گئی تھی۔

نبی صادق' نبی کامل' نبی معلوم' نبی باطن' نبی آخر کے سچے پیروکاروں کا ایمان کامل دیکھئے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح غیب پر ایمان لایا کرتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں کے مقابلہ میں فانی لذتوں' انسانی مشاہدوں' وقتی محسوسات اور مادی تجربوں کو چھوڑ دیتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے غیبی امور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور اپنے مشاہدات کو وہ جھٹلا دیا کرتے تھے۔

دیکھئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح اللہ کے راستہ میں اور اللہ کی رضامندی کی جگہوں میں مال کو اور اللہ کی دی ہوئی' ہر نعمت کو خرچ کیا کرتے تھے اور یہ خرچ کرنا ان کو کس طرح اپنے اوپر خرچ کرنے سے زیادہ محبوب تھا چنانچہ یہ حضرات فاقہ کے باوجود دوسروں کو اپنے اوپر مقدم

Marfat.com

رکھتے تھے۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور و خوض کیا ہے کہ'

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح علم الٰہی حاصل کرنے کا شوق رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور علم الٰہی' دین و ایمان و عمل کو کس طرح خود دیکھتے' سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے تھے۔ وہ سفر و حضر' خوشحالی اور بدحالی' ہر حال میں کس طرح علم الٰہی کے سیکھنے سکھانے میں لگے رہتے تھے اور کس طرح مدینہ منورہ میں آنے والے مہمانوں کو سکھانے کا اہتمام کرتے تھے۔ وہ کس طرح علم' جہاد اور کمائی ان تینوں کاموں کو ایک ساتھ کرتے تھے اور مختلف شہروں میں علم پھیلانے کے لئے آدمیوں کو بھیجا کرتے تھے۔ وہ کس طرح اپنے اندر ان صفات کے پیدا کرنے کا اہتمام کرتے تھے جن کی وجہ سے علم اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے۔

اللہ! ہمیں بھی اس طرح کا خوف آخرت دے جو ہماری دنیا' دین و آخرت کو سنوار دے۔ آمین!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح سفر اور حضر میں لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی نصیحت قبول کیا کرتے تھے کس طرح دنیا کی ظاہری چیزوں اور اس کی لذتوں سے نگاہ ہٹا کر آخرت کی نعمتوں اور لذتوں کی طرف پھیر لیتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرتے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور دل ڈرنے لگ جاتے گویا کہ آخرت ان کے سامنے ایک نمایاں اور کھلی ہوئی حقیقت تھی۔ محشر کے حالات ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتے تھے۔ وہ کس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعہ امت محمدیہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر انہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرتے اور اس طرح اپنے وعظ و نصحت کے ذریعہ شرک جلی اور خفی کی تمام باریک رگوں کو کاٹ دیتے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تعظیم کرنا بھی آپ کے صحابہ کرام

Marfat.com

رضوان اللہ عنہم پر ہی ختم ہے۔ اس بارے میں چند احادیث غور فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تعظیم کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اور انصار بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور کوئی بھی حضورؐ کی طرف (عظمت کی وجہ سے) نگاہ نہ اٹھاتا۔ یہ دونوں حضرات آپ کی طرف دیکھتے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے۔ دونوں حضورؐ کو دیکھ کر مسکراتے اور حضورؐ انہیں دیکھ کر مسکراتے (کیونکہ حضورؐ کو ان دونوں حضرات سے بہت تعلق اور بہت زیادہ مناسبت تھی)۔ (3)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے سکون سے بیٹھے ہوئے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی بالکل حرکت نہیں کر رہے تھے کیونکہ پرندہ ذراسی حرکت سے اڑ جاتا ہے۔ ہم میں سے کوئی آدمی بات نہیں کر رہا تھا کہ اتنے میں کچھ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے پوچھا اللہ کے بندوں میں سے کون اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ان میں سے سب سے اچھے اخلاق والا۔ (4)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے اردگرد ایسے سکون سے بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ (5)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کا اردادہ کرتا لیکن حضورؐ کی ہیبت کی وجہ سے دو سال بغیر پوچھے گزار دیتا۔ (6)

حضرت زہری رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک قابل اعتماد انصاری نے بیان

Marfat.com

کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے یا کھنکارتے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جھپٹ کر وضو کا پانی اور کھنکار لے لیتے اور اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے پوچھا تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ہم اس سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں پھر حضورؐ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ اور اس کے رسولؐ کا محبوب بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بات سچی کرے، امانت ادا کرے اور اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (7)

صلح حدیبیہ کے بعد جب عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم میں واپس آئے تو آکر کہا۔

اے قوم!

واللہ لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر وکسری والنجاشی وللہ ان رایت ملکا قط تعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد محمدا واللہ ان یتنخم نخامه الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده واذا امرهم ابتدرو امره واذا توضاء کادوا یقتتلون علی وضوئه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحدون النظر الیه تعظیما له وانه قد عرض علیکم خطة رشد فاقبلوها۔

: خدا کی قسم! مجھے بادشاہوں کی دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے قیصرو کسریٰ اور نجاشی کی دربار بھی دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب محمدؐ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ واللہ! وہ رینٹ یا تھوک یا بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ مریں گے۔ اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھ سکتا۔ انہوں نے تم پر رشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو

Marfat.com

قبول کرلو۔ (8)

مندرجہ بالا و ذیل صفحات میں دیکھئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، گھر والوں، خاندان والوں اور اپنی امت سے جو نسبت ہے اس نسبت کا کس قدر خیال رکھا۔ آپؐ نے ہر ایک کی کس طرح دلجوئی کی اور کتنا خیال رکھا ان احادیث میں اس کی جھلک ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عجرہ رضی اللہ تعلے عنہ فرماتے ہیں ایک دن ہم لوگ مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سامنے ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اس جماعت میں کچھ ہم انصاری، کچھ مہاجر اور کچھ بنی ہاشم کے لوگ تھے ہماری آپس میں اس بات پر بحث شروع ہو گئی کہ ہم میں سے کون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہے؟ ہم نے کہا ہم جماعت انصار حضورؐ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ کا اتباع کیا ہے اور ہم نے آپ کے ساتھ ہو کر کئی مرتبہ (کافروں سے) لڑائی کی ہے۔ ہم حضورؐ کے دشمن کے مقابلہ میں حضور کے لشکر کا دستہ ہیں اس لئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں۔ اور ہمارے مہاجر بھائیوں نے کہا ہم نے اللہ اور رسول کے ساتھ ہجرت کی۔ اور ہم نے اپنے خاندانوں، گھر والوں اور مال و دولت کو (ہجرت کے لئے) چھوڑا۔ (یہ ہماری امتیازی صفت اور خصوصی قربانی ہے جو آپ انصار کو حاصل نہیں) اور ہم ان تمام مقامات پر حاضر تھے اور جہاں آپ لوگ حاضر تھے اور ان تمام جنگوں میں شریک ہوئے جن میں آپ لوگ شریک ہوئے لہٰذا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں۔ اور ہمارے ہاشمی بھائیوں نے کہا (ہماری امتیازی صفت یہ ہے کہ) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگ ہیں اور ہم ان تمام مقامات پر حاضر تھے جہاں آپ لوگ حاضر تھے اور ان تمام جنگوں میں شریک ہوئے جن میں آپ لوگ شریک ہوئے لہٰذا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں، اتنے میں حضور ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم لوگ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے حضورؐ کے

Marfat.com

سامنے اپنی بات عرض کی حضورؐ نے ہم انصار سے کہ' تم نے ٹھیک کہا۔ تمہاری اس بات کا کون انکار کر سکتا ہے پھر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہاجرین بھائیوں کی بات بتائی' حضورؐ نے فرمایا وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں ان کی اس بات کا کون انکار کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے حضورؐ کو اپنے ہاشمی بھائیوں کی بات بتائی حضورؐ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک کہتے ہیں ان کی اس بات کا کون انکار کر سکتا ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں کا فیصلہ نہ کردوں؟ ہم لوگوں نے کہا ضرور یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا تم اے جماعت انصار! تو میں تمہارا بھائی ہوں۔ اس پر انصار نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہم حضورؐ کو لے کر اڑے اور تم اے جماعت مہاجرین! میں تم میں سے ہوں۔ اس پر مہاجرین نے کہا' اللہ اکبر' رب کعبہ کی قسم! ہم حضور کو لے اڑے اور تم اے بنو ہاشم تم میرے ہو اور میرے سپرد ہو اس پر ہم سب راضی ہو کر کھڑے ہوئے اور ہم میں سے ہر ایک حضورؐ سے خصوصی تعلق حاصل ہونے کی وجہ سے بڑا خوش ہو رہا تھا۔ (9)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورؐ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا اے خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ' اور یہ عبدالرحمن بھی بدری ہیں۔ کیونکہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو تو بھی ان کے عمل کو نہیں پہنچ سکتے ہو۔ پھر اس پر حضرت خالد نے کہا لوگ مجھے برا بھلا کہتے ہیں' میں انہیں ویسا ہی جواب دے دیتا ہوں۔ حضورؐ نے (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے) فرمایا خالد کو تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر سونتا ہے۔ (10)

حضرت حسن رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تو تو میں میں ہو گئی تو حضرت خالد نے کہہ دیا اے ابن عوف آپ میرے سامنے اس بات کی وجہ سے فخر نہ کریں کہ آپ مجھ سے ایک دو دن پہلے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ جب یہ بات حضورؐ تک پہنچی تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا میری وجہ سے میرے بدری صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو چھوڑے رکھو (انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ) کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم غیر بدری (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے کوئی بھی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو ان کے آدھے مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا (آدھا مد سات چھٹانک یعنی آدھ کلو سے کم ہوتا ہے۔ (11)

اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کوئی تیز بات ہو گئی تو حضرت خالد نے کہا' اے اللہ کے نبیؐ آپ نے مجھے حضرت عبدالرحمن سے (جھگڑنے سے) روکا تھا اور یہ حضرت زبیر ان کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ دونوں بدری ہیں (درجہ میں برابر ہیں تمہارا درجہ کم تھا) اس لئے یہ آپس میں ایک دوسرے کو کچھ کہہ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (12)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایسی بات ہو گئی جیسی لوگوں میں ہو جایا کرتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری وجہ سے میرے (بدری) صحابہ) کو چھوڑے رکھو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو ان بدری صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے کسی ایک کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ (13)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے علاوہ باقی تمام جہان والوں پر میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فضیلت عطا فرمائی اور پھر میرے لئے میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے چار ابوبکر' عمر' عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) کو چنا اور انہیں میرا خاص صحابی بنایا۔ ویسے تو میرے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور میری امت میں سے چار زمانے والوں کو چنا۔ پہلا زمانہ خود حضورؐ کا' دوسرا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا' تیسرا زمانہ حضرات تابعین کا' چوتھا زمانہ حضرات تبع تابعین کا۔ (14)

Marfat.com

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آیا تو حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں کچھ وصیت فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا مہاجرین میں سے جو سابقین اولین ہیں، میں تمہیں ان کے ساتھ اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگر تم اس وصیت پر عمل نہیں کرو گے تو نہ تمہارا نفلی عمل قبول کیا جائے گا اور نہ فرض۔ (15)

بزار کی روایت میں یہ ہے کہ میں سابقین ،اولین کے ساتھ، اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے ساتھ اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے بیٹوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ (16)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو بتا دیا کہ اب ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ پرانے کپڑوں میں لپٹے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے اور بازار والوں نے آپ کے بارے میں سنا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں) تو وہ سب مسجد میں آگئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! اس قبیلہ انصار سے جو مجھے تعلق ہے اس کی ہمیشہ رعایت رکھو کیونکہ یہ لوگ میرے لئے معدہ کی طرح ہیں جس میں میں کھاتا ہوں اور یہ میرا صندوق ہیں یعنی ان سے مجھے خاص تعلق ہے۔ میرے بہت سے راز ان کے پاس ہیں یہ میرے خاص معتمد لوگ ہیں لہٰذا تم ان کے نیک آدمی کے نیک عمل کو قبول کرو اور انکے برے کو معاف کرو۔ (17)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضورؐ کے سامنے ایک مرتبہ حضرت مالک بن دخشن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو کچھ لوگوں نے انہیں برا کہا اور یہ بھی کہہ دیا کہ یہ تو منافقوں کا سردار ہے حضورؐ نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چھوڑے رکھو، میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا مت کہو۔ (18)

جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ (19)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضورؐ نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا مت کہو جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا کہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ (20)

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم لوگ مجھے اپنے ساتھیوں کو برا بھلا کہنے کا حکم دے رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرما چکا اور انکی مغفرت فرما چکا ہے (اس لئے میں انہیں ہرگز برا نہیں کہوں گا)۔ (21)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل، اطاعت و فرمانبرداری کس قدر خوش کن و راحت بخش ہیں۔ سبحان اللہ ان کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی تعظیم و خیر خواہی کا معیار بھی ہر طرح سے بلند ترین ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں پر، دلوں پر انوار رسالت براہ راست پڑے تھے۔ انہوں نے اپنا گھر بار مال و دولت، آل اولاد، عمر، جوانی، عیش و عشرت بلکہ سب کچھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اطاعت، اتباع و تابعداری و فرمانبرداری میں، اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر بہ رضا و رغبت و شوق لٹا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رنج و راحت میں آپ کے ساتھ رہے، سختی اور نرمی میں آپ کی خدمت کی، جان و مال آپ پر فدا کیا۔ آپ کے سامنے تلواروں اور نیزوں سے شجاعت کا اظہار کیا، آپ کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن جانا، اگرچہ دشمنی رکھنے والے ان کے باپ، دادا، بیٹے بھائی اور خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ اپنے رشتے داروں سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے خیر خواہی رکھتے تھے۔

سید الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد (حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب فتح مکہ کے دن ایمان لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس پر مبارکباد دی، صدیق اکبر نے عرض کیا بخدا! مجھے ابو طالب کا ایمان لانا ان کے ایمان لانے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کو بہت محبوب ہیں۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس ایمان لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا بخدا مجھے (میرے باپ) خطاب کے ایمان لانے سے ان کا ایمان لانا زیادہ محبوب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو ترستے تھے آپ نے مرض الموت میں جب پردہ اٹھا کر دیکھا اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز کی حالت میں دیکھ کر مسکرائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکھڑے سے زیادہ حسین منظر نہیں دیکھا ہے۔ کچھ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بھی تھے جن کو اپنی آنکھیں محض اس لیے عزیز تھیں کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔

ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں لوگ عیادت کو آئے تو کہنے لگے یہ آنکھیں تو مجھے اس لیے عزیز تھیں کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی جب وہی نہ رہے تو اب ان آنکھوں کے جانے کا غم کیا ہے۔

کچھ صحابہ ایسے بھی تھے جنھوں نے رزو روز کا جھگڑا ہی چکا دیا تھا۔ زندگی کا سب کاروبار چھوڑ کر آپؐ کی خدمت ہی کے لیے وقف ہو گئے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی آپؐ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ آپ کے گھر کا سب کام کاج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کرتے تھے اور باقی دنیا کے سب دھندوں کو خیرباد کہہ چکے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ سفر کے لیے تشریف لے جاتے ساتھ ہو لیتے' آپ کی جوتیاں اتارتے' سنبھالتے' پہناتے۔ سفر میں آپ کا بچھونا' مسواک' جوتا' اور وضو کا پانی ان ہی کے پاس ہوتا تھا' اسی لیے آپ کو صحابہ کرام سواد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے تھے' یعنی حضورؐ کے

Marfat.com

میر ساماں تھے۔ (سامان سنبھالنے والے تھے)

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا دن آپ ہی کی خدمت میں رہتے تھے جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے تو آپ باہر دروازے پر بیٹھے رہتے کہ شاید آپ کو کوئی کام پڑے اور میرے بھاگ جاگ اٹھیں اور حضورؐ کی خدمت کی سعادت نصیب ہو جائے۔ ایک دن حضورؐ نے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ربیعہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے شادی کی تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا آستانہ مجھ سے چھوٹ جائے گا، مگر حضور نے بار بار اصرار کیا تو وہ مجبور ہو گئے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مستقل خدمت گزار تھے آپ سفر پر جاتے تو پیدل آپ کے ساتھ ساتھ چلتے اور آپ کی اونٹنی ہانکتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ حضور اقدس کی خدمت کے لئے بچپن ہی میں وقف کر گئی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بارگاہ رسالت میں ہمیشہ حاضر رہتے۔

عشق و محبت، لگاؤ، چاہت، وارفتگی کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سخت سے سخت مصیبتیں جھیلتے رہے۔ وہ صرف مصیبتیں جھیلتے ہی نہ تھے بلکہ ان مصیبتوں میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتے تھے۔ محبت کا یہ جذبہ ان میں ایسی سرشاری پیدا کرتا تھا کہ جسم کی کوئی تکلیف اور ذہن کی کوئی اذیت انہیں محسوس ہی نہیں ہوئی تھی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی، جن کی عمر اتنی نہ ہوئی کہ وہ اسلام کی غربت کے ساتھ اسلام کے عروج و اقبال کا زمانہ بھی دیکھتے اور وہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی طرح کہہ سکتے۔

کُنتُ فِی مَن فتحَ کنوز کسریٰ

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے کسریٰ کے خزانوں کو کھولا۔

لیکن جب یہ پاکباز لوگ

Marfat.com

اس دنیا سے گئے تو راحت' سکون' طمانیتِ دل کا یہ حال تھا کہ گویا ان سے زیادہ خوشی' خوشحالی' اطمینان و آرام کی زندگی کسی اور نے نہیں گزاری کیونکہ انہیں اپنی یہ دنیاوی زندگی گزارنے کے انداز سے یقین واثق تھا کہ اگلا جہاں کما لیا ہے۔

بدر و احد کے شہیدوں

کا حال پڑھو۔ ایمان لانے کے بعد جو کچھ بھی ان کے حصے میں آیا وہ دن رات کی کاوشوں اور مصیبتوں کے سوا کیا تھا؟ وہ اسلام کی فتح یابیوں یا کامرانیوں سے پہلے ہی دشمنوں کی تیغ و سناں سے چور میدان جنگ میں دم توڑ رہے تھے مگر دیکھو کہ پھر بھی ان کے دل کی شادمانیوں کا کیا حال تھا۔

جنگ احد میں سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے دم توڑ رہے ہیں۔ پوچھا' اگر کوئی وصیت کرنا چاہتے ہو تو کر دو۔ کہا اللہ کے رسولؐ کو میرا سلام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہہ دینا کہ راہ خدا میں اپنی جانیں نثار کرتے رہیں۔

عمارہ بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے چور جانکنی کی حالت میں تھے کہ خود حضورؐ سرہانے پہنچ گئے اور عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھاگ جاگ اٹھے۔ فرمایا: عمارہ کوئی آرزو ہو تو کہو' عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر آپ کے قدموں کے قریب کر دیا اور درد بھری آواز میں بولے' میری یہ آرزو ہے کہ جان نکلتے وقت آپؐ کے چہرے پر میری نظریں جمی ہوئی ہوں اور میری نظروں میں آپ کے سوا کچھ نہ ہو۔

عورتوں تک کا یہ حال تھا کہ بیک وقت انہیں ان کے شوہر' بھائی اور باپ کے شہید ہو جانے کی خبر سنائی جاتی تھی اور وہ کہتی تھیں یہ تو ہوا مگر بتلاؤ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔

مہاجرین صحابہ کرام نے ابتداء اسلام میں قریش کی دشمنی' ایذا رسانی اور ان کی طرف سے ایسی ایسی مصیبتیں برداشت کیں کہ اگر ان کی جگہ پہاڑ بھی ہوتے تو ٹھہر نہ

Marfat.com

سکتے، اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بجائے دوسرا دین قبول کرنے پر تیار نہ ہوئے اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بڑے سے بڑا مانع (ظلم، ستم، لالچ) بھی روک نہ سکا۔ اس مقام پر انصار مدینہ کو نہ بھول جانا' اللہ تعالیٰ ان پر'ان کے بیٹوں اور پوتوں پر کئی پشتوں تک بے پایاں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مہاجرین پر اپنے مال نچھاور کر دیئے اور اپنی جانیں فدا کر دیں، حتی کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب آگیا۔

حضرت سعد بن معاذ کا جواب

اللہ تعالیٰ سب رحمت نازل فرمائے' سید الانصار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دیکھو (پڑھو) جب واقعہ بدر سے کچھ پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مجھے مشورہ دو۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور بہت اچھا جواب دیا' لیکن آپ نے ان کے جوابات پر اکتفاء نہیں کیا اور دوبارہ فرمایا۔ مجھے مشورہ دو' تین دفعہ یہ ارشاد فرمایا' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! خدا کی قسم یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیں مخاطب فرما رہے ہیں' آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا:

"ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپؐ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لائے ہیں' حق ہے اور اسی بناء پر ہم نے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے عہد و پیمان باندھے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ چلئے جن سے تعلقات آپ قائم رکھنا چاہتے ہیں' قائم رکھیں اور جن سے تعلقات آپ منقطع فرمانا چاہتے ہیں' قطع کر دیں۔ جس سے چاہیں آپ صلح فرمائیں اور جسے چاہیں آپ دشمن قرار دیں۔ ہمارے جتنے اموال لینا چاہیں' لے لیں اور جو ہمیں دینا چاہیں دے دیں۔ آپ ہم سے جو لے لیں گے وہ ہمیں اس مال سے زیادہ محبوب ہوگا جو آپ رہنے دیں گے' آپ جو حکم فرمائیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

Marfat.com

اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اگر آپ ہمیں سمندر میں داخل ہونے کا حکم دیں تو ہم سب آپ کے پیچھے سمندر میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم دشمن کامقابلہ کرنے سے گھبراتے نہیں ہیں' ہم جنگ کے وقت صابر اور مقابلے کی سچے ہیں' امید ہے' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو ہماری ایسی جانثاری دکھائے کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

آپ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ چلئے ہم آپ کے دائیں اور بائیں ہوں گے۔ ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ آپ جائیں اور آپ کا رب' آپ جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ جائیں اور آپ کا رب' آپ جنگ کریں' ہم آپ کے پیچھے پیچھے ہیں اور ہر حال میں موت تک آپ کے ساتھ ساتھ ہیں' اطاعت گزار اور تابعدار ہیں۔

درحقیقت تمام صحابہ کرام مہاجرین و انصار انہی صفات سے موصوف تھے۔

مسند امام احمد میں حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص اقتدا (اتباع' پیروی) کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرے۔ اس لیے کہ ان کے دل ساری امت سے زیادہ نیک اور پاک تھے' ان کے علم میں سب سے زیادہ گہرائی تھی۔ وہ سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ پر تھے۔ قرآن' حکمت' علوم سیکھنے کے لئے ان کے حالات سب سے بہتر تھے' یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی صحبت کے لیے چن لیا تھا' پس تم ان کی قدر و منزلت کو پہچانو' اور انکے نقش قدم پر چلو اس لیے کہ سیدھی راہ پر گامزن یہی لوگ تھے۔ (22)

صحابہ کرام وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والا آخرین کی صحبت کے لیے چن لیا تھا اور جن کے بارے میں اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ وہ خاتم النبین سے براہ راست فیض حاصل کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کا روحانی تزکیہ کریں اور خود کتاب و حکمت کی انہیں تعلیم دیں۔ ان کی شان میں گستاخی سراسر موجب حرمان ہے۔ ان کے بارے میں دل میں بغض رکھنا سراسر باعث خسارہ ہے۔

Marfat.com

آخر میں اختصار کے ساتھ عرض یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

○ اس لیے کہ آفتاب نبوت کی شعاعیں براہ راست ان کے سینوں پر پڑی تھیں اور اس سعادت عظمیٰ میں کوئی اور طبقہ امت ان کا ساتھی و شریک نہیں ہے۔

○ صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا مال، اپنا گھربار اپنی جانیں، اپنی اولاد سب کچھ نچھاور کر دیا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان صحابہ کرام ہی وہ واسطہ اور رابطہ ہیں جن کے ذریعے اطراف عالم میں کتاب و سنت کی تمام تعلیمات کا ابلاغ ہوا اگر ان کی اقتداء رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے داغ نہ ہوتی تو دین کی حفاظت کا کوئی امکان نہ تھا۔

قرآن حکیم سورہ واقعہ آیت ۱۰ - ۱۱ درج ذیل میں رب کائنات، رب العزت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○

ترجمہ: اور جو سبقت لے گئے، آگے نکل گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ، وہی اللہ کے قریب ہیں۔

یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ہے۔

یعنی کہ بارگاہ ایزدی میں قربت پانے والے امت محمدیہ کے زیادہ لوگ وہ مہاجرین و انصار میں سے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ساتھ تھے اور ان میں سے بھی ان اصحاب کا رتبہ و قربت زیادہ ہے، جو سابقون الاولون کہلائے۔ جنہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے سابقون الاولون ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اہل بیت سفینہ نوح (علیہ السلام) کی طرح ہیں، جو ان سے وابستہ ہوا، نجات پا گیا۔"

اور یہ بھی فرمایا:

Marfat.com

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' تم ان میں سے جس کی اقتدا' اتباع' اطاعت' پیروی کرو گے' ہدایت پا جاؤ گے۔"

3 موجودہ حالات یا یہ وقت امت محمدیہ کے لئے یوں ہے کہ گویا گھری تاریک راتوں میں' سمندر اپنے طوفان پر آیا ہوا ہے اور امت محمدیہ کو شبہات' توہمات' تخریبات خواہشات اور نفس پروری کی طوفانی موجیں تھپیڑے مار رہی ہیں۔ ان حالات سے ہمیں دو ہی چیزیں نکال سکتی ہیں' ثابت قدمی میں سہارا دے سکتی ہیں اور ان دونوں کی نشاندہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت واضح الفاظ میں کر دی ہے۔ طوفان سے بچنے کے لئے میرے اہل بیت کے سفینہ میں بیٹھ جایئےاور نبوت کے آسمان میں نمایاں روشن' چمکدار' رہنما ستاروں سے (میرے اصحاب سے) رہنمائی حاصل کر کے اپنی محفوظ اور سلامتی والی سمت و جگہ کا تعین کریں اور یوں دین' دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

صحابہ کرام کے عمومی فضائل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

"میرے صحابہ اور میرے خسروں کے بارے میں میرا پاس کرو' جو شخص ان کے بارے میں میرا پاس کرے گا' اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اور جو شخص ان کے بارے میں میرا پاس اور لحاظ نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور جس سے اللہ بری ہو' قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے۔"

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اصحاب کی عزت کرو کہ وہ تم سب سے بہتر ہیں"

امام مسلم نے سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا:

"میرے کسی صحابی کو گالی نہ دو' اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ ان کے سیر یا آدھ سیر جو (کے صلہ) کو نہیں پہنچ سکتا۔" (23)

اس کے آخر میں آپ سے یہی گزارش کر سکتا ہوں کہ نبی اول و آخر صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام' قول' بات چیت یا احادیث مبارکہ کو ہمیشہ درج ذیل آیت مبارک

Marfat.com

کی روشنی میں دیکھیں' پڑھیں سنیں اور عمل کریں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

3 اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بھی بات نہیں کرتے۔ وہ تو جب بھی بات کرتے ہیں تو وحی اللہ کے مطابق بات کرتے ہیں۔

یہ آیت مبارکہ احترام احادیث میں بہت اضافہ کرے گی اسے ضرور پڑھ لیا کریں اس کا ترجمہ سمجھ لیں اللہ آپ کے لئے رشد و ہدایت میں اضافہ کرے گا۔

علامہ لقانی ہدایت المرید لجوہرہ التوحید میں فرماتے ہیں:

"تمام صحابہ کرام سے افضل اہل حدیبیہ ہیں اور اہل حدیبیہ سے افضل وہ حضرات ہیں جو جنگ احد میں شامل ہوئے' ان میں سے افضل اہل بدر ہیں' اہل بدر میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں' عشرہ مبشر میں سے افضل خلفاء اربعہ اور خلفاء اربعہ میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں'

انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت کا لحاظ ہو یا عموم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام سے افضل ہیں اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے علی الاطلاق افضل ہیں' اسی طرح آپ کی شریعت تمام شریعتوں سے' آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور آپکے اہل بیت اور اصحاب تمام اہل بیت اور اصحاب سے افضل ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت پر اجر عظیم ہے اور انکے ساتھ بغض پر بھاری سزا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ

"میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا! میرے بعد انہیں نشانہ اعتراض نہ بنانا۔"

علامہ مناوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید کو بعد کے ساتھ اس لئے خاص فرمایا کہ

Marfat.com

آپ کو اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کے بعد بدعتیں ظاہر ہوں گی اور بعض لوگ بعض صحابہ کرام کو اس گمان کی بنا پر اذیت دیں گے کہ ہمیں بعض دیگر صحابہ سے محبت ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اپنی تصنیف ''اسنی المطالب فی صلہ الاقارب میں فرماتے ہیں:

''مسلمان پر لازم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت کا ادب و احترام کرے' ان سے راضی ہو' ان کے فضائل و حقوق پہچانے اور ان کے اختلافات سے زبان روکے۔ کیونکہ ان میں کسی نے بھی ایسے امر کا ارتکاب نہیں کیا جسے وہ حرام سمجھتے ہوں بلکہ ان میں سے ہر ایک مجتہد ہے۔ پس وہ سب ایسے مجتہد ہیں کہ ان کے لئے ثواب ہے۔ حق تک پہنچنے والے کے لئے دس ثواب اور خطا کرنے والے کے لئے ایک ثواب ہے۔ عتاب' ملامت اور نقص ان سب سے مرفوع ہے' (یعنی کہ ان کے لئے نہیں ہے' یہ ان سے بلند ہیں' ان سے پاک ہیں) یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے ورنہ تو پھسل جائے گا اور تیری ہلاکت و ندامت میں کوئی کسر نہ رہ جائے گی۔''

علامہ لقانی نے جوہرہ کی شرح کبیر میں فرمایا:

ان لڑائیوں کا سبب یہ تھا کہ معاملات مشتبہ تھے' ان کے شدید اشتباہ کی بنا پر ان میں اجتہادی اختلاف پیدا ہو گیا اور انکی تین قسمیں ہو گئیں' ایک قسم پر اجتہاد سے یہ ظاہر ہوا کہ حق اس طرف ہے اور مخالف باغی ہے۔ لہٰذا اس پر واجب تھا کہ ان کے عقیدے (خیال) میں جو حق تھا اس کی امداد کرتے اور باغی سے جنگ کرتے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جس شخص کا یہ حال ہو اسے روا نہیں کہ اس کے عقیدے میں جو لوگ باغی ہیں انکے ساتھ جنگ کے موقع پر امام عادل کی امداد سے کنارہ کش ہو۔ دوسری قسم تمام امور میں پہلی قسم کے برعکس تھی' تیسری قسم وہ تھی جن پر معاملہ اور بھی زیادہ مشتبہ ہو گیا اور وہ حیرت و سوچ میں مبتلا ہو گئے' ان پر کسی جانب کی ترجیح واضح نہ ہوئی تو وہ دونوں فریقوں سے الگ ہو گئے' ان کے لئے یہ علیحدگی ہی واجب تھی' کیونکہ کسی مسلمان سے جنگ اس وقت تک جائز نہیں جب تک یہ ظاہر نہ ہو

Marfat.com

جائے کہ وہ اس کا مستحق ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی نے فرمایا:

"اہل حق کا اتفاق ہے کہ ان تمام امور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور تمام جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں، اس کے سبب کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں کیونکہ وہ مجتہد ہیں۔" میں نے علامہ سیوطی کا رسالہ "القام الحجر لمن زکی سابّ ابی بکر و عمر" ترجمہ یہ ہے۔ شیخین کریمین کو گالی دینے والے کی تعریف کرنے والے کے منہ میں پتھر دینا) دیکھا انہوں نے اس میں اتفاق نقل کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو گالی دینے والا فاسق ہے اگر وہ اسے حلال نہ جانے اور اگر وہ حلال جانے تو کافر ہے کیونکہ اس توہین کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ یہ حرام اور فسق ہے اور حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وہ سب معذور اور ماجور ہیں، اسی لئے اہل حق اور وہ حضرات جو قابل اعتماد ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کی شہادت اور روایت مقبول ہے۔

نبی بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری (بدزبان، بدگو، غلط جسارت کرنے والے) ہیں"

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہا کرو، تمہارے شر پر خدا کی لعنت۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہو گا جس نے انبیاء کو گالی دی، پھر اس شخص کو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی پھر جس نے مسلمانوں کو گالی دی۔"

حضور سید الاولین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا' میرے لئے اصحاب منتخب فرمائے اور میرے لئے ان میں سے وزراء و انصار اور خسر بنائے' جو انہیں گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ کی تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت' اللہ تعالیٰ اس سے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔" (24)

باعث تخلیق کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو' پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو' میرے بعد انہیں نشانہ اعتراض نہ بنانا' جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت رکھی' جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا' جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ رب العزت کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی' قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔"

سید دو عالم سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ میرے کسی امتی کو بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔"

حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میری شفاعت جائز ہے سوائے اس شخص کے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔"

صاحب شفاعت عظمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میرا کوئی صحابی جس خطے میں وفات پائے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں ان کا قائد اور ان کے لئے نور بنا کر اٹھائے گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلافات کے بارے میں اللہ کریم جل مجدہ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ اے حبیب! تمہارے اصحاب میری بارگاہ میں آسمانی ستاروں کی مانند ہیں' ان میں سے بعض' بعض سے روشن تر ہیں' جس

Marfat.com

شخص نے ان کے کسی طریقے کو اپنا لیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔"

اس باب کا لب لباب یہ ہے کہ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ایک تھے۔ وہ سب ہی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے اور سب ہی نے حسب استطاعت (مقدور' توفیق ہمت) اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیا ہے۔ وہ سب اپنے آپ میں مجتہد تھے اور ان کے اختلافات کے بارے میں ہمیں زبان بند رکھنے کا حکم ہے۔ ہمیں تمام صحابہ کرام کی عزت و احترام و اتباع کا حکم ہے۔ ان سے خوش ہونا' ان کے کمالات ' خوبیوں کو سراہنا سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں قرآن حکیم میں بہترین صحابہ رسول کہا ہے' انہیں جنت الفردوس کی بشارت دی ہی اور اللہ نے ان سے خوش ہونے کا قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا سب کچھ ہی قرآن و سنت سے لکھا گیا ہے اور ہمارے لئے قرآن و سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ' کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ آیئے احکام الٰہی اور فرمان رحمت اللعالمین پر صدق دل سے عمل کریں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس آزمائش کی دنیا میں بھی مدد کرے گا اور یقینی طور پر روز محشر' روز آخرت اپنا رحم و کرم کرے گا اور شفاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو گی اور ہمارے لیے یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمان خاتم النبین، سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ پیغمبروں کے سوا سورج ابوبکر سے بہتر کسی انسان پر طلوع و غروب نہیں ہوا۔

☆ جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔

☆ اگر میں اللہ کے سوا انسانوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

☆ میں نے سب کے احسانوں کا بدلہ چکا دیا لیکن ابوبکر کے احسانات مجھ پر باقی ہیں۔

☆ میری امت میں سے ابوبکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

نام و نسب

عبداللہ نام، ابوبکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب، والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ والدہ کا نام سلمی اور ام خیر کنیت۔ آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

اعلان نبوت کے وقت عمر

آپ کی عمر اعلان نبوت کے وقت اڑتیس سال تھی یعنی کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو سال چھوٹے ہیں۔

طبیعت و عادات

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو گوناگوں صفات حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔ نسبی لحاظ سے آپ کا خاندان قوم قریش میں بڑا معزز شمار ہوتا تھا۔ آپ بڑے کامیاب تاجر تھے کاروبار میں راست بازی، لین دین میں دیانتداری آپ کا طرہ امتیاز تھا، غریبوں کی امداد، تیموں اور بیواؤں کی سرپرستی آپ کا معمول تھا زمانہ جہالت کی آلودگیوں سے آپ کا دامن پاک تھا آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔

آپ کے پاس آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا، ہر شخص سے آپ عزت سے

Marfat.com

پیش آتے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی دلجوئی کرتے۔ ان خداداد خوبیوں کے باعث آپ کے احباب کا ایک وسیع حلقہ معرض وجود میں آگیا تھا جو مکہ کے چیدہ چیدہ افراد پر مشتمل تھا ان لوگوں کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔ ہر اہم کام میں مشورہ کے لئے وہ لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی اچھی رائے سے مستفید ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو شرف ایمان سے مشرف فرمایا اور آپ کا دل نور ہدایت سے منور ہو گیا تو آپ کی طبع فیاض نے گوارا نہ کیا کہ لوگ اندھیروں میں بھٹکتے رہیں آپ نے اپنے دوستوں کے حلقہ میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا جن پر آپ کو اعتماد تھا چنانچہ آپ کی کوششیں بار آور ہونے لگیں۔

وہ سعادت مند روحیں جو حضرت صدیق اکبر کی مساعی جمیلہ سے مشرف باسلام ہوئیں ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

1- عثمان بن عفان

2- زبیر بن عوام

3- عبدالرحمن بن عوف

4- سعد بن ابی وقاص

5- طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس کے فوراً بعد ایک اور گروہ لے کر آپ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے جن میں یہ خوش نصیب نفوس شامل تھے۔

6- ابوعبیدہ بن جراح

7- ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد

8- ارقم بن ابی الارقم اور

9- عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم (1)

قبول دعوت اسلام

بعثت سے پہلے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دوسرے کے پاس آمدورفت، نشست و برخاست، ہر اہم بات پر صلاح مشورہ، ہر روز کا معمول تھا۔ کئی تجارتی سفر جو بیرون ملک پیش آئے ان میں

Marfat.com

بھی ابوبکر، حضور کے ہم سفر رہے۔ طبائع میں کمال یکسانیت کے باعث باہمی انس و محبت بھی درجہ کمال تک پہنچا ہوا تھا۔ اس بے تکلف میل جول کے باعث حضرت ابوبکر، حضور سرور دو عالم کے کمالات و محامد کے عینی شاہد تھے اور دل سے گرویدہ تھے۔ اس عرصہ میں آپ نے کئی خواب دیکھے جنہوں نے آپ کے قلب و ذہن کو حضور کی محبت اور عقیدت کا گہوارہ بنا دیا تھا۔

حضرت ابوبکر نے ایک رات خواب دیکھا کہ چاند مکہ میں اترا ہے اور تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی ہے اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں گرا ہے پھر آپ نے دیکھا کہ چاند کے بکھرے ہوئے ٹکڑے یکجا ہو گئے اور وہ مکمل چاند ان کی گود میں آگیا۔ اہل کتاب کے کسی عالم سے آپ نے اس خواب کی تعبیر پوچھی اس نے بتایا کہ وہ نبی جس کی آمد کے ہم منتظر ہیں اور جس کے ظہور کی گھڑی بالکل قریب آگئی ہے، وہ ظاہر ہو گا اور آپ اس کی اطاعت و پیروی کریں گے اور اس کی اطاعت کی برکت سے آپ سارے جہان میں سعید ترین شخص ہوں گے۔ (2)

ایسے خوابوں نے اور ہر روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے مشاہدات نے انہیں اس فرشتہ و فرستادہ غیب کے لئے سراپا گوش بنا دیا جس کا سارے عالم کو انتظار تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو ایمان لانے کی دعوت دی تو فوراً ہی آپ نے اس کو قبول کر لیا۔

سرور عالم خود فرماتے ہیں۔

مَادَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ عِنْدَہٗ کَبْوَۃٌ وَّتَرَدُّدٌ وَّنَظْرٌ اِلَّا اَبَابَکْرٍ مَا عَکَمَ عَنْہُ حِیْنَ ذَکَرْتُہٗ لَہٗ وَلَا تَرَدَّدَ

"میں نے جس کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ تو اس کا پاؤں پھسلا۔ اور وہ تشویش میں مبتلا ہوا اور غور و فکر کرنے لگا۔ سوائے ابوبکر کے۔ اس نے نہ تردد کیا اور نہ جھجکا۔" (3)

حقیقت یہ ہے کہ ورقہ اور دیگر علماء اور راہبوں نے حضور کے بارے میں بڑی واضح پیش گوئیاں کی تھیں جن کو حضرت ابوبکر نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔ آپ کو یقین

Marfat.com

تھا کہ اس ہستی کو اللہ تعالیٰ نبی بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے اور اس گھڑی کے لئے آپ شدت سے منتظر رہا کرتے تھے کہ حضور اپنی نبوت کا اعلان کریں اور یہ جلدی سے حضور کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے ایمان لانے کا شرف حاصل کریں۔ چنانچہ ایک روز آپ، حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حکیم کی لونڈی اس کے پاس آئی اور بتایا کہ آپ کی پھوپھی خدیجہ آج یہ خیال کر رہی ہیں کہ ان کے خاوند نبی مرسل ہیں، جیسے موسیٰ علیہ السلام تھے۔ یہ سن کر ابوبکر خاموشی سے کھسک گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے خبر دریافت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی آمد کا واقعہ انہیں بتایا اور آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی وقت حضرت ابوبکر نے کہا۔

صَدَقْتَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَنْتَ وَاَهْلُ الصِّدْقِ اَنْتَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

"آپ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے سچ فرمایا ہے اور آپ سچوں میں سے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

تبلیغ اسلام

تبلیغ اسلام میں آپ کا یہ پہلا کارنامہ دیکھئے۔ مکے کی بستی کافروں سے بھری ہوئی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ اور آپؐ سے التجا کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں لوگوں کو علانیہ آپؐ کی رسالت کی اطلاع دوں اور آپ سے فیضاب ہونے کی دعوت دوں آپ نے فرمایا، اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا صبر سے کام لو ابھی ہم تعداد میں بہت کم ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غلبہ حال طاری تھا انہوں نے پھر اصرار کیا حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بے خوف و خطر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔

فَكَانَ اَوَّلُ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ۔

Marfat.com

ترجمہ: حضورؐ کی بعثت کے بعد "حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا۔" اتنا کہنے پر مشرکین مکہ آپ پر ٹوٹ پڑے آپ کو سخت پیٹا اور روندا' عتبہ بن ربیعہ نے آپ کے چہرے پر بے تحاشا تھپڑ مارے۔ آپ قبیلہ بنو تمیم سے تھے آپ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور مشرکین سے انہیں چھڑا کر ان کے گھر چھوڑ آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش تھے اور لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں گے۔ وہ دن بھر بے ہوش رہے جب شام ہوئی تو آپ کو ہوش آیا آپ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلے کے لوگ آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ہوش آتے ہی پہلی بات انہوں نے یہ کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ان کے قبیلے کے لوگ سخت برہم ہوئے اور انہیں ملامت کی کہ جس کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی تمہیں اٹھانی پڑی اور یہ مار پیٹ تمہیں برداشت کرنا پڑی ہوش میں آتے ہی تم پھر اسی کا حال پوچھتے ہو۔ ان اندھوں کو کیا خبر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سختیاں جھیلنے میں جو لذت ہے وہ دنیا داروں کو پھولوں کی سیج پر بھی حاصل نہیں ہوتی ہے۔

ان کے قبیلے کے لوگ مایوس ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور ان کی ماں ام الخیر سے کہہ گئے کہ جب تک محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے یہ باز نہ آجائے اس کا بائیکاٹ کرو اور اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دو۔ ماں کی مامتا تھی جی بھر آیا کھانا لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ دن بھر کے بھوکے ہو کچھ کھا لو' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

ماں: خدا کی قسم میں کھانا نہیں چکھوں گا اور پانی کا گھونٹ تک نہ پیوں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ام جمیل آگئیں اور بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں اور دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے چور تھے' چلنے کے قابل نہ تھے پھر بھی اپنی ماں کے سہارے سے بارگاہ

Marfat.com

رسالت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر جھک پڑے اور انہیں چوما' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت گریہ طاری تھا۔ آپؓ کو دیکھا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے جسم اور اپنی جان کی سب تکلیفیں بھول گئے۔

سابقون الاولون میں سے تقریباً" ہر ایک پر مشرکین مکہ کا ظلم و ستم روا رہا اور ان پر تو ظلم کی حد ہی کر دی تھی جو غریب تھے یا قبیلہ والے نہ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے کئی کو اپنا خرچہ کر کے آزاد کرایا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے امیہ کو اپنا غلام دے دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے زیبا کے صدقہ میں آزاد کر دیا۔

روانگی برائے حبشہ

مشرکین مکہ کے غیض و غضب سے تنگ آکر ایک روز آپ بھی حبشہ جانے کے لئے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ جب آپ "برک الغماد" (ایک بستی کا نام) پہنچے جو مکہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی یہ قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ بنو قارہ بنو زہرہ قبیلہ کے حلیف تھے۔ ابن الدغنہ نے پوچھا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کدھر جا رہے ہیں آپ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا ہے میں اب زمین میں سیر و سیاحت کیا کروں گا اور اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ اس نے کہا۔

مِثْلُکَ یَا اَبَابَکْرٍ لَا یُخْرَجُ لَا یُخْرِجُ

"اے ابوبکر! تیرے جیسے آدمی کو نہیں نکالا جانا چاہیے' نہیں نکالا جانا چاہیے۔"

پھر آپ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن الدغنہ نے کہا۔

اِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ۔ وَتَحْمِلُ الکل وَتَقْرِیْ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاَنَا لَکَ جَارٌ وَارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّکَ بِبَلَدِکَ

"اے ابوبکر! آپ تو مفلس اور نادار کے لئے مال کماتے ہیں' صلہ رحمی کرتے لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور جو لوگ کسی مصیبت میں

Marfat.com

مبتلا ہو جائیں ان کی آپ مدد کرتے ہیں۔ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں آپ اپنے شہر میں لوٹ جائیے اور آزادی سے اپنے رب کریم کی عبادت کیجئے۔"

پھر کچھ عرصہ بعد جب ابن الدغنہ نے آپ سے ان شرائط کی پابندی کے لئے کہا جن کے تحت پناہ ملی تھی تو حضرت صدیق اکبر نے مومنانہ جرات سے اسے جواب دیا فرمایا۔

فَانِی اَرُدُّ عَلَیْکَ جِوَارَکَ وَاَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی

"میں تیری پناہ تجھے لوٹا دیتا ہوں میرے لئے میرے اللہ کی پناہ کافی ہے۔" (4)

مشرکین مکہ کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کے دوران آپ نے بھی شعب ابی طالب میں تین سال بہت ہی مشکل اور کسمپرسی کی حالت میں سب کے ساتھ گزارے اور ہر حال میں، ہمہ وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

بزاز اور ابو نعیم نے الفضائل میں روایت کیا ہے ایک روز سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے لوگوں سے دریافت کیا۔ اَیُّھَا النَّاسُ اَخْبِرُوْنِی بِاَشْجَعِ النَّاسِ (اے لوگو! مجھے بتاؤ کہ سب لوگوں میں سے زیادہ بہادر کون ہے۔)

لوگوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں آپ ہی فرمائیے۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ سب لوگوں سے زیادہ بہادر ابوبکر ہیں میں نے ایک روز دیکھا کہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا ہوا ہے کوئی زدوکوب کر رہا ہے، کوئی گالیاں بک رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ تم وہ ہو جس نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے۔ اس وقت وہ لوگ اس قدر غضب ناک اور بپھرے ہوئے تھے کہ ہم میں سے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ آگے بڑھے اور سرکار دو عالم کو ان کی گرفت سے چھڑائے۔ حضرت ابوبکر اس وقت تنہا کفار کے اس گروہ پر جھپٹ پڑے کسی کو مار رہے ہیں، کسی کو دھکیل رہے ہیں۔ اور مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا:

وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ

"خدا تمہارا ستیاناس کرے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔"

Marfat.com

پھر سیدنا علی نے جو چادر اپنے اوپر لپیٹی ہوئی تھی اسے اٹھایا اوراتنے روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا ابوبکر۔ لوگ خاموش ہو گئے آپ نے انہیں جھنجوڑا اور فرمایا میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے پھر خود ہی جواب دیا۔

فَوَاللّٰہِ لَسَاعَۃٌ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ خَیْرٌ مِنْ مِثْلِ مُؤْمِنِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ذَالِکَ رَجُلٌ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ وَھٰذَا رَجُلٌ اَعْلَنَ اِیْمَانَہٗ

"بخدا! ابوبکر کی حیات طیبہ کی ایک گھڑی مومن آل فرعون کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور حضرت ابوبکر اپنے ایمان کا ببانگ دہل اعلان کرتے تھے۔" (5)

تصدیق معراج

واقعہ معراج کی تصدیق میں محبت اور یقین کامل کی حد دیکھئے کہ جب مشرکین مکہ نے طنزاً" اور فاتحانہ انداز میں کہا کہ تمہارے دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے نئی انہونی بات کہی ہے۔ کہتا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس گیا' وہاں نماز پڑھی اور آسمانوں پر چڑھا' بہشت اور دوزخ کی سیر کی اور پھر واپس بھی آگیا۔

آپ نے صرف ان سے اتنا پوچھا کہ کیا واقعی انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ جب سب نے یک زبان ہو کر ہاں کہا تو آپ نے بڑے اطمینان اور یقین کے ساتھ جواب دیا "اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو سچ ہی کہا ہے" جب ان کے پاس دن رات آسمانوں سے آناً" فاناً" وحی آجاتی ہے تو ان کے راتوں رات آسمانوں پر جانے اور واپس آجانے میں نہ یقین کرنے، تعجب کرنے کی کونسی بات ہے۔

اس واقعہ کی فوراً" اور بلا ہچکچاہٹ' بلا توقف تصدیق کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "صدیق" کا لقب دیا اور وہ قیامت تک کے لئے صدیق اکبر مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

ہجرت برائے مدینہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بسبب سچی محبت برائے اللہ اور رسول اور صدیق اکبر ہونے کی بنا پر اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں ایک اور فضیلت دی۔ انہیں اپنے نبی کے ساتھ ہجرت کے لئے چن لیا۔ آپ صدیق اکبر صرف اسی امت میں سے نہیں ہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے سب صدیقین کے سردار ہیں۔ آپ کی ہجرت کا مختصر بیان یوں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزانہ صبح یا شام کسی ایک وقت ضرور تشریف لاتے۔ چنانچہ جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کی اور اپنی قوم کے درمیان میں سے مکہ سے چلے جانے کی اجازت دی' اس دن آپ عین دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے' ے اس وقت آپ پہلے کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ جب آپ کو حضرت ابوبکر نے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ضرور کوئی نئی بات پیش آئی ہے جس کی وجہ سے حضورؐ اس وقت (عادت کی خلاف) تشریف لائے ہیں۔ جب حضورؐ اندر آگئے تو آپ کو جگہ دینے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چارپائی سے ذرا پرے ہٹ گئے اور حضورؐ بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت میں اور میری بہن اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمہارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں انہیں باہر بھیج دو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ دونوں تو میری بیٹیاں ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ان کے یہاں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چلے جانے اور ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں (اس سفر ہجرت میں) آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا تم بھی ساتھ چلو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں تھا کہ انسان خوشی کی وجہ سے بھی رویا کرتا ہے۔ اس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے دیکھ کر یہ پتہ چلا۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ! یہ دو

Marfat.com

سواریاں میں نے اس وقت کے لئے تیار کر رکھی تھیں ان حضرات نے عبداللہ بن اریقط کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر لیا ہوا تھا۔

آپ دونوں چھپتے چھپاتے غار ثور تک گئے اور وہاں دو دن اور تین رات چھپے رہے۔ اس دوران تلاش کرنے والے پھرتے پھرتے غار کے قریب پہنچ گئے' ان میں سے ایک آدمی غار کی طرف منہ کئے ہوئے تھا۔ ان لمحات کے بارے میں امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے حضورؐ سے عرض کیا اگر ان کافروں میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالے گا تو وہ ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا آپ نے فرمایا اے ابوبکر! تمہارا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (6)

یکم ربیع الاول 13 سن نبوت' آپ دونوں' حضرت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط کی معیت میں غار ثور سے روانہ ہوئے اور ایک دن ایک رات مسلسل سفر کیا تاکہ دشمنوں کی پہنچ سے باہر نکل جائیں۔ اپنے اہل و عیال کو اللہ تبارک تعالیٰ کے بھروسہ پر اپنے دشمنوں کے درمیان چھوڑ آئے تھے۔ چھپتے چھپاتے یہ مختصر سا قافلہ 12 ربیع الاول کو پیر کے دن مدینہ طیبہ کے ساتھ والی بستی قبا میں پہنچ گیا۔

مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی اور وہ ام المومنین کی حیثیت سے کاشانہ نبوی میں داخل ہوئیں۔ یہ تزویج حکمت و مصلحت خداوندی کی آئینہ دار تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ تاریخ نے ان کا یہ قول محفوظ رکھا ہے کہ" دنیا کی چیزوں میں سے مجھے صرف تین چیزیں پیاری ہیں۔

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کی طرف دیکھنا۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال خرچ کرنا۔

3- میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں ہونا۔

ایک دفعہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ابوبکر پر رحم کرے۔ اس

Marfat.com

نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دے دی' ہجرت میں میرا ساتھ دیا اور بلال کو آزاد کیا۔"

مندرجہ ذیل آیت مبارک یار غار ابو کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں پناہ گزین ہونے سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

"اگر تم میرے حبیب کی امداد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد کی جب کافروں نے انہیں نکالا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے صاحب کو کہہ رہے تھے کہ غمگین نہ ہو' بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے' پس اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص سکون نازل فرمایا۔" (سورہ التوبہ آیت ۴۰)

مفسرین فرماتے ہیں صاحب ابوبکر صدیق تھے اور ان پر ہی سکون نازل کیا تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو پر سکون ہی رہے تھے۔

غزوات' سرایا' سفر

آپ تقریباً" زندگی بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

غزوہ بدر میں' اسلام کی پہلی جنگ یا جھڑپ میں' جہاں مسلمان بہت ہی قلیل سامان حرب کے ساتھ اپنے سے تین گنا زیادہ مکمل مسلح مشرکین مکہ سے نبرد آزما ہوئے وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے یار غار' صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سب سے آگے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو! مجھے بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں جس دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلا ہوں اس سے میں نے اپنا حق پورا لیا ہے (یعنی میں نے اپنے دشمن کو شکست دی ہے میں پورا بہادر نہیں ہوں) لیکن تم مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ پھر ہم تو نہیں جانتے - آپ ہی بتائیں کہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھپر بنایا تو ہم نے کہا کہ کون حضورؐ کے ساتھ رہے گا؟ تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف نہ آسکے۔ اللہ کی قسم! اس وقت کوئی بھی حضورؐ کے ساتھ رہنے کی ہمت نہ کر سکا (دشمن کا خوف بہت ہی زیادہ تھا) بس ایک حضرت ابوبکر ہی ایسے تھے جو تلوار سونت کر حضورؐ کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے جب کوئی بھی حضورؐ کی طرف آنے کا ارادہ کرتا حضرت ابوبکر فوراً لپک کر اس کی طرف جاتے۔ (پھر آپ نے کہا) یہ (حضرت ابوبکر) ہی تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر ہیں' آگے اسی طرح کی ایک اور حدیث کا بھی ذکر ہے۔ (7)

غزوہ احد میں جب دوسرے پہر یا دوسرے حصہ میں مسلمانوں کو ہزیمت و پریشانی کا سامنا ہوا تو مشرکین مکہ کے سربراہ ابوسفیان نے بہ بلند آواز پوچھا! مسلمانوں کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ اور اس کے بعد جواب نہ ملنے پر پھر پوچھا کیا تم میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں؟ اور اس کے بعد کہ کیا تم میں عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ یہاں یہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام مشرکین مکہ سمیت سب کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں (دوران بیماری) فرمایا:۔

"میرے پاس اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں کتاب لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کہنے والا کہے' کہ میں زیادہ حقدار ہوں اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے ماسوا کا انکار کرتے ہیں"۔ (8)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیل تھے آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ابوبکر رقیق القلب ہیں' جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یوسف علیہ

Marfat.com

السلام کے زمانے کی عورتوں جیسی ہو' چنانچہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام پہنچایا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔" (9)

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرابت داروں کا احترام و اکرام

اب آپ حب رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں' گھر والوں کا احترام و اکرام کے بارے میں ملاحظہ کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب آل رسول کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ نے جس معیار کی محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اسی معیار کی آپ کے قرابت داروں سے کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراپا محبت تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو' فتح مکہ کے دن ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے اور نابینا بھی۔ حضورؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ارے تم نے ان بڑے میاں کو گھر ہی کیوں نہ رہنے دیا' ہم ان کے پاس چلے جاتے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہؐ! میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو (خود چل کر حاضر خدمت ہونے کا) اجر عطا فرمائے۔ مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے جتنی خوشی ہو رہی ہے (آپ کے چچا) ابوطالب کے اسلام لانے سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا ہی میری زندگی کا مقصود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تم ٹھیک کہہ رہے ہو (تمہارے دل میں یہ بات ہے)۔(10)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آئے ان کو دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹھنے ک

Marfat.com

جگہ بنا دی۔ چنانچہ وہ حضورؐ کے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس پر حضورؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا فضیلت والوں کی فضیلت کو فضیلت والے ہی جانتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آئے۔ انہوں نے آکر سلام کیا اور کھڑے ہو کر اپنے بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگے۔ حضورؐ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ ان میں سے کون حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگہ دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اپنی جگہ سے ذرا ہٹ کر کہا' اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آجاؤ۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آئے اور اس جگہ حضورؐ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ ہمیں ایک دم حضورؐ کے چہرہ انور میں خوشی کے آثار نظر آئے۔ پھر حضورؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فضیلت والے کے مقام کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔ (11)

حضرت عبدالرحمن بن اصبہانی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تھے کہ اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے (یہ ابھی کم عمر بچے تھے) انہوں نے کہا آپ میرے نانا ابا کے منبر سے نیچے اتر آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم ٹھیک کہہ رہے ہو' یہ تمہارے نانا ابا کی بیٹھنے کی جگہ ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا اور رو پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! یہ بچہ میرے کہنے کی وجہ سے نہیں کہہ رہا (بلکہ یہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اللہ کی قسم! مجھے آپ پر کوئی شبہ نہیں۔ (12)

حضرت عقبہ بن حارث رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

وفات کے چند دن بعد میں عصر کی نماز پڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد سے باہر نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا' وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ　　　لَیْسَ شَبِیْھًا بِعَلِیٍّ

اس بچہ پر میرا باپ قربان ہو' اس کی شکل و صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں ملتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔ (13)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد خلافت گو بہت مختصر یعنی کوئی سوا دو سال کے قریب رہا۔ مگر جتنا عرصہ بھی آپ زندہ رہے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بہت خیال رکھے تھے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو آپ جان چھڑکتے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود لوگوں کو تاکید فرماتے کہ ان کی عزت اور خدمت کرو۔ ان کا حق پہچانو۔ ان کو ضرورت سے زیادہ دو اور ان کو خوش رکھو۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتے اور ان سے دینی و دنیاوی فوائد حاصل کرتے۔ مسائل و احکام سیکھتے۔ امور ضروریہ سے واقفیت حاصل کرتے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' تم مجھے جان سے عزیز ہو۔ اس لئے کہ تم میرے آقائے نامدار کے نواسے اور میرے پیارے دوست علی مرتضیٰ کے فرزند اور جگر گوشہ رسول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور نظر ہو۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو' مجھ سے طلب کرو اور بلاجھجک کہہ دیا کرو کہ فلاں شے کی طلب ہے۔ اگر مجھ سے نہ کہہ سکو تو اپنی نانی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتا دیا کرو۔ (14)

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار خلافت میں جاتے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر ان کو سینے سے لگاتے اور پیشانی کو بوسہ دیتے۔ ایک دفعہ امام ممدوح رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چپکے سے ان کو کچھ رقم دی اور کہا یہ اپنی والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس لے جاؤ اور اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرو۔ (15)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیت المال (مدینہ کے محلہ) سُنح میں تھا جو کہ لوگوں میں مشہور و معروف تھا اور کوئی آدمی اس کا پہرہ نہیں دیا کرتا تھا۔ تو ان سے عرض کیا گیا اے خلیفۃ رسول اللہ! کیا آپ بیت المال کے پہرے کے لئے کسی کو مقرر نہیں فرماتے؟ انہوں نے فرمایا بیت المال کے بارے میں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے (اس لئے پہرہ دار مقرر کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا اسے تالا لگا ہوا ہے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ جو کچھ اس بیت المال میں آتا وہ سارا لوگوں کو دے دیتے۔ یہاں تک کہ بیت المال میں کچھ نہ بچتا۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُنح محلہ سے مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تو انہوں نے وہاں اس گھر میں اپنا بیت المال بھی منتقل کر لیا جس میں وہ رہا کرتے تھے۔ ان کے پاس قبیلہ وادیوں کی کانوں سے اور قبیلہ جہینہ کی کانوں سے بہت مال آیا کرتا تھا اور ان کے زمانہ خلافت میں قبیلہ بنو سلیم کی کان بھی کھل گئی تھی وہاں سے بھی زکوٰۃ کا مال آنے لگا تھا۔ یہ سب کچھ بیت المال میں رکھا جاتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سونے چاندی کے ٹکڑے کروا کر لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ہر سو آدمیوں کو ایک مقدار دیا کرتے تھے (جسے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے) تمام لوگوں میں وہ مال برابر تقسیم فرماتے۔ آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے سب کو برابر حصہ ملا کرتا تھا۔ اور بعض دفعہ اس مال سے اونٹ، گھوڑے اور ہتھیار خرید کر اللہ کے راستہ میں جانے والوں کو دے دیا کرتے۔ ایک سال گرم اونی چادریں خریدی تھیں جو دیہات سے لائی گئی تھیں اور سردی کے موسم میں مدینہ کی بیوہ عورتوں میں انہوں نے یہ چادریں تقسیم کی تھیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور وہ دفن ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ بیت المال کے نگرانوں کو بلایا

Marfat.com

اور ان کو لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیت المال میں گئے۔ ان کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات بھی تھے۔ ان حضرات نے جا کر بیت المال کو کھولا تو اس میں نہ کوئی دینار ملا اور نہ کوئی درہم۔ البتہ مال رکھنے کا ایک موٹا کھردرا کپڑا ملا اسے جھاڑا تو اس میں سے ایک درہم ملا۔ یہ دیکھ کر ان حضرات نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ اور مدینہ منورہ میں درہم و دینار تولنے والا ایک آدمی تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، تولنے کا کام کیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو مال آتا تھا وہ اسے بھی تولتا تھا۔ اسے پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو مال آیا اس کی کل مقدار کتنی ہو گی؟ اس نے کہا دو لاکھ۔ (16)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال پر کوئی دینار و درہم ترکہ میں نہ چھوڑا بلکہ انہوں نے تو انتقال سے پہلے ہی اپنا سارا مال بیت المال میں جمع کرا دیا تھا۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے تمام دینار و درہم بیت المال میں جمع کرا دیئے تھے اور فرمایا میں اپنے اس مال سے تجارت کیا کرتا تھا اور روزی تلاش کیا کرتا تھا اب مسلمانوں کا خلیفہ بن جانے کی وجہ سے تجارت کی اور کسب معاش کی فرصت نہ رہی۔ (17)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ابوبکر ہمارے سردار تھے ہم میں سے بہتر تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے" (18)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر! میری امت سے جنت میں پہلے جانے والے تم ہو گے۔"

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تھا' تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور جان و مال کے ساتھ میری خدمت کی۔ (19)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے بھی ہماری خدمت کی ہم نے اسے بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کیونکہ انہوں نے ہماری ایسی خدمت کی ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور مجھے ابوبکر کے مال جتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے پاس ابھی حضرت جبرائیل امین تشریف لائے تو میں نے کہا جبرائیل مجھے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرو' انہوں نے کہا یارسول اللہ! اگر میں آپ کو اتنا عرصہ عمر فاروق کے فضائل بیان کروں جتنا عرصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرمایا یعنی ساڑھے نو سو سال تو عمر کے فضائل ختم نہیں ہوں گے اور عمرؓ ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔"

امام بخاری و مسلم راوی ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو تمام انسانوں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ' میں نے عرض کیا مردوں سے؟ فرمایا ان کے والد' میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر بن خطاب! بے شک اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ ابوبکر صدیق زمین میں خطا کریں۔ (20)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت صدیق اکبر کی اہلیہ) فرماتی ہیں۔

"مہاجرین میں سے ایک صحابی حضرت ابوبکر کے پاس آئے اس وقت آپ علیل تھے' اس صحابی نے کہا آپ ہم پر عمر کو خلیفہ بناتے ہیں حالانکہ انہوں نے حاکم نہ ہوتے ہوئے ہم پر سختی کی ہے۔ اگر وہ ہمارے حاکم بن گئے تو کیا حال ہو گا' پھر تو وہ اور بھی

Marfat.com

سخت ہوں گے، بہت ہی سخت، آپ بارگاہ الٰہی میں کیا جواب دیں گے؟۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، جب انہیں بٹھایا گیا تو فرمایا کیا تم مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا سبق دیتے ہو؟ جب میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو عرض کروں گا، میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں۔

- جو اوائل عمر سے ہی آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم خیال، ہم طبیعت و ہم صحبت رہے۔
- جس نے آپ کی نبوت کو بلا توقف سچ مانا اور فوری اسلام قبول کیا۔
- جس نے تنا تنہا آپ سے، مشرکین مکہ کو حرم میں دور دھکیل دیا۔
- جو دنیائے اسلام کا پہلا مبلغ ہے، خطیب ہے۔
- جس کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں بہت بری طرح مارا پیٹا گیا۔
- جس نے ہوش آنے پر سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت پوچھی۔
- جو خود سہاروں پہ چل کر یقین کی خاطر دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے گئے۔
- جس پر جھک کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا۔
- جس نے ہجرت سے پہلے اور بعد میں بھی اسلام پر اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیا۔
- جس نے معراج النبی کے بارے میں مشرکین مکہ سے کہا "اگر یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے، تو یہ سب سچ ہے۔
- جس کا اسی سبب لقب صدیق اکبر ہے۔
- جو ان دو غار والوں میں سے ایک ہے۔
- جس نے غار ثور میں لے جانے کے لئے بار نبوت کو اٹھایا۔
- جس کا مقام مشرکین مکہ کے لئے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوری

Marfat.com

بعد رہا۔

- جو ہر دم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔
- جس نے خاتم النبین' سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔
- جس کی طرف' جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نظر کرم ڈالتے تھے۔
- جس کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ام المومنین ہونے کا شرف ہے۔
- جس نے آپ کے کہنے پر امامت کرائی۔
- جو مسلمانوں کے پہلے خلیفۃ الرسول ہوئے۔
- جس نے بے داغ خلافت کی داغ بیل ڈالی۔
- جس نے آل رسول کا ہر ممکن اور ہر وقت ان کرام و احترام کو اپنے لئے سعادت جانا۔
- جس کا مقام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس عموماً" میں آپ کے ساتھ اور دائیں طرف ہوتا تھا۔
- جو مستحق لوگوں تک ان کا حق پہنچا کر سوتا تھا۔

آیئے ہم اس پاکباز' مقدس و منور ہستی کا اتباع کریں ان کی اطاعت کریں اور ان کے ادب و احترام و خوشنودی کو اپنے لئے لازم کریں کہ یہ سنت نبوی ہے اور ان کی اطاعت و اتباع دراصل سید المرسلین' خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اطاعت و اتباع ہے۔

Marfat.com

امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

☆ اگر بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

☆ اللہ تبارک تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔

☆ عمر! تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہے۔

☆ عمر' تمہارے اور فتنوں کے درمیان مضبوطی سے بند ہونے والا دروازہ ہے۔

☆ عمر بن خطاب اہل جنت کے سراج ہیں۔

نام و نسب

آپ کا نام عمر' عمر ابن خطاب' کنیت ابو حفص اور لقب فاروق' فاروق اعظم' والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ' خثم بنت ہشام' آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

اعلان نبوت کے وقت عمر

آپ کی عمر اعلان نبوت کے وقت تقریباً" ستائیس سال تھی یعنی کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً" تیرہ' چودہ سال چھوٹے تھے۔

طبیعت و عادات

آپ جب کچھ بڑے ہوئے تو اپنے اونٹ چرایا کرتے تھے۔ آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا اور جو مشاغل شرفاء عرب میں عموماً" رائج تھے یعنی کہ نسب دانی' سپہ گری' پہلوانی' خطابت و شہ سواری میں کمال حاصل کیا۔ ویسے بھی سوجھ بوجھ' زود فہمی' وقت فہمی' معاملہ فہمی' مردم شناسی فصاحت و خطابت و نسب دانی' سفارت' ثالثی آپ کو ورثہ میں ملی تھی اور ان خوبیوں سے' صفات سے آپ میں حد درجہ خود اعتمادی آگئی تھی۔

Marfat.com

دعوت اسلام کا قبول کرنا

آپ کے قبول اسلام کا انداز بھی قدرت نے ڈرامائی دیا۔ اسلام قبول کرنے کے دن سے پہلے تک عمر بن خطاب بھی مسلمانوں کو تنگ کرنے میں بہت حصہ لیتے تھے اور ابو جہل کی محفل میں بھی اٹھنا بیٹھنا تھا' یہاں تک کہ عمر بن خطاب تلوار لے کر نکلے برے ارادے سے تھے لیکن ان کا وہی بد ارادے کے ساتھ نکلنا اسلام لانے کا سبب بن گیا۔

آپ نے اعلان نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا اور اس وقت آپ اپنی عمر کے تنتیسویں سال میں تھے یا تنتیس سال کے تھے۔ واقعہ کی غیر ضروری طوالت سے بچنے کی لئے مختصراً" یوں ہے کہ عمر اس ارادے سے نکلے کہ پچھلے پانچ سال سے جس نے فساد مچا رکھا ہے' جس نے اتنے سارے خداؤں کے بدلہ میں صرف ایک اور وہ بھی نظر نہ آنے والا خدا دے دیا ہے' آج اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ راستہ میں نعیم بن عبداللہ ملے اور بگڑے تیور دیکھ کر پوچھ لیا' کہ آج کیا ارادہ ہے۔ عمر نے صاف بتلا دیا تو نعیم نے کہا ادھر بعد میں جانا پہلے اپنے بہنوئی اور بہن کی خبر لو وہ دونوں اسی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔

یہ خبر سن کر عمر کے اوسان خطا ہو گئے آگے بڑھنے کے بجائے اپنے بہنوئی کے گھر کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر کواڑ کے ساتھ کان لگا کر سننے کی کوشش کی تو کسی کلام کے پڑھے جانے کی آواز سنائی دی' عمر نے زور سے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی' کون؟ عمر نے کڑک کر جواب دیا۔ خطاب کا بیٹا عمر' دروازہ کھولو۔ جب اہل خانہ نے عمر کی آواز سنی تو سہم گئے۔ ان اوراق کو احتیاط سے سنبھال کر رکھ دیا جن پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے جا کر دروازہ کھولا۔ اپنی بہن کو دیکھتے ہی عمر بہت غضبناک ہو کر گرجے۔ اے اپنی جان کی دشمن! مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم مرتد ہو گئی ہو۔ اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے اور نیا مذہب قبول کر لیا ہے' ہاتھ میں سوٹی تھی اس سے بہن کو پیٹنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ پھر اپنے بہنوئی سعید بن زید کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ جب عمر کی دست

Marfat.com

درازی حد سے تجاوز کر گئی تو بہن نے زخمی شیرنی کی طرح گرج کر کہا۔

اے بھائی! جتنا تیرا جی چاہتا ہے مجھے مار۔ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے لیکن کان کھول کر سن لے۔ میں اپنا دین کسی قیمت پر چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ سارا جسم خون سے لت پت ہے سر کے زخموں سے خون رس رہا ہے اس حالت میں یہ جرات مندانہ جواب سن کر عمر کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگا بہن! مجھے وہ صحیفہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہی تھیں۔ بہن نے بے دھڑک جواب دیا۔ کہ تم مشرک ہو' نجس اور ناپاک ہو' تم اس صحیفہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اگر تمہیں شوق ہے تو غسل کر کے پہلے اپنے آپ کو پاک کرو تب میں تمہیں وہ صحیفہ پڑھنے کے لئے دے سکتی ہوں۔ عمر اٹھے' غسل کیا بہن فاطمہ نے وہ صحیفہ بھائی کو دیا۔ کھولا تو سامنے سورہ 'طہٰ تھی' پڑھنا شروع کیا۔ ابھی چند آیتیں ہی تلاوت کی تھیں کہ اس کی تاثیر سے سنگ سے بھی سخت تر دل پانی پانی ہو گیا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے بے چین ہو کر پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں' میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بگڑی سنوارنا چاہتا ہوں۔

یہ سارا انقلاب خود بخود رونما نہیں ہو رہا تھا۔ بلکہ اس کے پس پردہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی تاثیر کارفرما تھی۔ صرف ایک روز پہلے حضور سرور عالم نے اپنے مولا کریم کی بارگاہ بیکس پناہ میں دست مبارک اٹھا کر التجا کی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ۔

ترجمہ: "اے اللہ! ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تمہیں زیادہ پسند ہے اس سے دین کو عزت عطا فرما۔"

اور جو روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ

ترجمہ: "اے اللہ! عمر کو مشرف باسلام کر کے اسلام کی مدد فرما۔"

اس روایت میں صرف حضرت عمر کے لئے دعا فرمائی گئی ہے۔

Marfat.com

در حقیقت اس مقبول دعا کی کمند عمر جیسے سخت دل دشمن اسلام کو کشاں کشاں رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لا رہی تھی۔ حضور اس وقت دار ارقم میں اپنے جاں نثاروں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ دروازہ بند تھا۔ اس پر دستک ہوئی۔ کسی نے کواڑ کے سوراخ سے دیکھا کہ باہر عمر کھڑا ہے۔ ننگی تلوار گلے میں لٹک رہی ہے صحابہ جھجکے۔ دروازہ کھولیں یا نہ کھولیں۔ حضرت حمزہ موجود تھے۔ فرمایا! مت ڈرو۔ دروازہ کھول دو اگر عمر اندر داخل ہو کر بارگاہ نبوی کے آداب ملحوظ رکھے گا تو ہم ادب و احترام سے اس کو خوش آمدید کہیں گے اور اگر اس کی نیت میں ذرا فتور محسوس ہوا تو اسی کی تلوار اس سے چھین کر اس کا سر اڑا دیا جائے گا۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحُوْا لَهٗ فَاِنَّهٗ اِنْ يُّرِدْ بِهٖ خَيْرًا يَّهْدِهٖ۔

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "دروزاہ کھول دو' اللہ تعالی نے اگر اس کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اس کو ہدایت دے دے گا۔"

چنانچہ دروازہ کھولا گیا' دو آدمیوں نے عمر کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے چھوڑ دیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور عمر کی چادر کو پکڑ کر اسے زور سے جھٹکا دیا اور فرمایا۔

اَسْلِمْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ اَللّٰهُمَّ اهْدِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الدِّيْنَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا۔

ترجمہ: "فرمایا اے عمر اسلام قبول کر لے۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن کر دے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کو ہدایت عطا فرمانا۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ دین کو عزت بخش - اے اللہ! عمر کے سینہ میں اسلام کی جو عداوت ہے اس کو نکال دے اور اس کو ایمان سے تبدیل کر دے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد عرض کی۔

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

حضور نے جب یہ سنا تو فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضور کے نعرہ کے بعد تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند لگایا کہ سارے مکہ کی گلیاں اور فضائیں اس نعرہ سے گونج اٹھیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب مشرف باسلام ہوا تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ اِنْ مِتْنَا وَاِنْ حَیِیْنَا ۔

"اے اللہ کے پیارے رسول! کیا ہم حق پر نہیں ہیں خواہ ہم مریں خواہ ہم زندہ رہیں"

حضور نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم حق پر ہو خواہ تم مرو یا زندہ رہو۔

پھر میں نے عرض کی۔

فَفِیْمَ الْخِفَاءُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَامَ نُخْفِیْ دِیْنَنَا وَنَحْنُ عَلَی الْحَقِّ وَھُمْ عَلَی الْبَاطِلِ ۔

ترجمہ:"اے اللہ کے رسول! پھر ہم کیوں چھپتے ہیں۔ ہم اپنے دین کو کیوں چھپاتے ہیں حالانکہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔"

حضور نے فرمایا اے عمر! ہماری تعداد کم ہے اور تم دیکھتے ہو جو کفار ہمارے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا لَا یَبْقٰی مَجْلِسٌ جَلَسْتُ فِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا جَلَسْتُ فِیْهِ بِالْاِیْمَانِ۔

ترجمہ:"اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے تمام وہ مجلسیں جن میں میں کفر کی حالت میں بیٹھا کرتا تھا اب مسلمان ہونے کے بعد میں ان

Marfat.com

سب میں بیٹھوں گا۔

پھر ہم دارارقم سے دو قطاریں بنا کر نکلے۔ ایک قطار کے آگے آگے میں تھا اور دوسری قطار کے آگے آگے حضرت حمزہ تھے یہاں تک کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ جب قریش نے ہمیں اس حالت میں دیکھا تو ان پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔ میں نے اپنے ایمان کی خبر کو مشتہر کرنے کے لئے ایک ڈھندورچی صفت مشرک جمیل بن معمر کو اطلاع دی۔ اور اس نے شور مچا دیا کہ خطاب کا بیٹا صابی ہوگیا۔ یعنی مرتد ہوگیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا واقعہ تاریخ اسلام کا ایک عظیم ترین واقعہ ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔

لما اسلم عمر قال جبرئیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا محمد لقد استبشر اھل السماء باسلام عمر۔

ترجمہ: "یعنی جب حضرت عمر مسلمان ہوئے تو جبرئیل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ عمر کے مسلمان ہونے سے آسمان کے سارے رہنے والوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا ہے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے پر بڑا جامع تبصرہ فرمایا ہے۔

قال ابن مسعود کان اسلام عمر عزا وھجرتہ نصرا وامارتہ رحمۃ واللہ ما استطعنا ان نصلی حول البیت ظاہرین حتی اسلم عمر۔

"حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کے لئے باعث عزت اور آپ کی ہجرت باعث نصرت اور آپ کی خلافت سراپا رحمت تھی۔ بخدا! ہماری طاقت نہ تھی کہ ہم ظاہری طور پر کعبہ کے صحن میں نماز ادا کرسکیں۔ یہاں تک کہ حضرت عمر نے اسلام قبول کیا۔" (1)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لائے تو جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

Marfat.com

قَالَ فِيهِ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ وَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

4 الْمُؤْمِنِينَ ٥

''حضرت عمر کے ایمان لانے کے بعد جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ اے نبی! کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور وہ مومن جو آپ کی پیروی کرتے ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول اسلام کے بعد اپنی پر جوش طبیعت اور دبنگ شخصیت کے تقاضا کے ماتحت اسلام کا کھلم کھلا اظہار کرنا اور کفار کی مخالفت اور موجودگی میں مسجد حرام میں نماز پڑھنا چاہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بے شک ہم حق پر ہیں۔'' عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! جب ہم حق پر ہیں تو اپنا دین کیوں چھپائیں؟'' جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے عمر! اس وقت ہماری تعداد کم ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں''۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا کہ ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے' میں کوئی ایسی مجلس نہ چھوڑوں گا جہاں میں پہلے کفر کے ساتھ بیٹھا تھا اور اب اسلام کے ساتھ نہ بیٹھوں۔''

پھر ایسا ہوا کہ چالیس صحابہ کا قافلہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں بیت اللہ شریف میں پہنچا اور وہاں سب نے علانیہ نماز ادا کی۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے مجمع میں اعلان کیا کہ ''میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اپنے ہادی و رہنما اور دینی بھائیوں کے ساتھ یہاں نماز پڑھنے آیا ہوں اور آئندہ بھی ہم یہاں نماز پڑھیں گے۔ جسے اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنا پسند ہو وہ مقابلے پر آجائے۔'' قریش کو اس سے شدید دھچکا لگا۔ کچھ چپقلش ہوئی مگر وہ مسلمانوں کو بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے سے نہ روک سکے۔

ظہور اسلام کے چھ سال بعد مسلمانوں نے پہلی بار حرم شریف میں آزادانہ نماز ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ''ہم بیت اللہ کے

Marfat.com

گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے جب تک کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام نہ لے آئے۔"
انہی سے ایک اور روایت بخاری میں ہے کہ "عمر کے مسلمان ہونے کے بعد ہم برابر زور آور ہی ہوتے گئے۔"

4

خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ابن ہشام نے اپنی سیرت میں یہ روایت درج کی ہے کہ جس روز انہوں نے اسلام قبول کیا' اسی رات انہیں خیال آیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بدترین دشمن ابوجہل کو اپنے قبول اسلام کی اطلاع دینی چاہیے۔ چنانچہ جاکر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور پوچھا! کہ "بھانجے! کیسے آئے ہو؟" عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "ماموں! میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کر لیا ہے" ابوجہل یہ سن کر سخت مایوس ہوا اور یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا کہ "برا ہو تیرا اور اس چیز کا جو تو لے کر آیا ہے۔"

عمر کے اسلام سے بڑھ کر مشرکین مکہ کو کسی دوسرے کے اسلام سے تکلیف نہیں پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے اسلام اور مکہ کے مٹھی بھر مسلمانوں کو تقویت پہنچی۔ انہوں نے لڑ بھڑ کر بیت الحرام میں نماز پڑھنے کا حق منوا لیا حالانکہ پہلے مسلمان پہاڑیوں میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ کفار کی صفوں میں ایک زلزلہ سا پیدا ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ تو طبعاً" انتہا پسند واقع ہوئے تھے' کچھ جوانی کا جوش اور کچھ قبول اسلام کا نیا نیا جذبہ ان میں کار فرما تھا۔ اس لئے وہ پہلے جس شدومد سے اسلام اور مسلمانوں کے مخالف تھے' اب اسی شدومد سے اسلام اور مسلمانوں کے حامی و مددگار اور کفار کے مخالف ہو گئے' اب مخالفین اسلام سے ان کی جھڑپیں ہونے لگیں۔ انہوں نے ہمیشہ بڑی جرات' خود اعتمادی اور غیرت اسلامی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو اسلام کھل کر سامنے آگیا اور اس کی دعوت اعلانیہ دی جانے لگی۔ ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ زیادتی کرنے

Marfat.com

والے سے بدلہ لیتے اور دریدہ دہنی سے پیش آنے والے کو منہ توڑ جواب دیتے تھے۔" اس کا ایک مثبت اثر قریش کے عام آدمیوں پر بھی پڑا اور اسلام کی دعوت تیزی سے پھیلنے لگی۔ وہ کمزور اور ڈھلمل یقین لوگ جو قریش کے ظلم و ستم کے خوف سے اسلام قبول کرنے سے ہچکچاتے تھے' اب اعلانیہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اپنے عزم و استقلال' دینی حمیت' انتظامی قابلیت اور اصابت (مفید اور صحیح) رائے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز بروز جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر اور بارگاہِ نبوت میں معتبر ہوتے چلے گئے۔ یہ اسی قربت' تربیت' نظر کرم' دست کرم اور دعاؤں کا عظیم الشان اثر تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کو خدمت نبوی' عہد صدیقی اور اسلام کی زندگی میں قوت و انصاف اور رحمت و احسان کا مجموعی نشان اور ان کے اپنے دور خلافت کو اسلامی سلطنت بلکہ انسانی تہذیب کی تاریخ کا سب سے اعلیٰ' ممتاز' بے داغ' مثالی اور زریں ترین دور بنا دیا۔

فاروق

مشرکین مکہ کے مقابلے میں عزیمت و پامردی اور اسلام کی حمایت و غیرت کے قابل دید' قابل ستائش اور حیران کن مظاہرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق کا لقب عطا کیا۔ کیونکہ انہوں نے مکہ میں حق اور باطل کو ایک دوسرے سے الگ اور نمایاں کر دیا۔ جس دن ایمان لائے اسی دن اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کے قریب نماز ادا کی اور پوجا پاٹ' بت پرستی کے اس ماحول میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے طریقہ عبادت کو' عبادت رب العالمین' حاکم الحاکمین کو' ادا کرنے کا انداز و طریقہ سب دیکھنے والوں کو' دن کی روشنی میں کھلے عام دکھلا دیا۔

مدینہ طیبہ کے لئے ہجرت

سن 13 نبوی میں جب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی تو وہ ایک ایک دو دو کر کے خاموشی سے مدینہ جانے لگے تاکہ قریش کو پتہ نہ چلے اور

Marfat.com

وہ تنگ نہ کریں' مزاحم نہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ خاموشی سے عازم مدینہ ہو گئے لیکن خاموشی سے چوری چھپے جانا حضرت عمر کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ انہوں نے بیس آدمیوں کے ہمراہ علی الاعلان ہجرت کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ "میں نہیں جانتا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی مسلمان نے علانیہ مکہ سے ہجرت کی ہو۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرنے لگے تو تلوار گلے میں ڈالی' کمان کندھے پر رکھی' تیر مٹھی میں لئے' ایک چھوٹا سا ڈنڈا جس کے نیچے تیر کا سا پھل لگا تھا' کمر سے باندھا اور کعبہ کی طرف چل پڑے۔ کعبہ اس وقت قریش سے بھرا ہوا تھا۔ پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت سکون و اطمینان سے کعبے کے سات طواف کئے' پھر نماز پڑھی' اس کے بعد قریش کی ایک ایک ٹولی کے پاس یہ کہتے ہوئے گئے "کالا منہ ہو تمہارا! اللہ تمہیں جیسوں کو مغلوب و ذلیل کرتا ہے۔ جو کوئی اپنی ماں کو ماتم کناں' اپنے بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ بنانا چاہے' وہ اس وادی کے پیچھے مجھ سے دو دو ہاتھ کر لے۔ میں مدینہ جا رہا ہوں' جس میں ہمت ہو مجھے روک لے" کفار آپ سے الجھے نہیں۔

غزوات' سرایا' سفر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی اور حسب معمول اپنا اکثر نمایاں کردار ادا کیا۔ غزوہ بدر میں' حق و باطل کے اس اولیں معرکہ میں آپ نے اپنے کافر ماموں عاصی بن ہشام بن مغیرہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا جو کہ قریش کا ایک معزز سردار تھا اور آپ نے قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ کو اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کو حرف بہ حرف سچ کر دکھایا۔ اللہ اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں سب کچھ چھوڑ دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کو اپنا شعار بنا لیا' اپنی زندگی بنا لی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ قیدیوں سے کیا سلوک کیا جائے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ "یا رسول

Marfat.com

اللہ! یہ اللہ کے دشمن ہیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے۔ یہ گمراہی کے سردار اور کفر کے امام ہیں۔ ان کے قتل سے اسلام کو سربلندی حاصل ہو گی اور اہل شرک ذلیل ہو جائیں گے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے رشتہ دار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ پسند کیا۔ اس موقع پر قرآن کی جو آیت نازل ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے اللہ کے نزدیک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ بہتر تھا۔ آیت کریمہ درج ذیل ہے

مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ

ترجمہ: "کسی نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ خوب خون ریزی نہ کر لے"

جنگ احد' غزوہ احد کے پہلے پہر آپ نے سب کے ساتھ اپنے خوب جوہر دکھائے۔ دوسرے پہر جب مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں تو اکثر کی طرح آپ پر بھی اس کا منفی اثر ہوا جو کہ قدرتی امر تھا لیکن جیسے ہی حقیقت حال کا پتہ چلا تو آپ پھر پہلے کی طرح چاک و چوبند ہو گئے بلکہ آپ کے ہر جذبہ میں اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل سے بھی ظاہر ہے۔

ابوسفیان سالار قافلہ مشرکین نے آخر میں تصدیق کرنے کی خاطر پکارا' مسلمانوں تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے؟ پھر پکارا' ابوبکر ہے؟ اور پھر پکارا کہ کیا تم میں عمر بن خطاب ہے؟ اب تک حضور انور کے ارشاد کے مطابق سب چپ تھے لیکن اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضبط نہ کر سکے اور کہا کہ "اے دشمن خدا! ہم سب زندہ ہیں۔" ابوسفیان نے کہا اعل ہبل (ہبل بت کی جے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم جواب دو کہ اللہ اعلی واجل (اللہ ہی بزرگ و برتر ہے)

Marfat.com

غور کریں کہ ابو سفیان نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قریش مکہ کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مسلمانوں میں تیسرے اہم آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اسی سال آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور انہیں ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا' کیونکہ حضرت حفصہ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ جنگ احد میں زخموں کے سبب انتقال کر گئے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا آپ پر بہت وحشت انگیز اثر ہوا جس سے ظاہر ہے' روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عقیدت' لگاؤ و محبت تھی۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر اور قرآنی آیات سن کر ہوش میں آئے' لیکن اس عظیم غم کا' دائمی فرقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا' سب کی طرح آپ پر بھی کچھ دنوں نمایاں اثر رہا۔

حب رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں' کا احترام و اکرام

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی کا تذکرہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا! تم اس قبر والے کو جانتے ہو۔ یہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں) ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ خیر کے ساتھ کیا کرو کیونکہ اگر تم ان کو (علی کو) تکلیف پہنچاؤ گے تو اس ذات اقدس کو قبر میں تکلیف پہنچاؤ گے۔ (2)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن دوسرے قیدیوں

Marfat.com

کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قید ہوئے تھے۔ انہیں ایک انصاری نے قید کیا تھا۔ انصار نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا آج رات میں اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے سو نہیں سکا، کیونکہ انصار کہہ چکے ہیں کہ وہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں انصار کے پاس جاؤں؟ (اور ان سے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے آؤں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر انصار سے کہا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دو۔ انصار نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش ہوں تو پھر انصار نے کہا، اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ کے رسول راضی اور خوش ہیں تو پھر تم ان کو لے لو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے لیا۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا اے عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم تمہارا مسلمان ہونا مجھے (اپنے باپ) خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ محبوب ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا مسلمان ہونا بہت زیادہ پسند ہے۔ (3)

حضرت شعبی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسے کام کو کروانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت زیادہ تقاضا کیا اور ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ ذرا یہ بتائیں کہ اگر آپ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا مسلمان ہو کر آجاتے تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے؟ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم! میں ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابوالفضل! (یہ حضرت عباس کی کنیت ہے) آپ کا کیا خیال ہے؟ اللہ کی قسم!

Marfat.com

آپ کے والد مجھے اپنے والد سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واقعی اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم! کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے والد سے زیادہ محبوب ہیں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتا ہوں۔(4)

حضرت حسن رحمت اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں مال تقسیم کیا تو بیت المال میں تھوڑا سا مال بچ گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگوں سے کہا ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تم لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا ہوتے تو کیا تم ان کا اکرام کرتے؟ سب نے کہا جی ہاں کرتے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اکرام کا ان سے زیادہ مستحق ہوں کیونکہ میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بچا ہوا مال دینے کے بارے میں) بات کی۔ سب نے راضی ہو کر وہ مال حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ (5)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک زنانہ عطر دان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپ کے ساتھی اسے دیکھنے لگے کہ یہ کسے دیا جائے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا آپ لوگ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ عطر دان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھجوا دوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی؟ سب نے کہا جی ہاں اجازت ہے۔ چنانچہ جب وہ عطر دان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے کھولا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر کتنی زیادہ فتوحات ہو رہی ہیں؟ اے اللہ! مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عطایا کے لئے اگلے سال تک زندہ نہ رکھیو۔(6)

حضرت ابن شہاب رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے اپنے زمانہ خلافت میں یہ دستور تھا کہ جب یہ حضرات سواری پر سوار ہو کر کہیں جا رہے ہوتے اور راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو جاتی تو یہ حضرات (ان کے اکرام میں) سواری سے نیچے اتر جاتے اور سواری کی لگام پکڑ کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور انہیں ان کے گھر یا ان کی بیٹھک تک پہنچا کر پھر ان سے جدا ہوتے۔(7)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں منبر پر چڑھ کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میرے نانا ابا کے منبر سے آپ نیچے اتر جائیں اور اپنے والد کے منبر پر تشریف لے جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں' یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر وہ منبر سے اتر کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھ سے فرمایا' اے میرے بیٹے! تمہیں یہ کس نے سکھایا تھا؟ میں نے کہا کسی نے نہیں۔ انہوں نے فرمایا اگر تم ہمارے پاس آیا جایا کرو تو بہت اچھا ہو گا۔ چنانچہ میں ایک دن ان کے ہاں گیا تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنہائی میں بات کر رہے تھے اور میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں انہیں بھی اجازت نہیں ملی ہے۔ یہ دیکھ کر میں واپس آگیا اس کے بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا' اے میرے بیٹے! تم ہمارے پاس آتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا میں ایک دن آیا تھا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنہائی میں بات کر رہے تھے اور آپ کے بیٹے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اجازت نہیں ملی تھی تو میں نے دیکھا کہ وہ واپس چلے گئے اس لئے میں بھی واپس آگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' نہیں تم عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ اجازت ملنے کے حقدار ہو کیونکہ ہمارے سروں پر جو یہ تاج شرافت آج نظر آرہا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھرانہ کی برکت سے دیا ہے اور پھر میرے سر پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شفقتاً" ہاتھ رکھا۔(8)

حضرت اسلمؓ کہتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

صاجزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی نہیں دیکھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے زیادہ محبت ہو۔ اللہ کی قسم! آپ کے والد کے بعد آپ سے زیادہ مجھے کسی سے محبت نہیں ہے۔(9)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجزادی سے شادی کر لی تو میں نے سنا کہ وہ لوگوں کو فرما رہے ہیں' تم مجھے مبارکباد کیوں نہیں دیتے ہو؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے سسرالی رشتہ اور میرے نسب کے علاوہ ہر سسرالی رشتہ اور ہر نسب ٹوٹ جائے گا' اور اس شادی سے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سسرالی رشتہ حاصل ہو گیا ہے اس لئے مجھے مبارکباد دو۔(10)

ایک دفعہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھیل رہے تھے۔ کھیلتے ہی کھیلتے دونوں میں رنجش ہو گئی۔ جیسا کہ بچے آپس میں جھگڑ پڑتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ارے تو اس بات پر اترا رہا ہے' کہ تیرا باپ خلیفہ وقت ہے۔ مگر تو تو ہمارا غلام زادہ ہے۔ تیرا باپ ہمارے نانا کا غلام ہے اور میرے نانا کی بدولت ہی اس کو خلافت ملی ہے۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس گئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے یہ کہا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا' کہاں ہیں حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے ان کے پاس لے چلو۔ عبداللہ آپ کو ان کے پاس لائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نے جو کچھ عبداللہ سے کہا ہے وہی الفاظ میرے سامنے دہرا دے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جو عبداللہ سے کہا تھا' وہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کہہ دیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازو سے پکڑا اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جا حاضر ہوئے۔ فرمایا' اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھے اپنے خدا کی قسم

Marfat.com

قیامت کے دن بھی اسی طرح گواہی دینا کہ عمر میرے نانا کا غلام ہے اور اس کی زندگی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں گزری ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاروقطار رونے لگے۔ آپ آنسو پونچھتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور ان کی آل اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا غلام کہلائے اور اس کو ان کی غلامی کی سند مل جائے۔(11)

ایک دفعہ غنیمت کا مال آیا اور جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے تقسیم کرنے بیٹھے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے پانچ ہزار درہم دیئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو صرف ایک ہزار دیئے۔ اس سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو گئے۔ کہنے لگے' ابا جان! میں مہاجر ہوں' مقدم الاسلام ہوں' خلیفہ رسول کا بیٹا ہوں اس لئے میں زیادہ حق رکھتا ہوں۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیوری چڑھا کر بولے۔ عبداللہ! جو تیرا حق تھا تجھے مل گیا۔ جو مرتبہ ان کا ہے' وہ تیرا نہیں ہو سکتا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر ہیں تو ان کے منصب کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔(12)

اسی طرح ایک بار حاکم یمن نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کچھ حُلّے بھیجے' آپ نے وہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ جب آپ تمام حلے بانٹ چکے تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم لوگوں کو حلے دے کر میں ذرا بھی خوش نہیں ہوا کیونکہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حلہ نہیں دیا گیا اور یہ اس لئے کہ جو حلے تقسیم کئے گئے ہیں وہ ان کے پہننے کے لائق نہ تھے۔ آپ نے فورا" حاکم یمن کو لکھا کہ اعلیٰ قسم کے دو حلے جلد از جلد بھیج دو۔ اس نے فورا" تعمیل حکم کی اور دو بہترین حلے بھیج دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حُلّے حضرت حسن رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے میرا دل ٹھنڈا کیا ہے۔ (13)

تقویٰ، عدل و انصاف

حضرت ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چند لوگوں کا تذکرہ ہوا اور لوگوں نے ایسی باتیں کہیں جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! ابوبکر کی ایک رات عمر کے سارے خاندان کی زندگی سے بہتر ہے اور ابوبکر کا ایک دن عمر کے سارے خاندان (کی زندگی) سے بہتر ہے۔ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر غار ثور تشریف لے گئے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور کچھ دیر پیچھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو سمجھ گئے اور اپ نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں کیا ہوا کچھ دیر میرے پیچھے چلتے ہو اور کچھ دیر میرے آگے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے خیال آتا ہے کہ پیچھے سے کوئی تلاش کرنے والا نہ آجائے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں اور پھر جب مجھے خیال آتا ہے کہ اگے کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو تو میں آگے چلنے لگتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آئے تو کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ وہ میرے بجائے تمہیں پیش آئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! یہی بات ہے۔ جب یہ دونوں حضرات غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ذرا اور ٹھہریں میں سوراخ بھی صاف کر لوں۔ چنانچہ اندر جا کر غار کو اچھی طرح صاف کیا پھر آکر عرض کیا یارسول اللہ! اندر تشریف لے آئیں، اور آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایک

Marfat.com

رات عمر کے پورے خاندان سے بہتر ہے۔(14)

حضرت غفرہ رحمت اللہ علیہ کے آزادہ کردہ غلام حضرت عمر رحمت اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احتراماً" اس سبب کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص رشتہ داری تھی اس وجہ سے ان کے لئے بارہ ہزار مقرر کیئے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے چار ہزار اور حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پانچ پانچ ہزار مقرر کیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے نواسہ ہونے) کی رشتہ داری کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو ان کے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر دیا اور اپنے بیٹے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے تین ہزار مقرر کیئے۔ انہوں نے عرض کیا' ابا جان ! آپ نے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کے لئے چار ہزار مقرر کیئے ہیں اور میرے لئے تین ہزار۔ حالانکہ ان کے والد(حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایسی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے جو آپ کو حاصل نہ ہو اور خود ان کو بھی ایسی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے جو مجھے حاصل نہ ہو (لہٰذا مجھے بھی ان کے برابر دیں)۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں' اسے اور اس کے والد کو ایسی فضیلت حاصل ہے جو تجھے اور تیرے والد کو حاصل نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے والد تمہارے والد سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور وہ خود تم سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔(15)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصر میں میرے بھائی عبدالرحمن نے اور ان کے ساتھ ابوسروعہ عقبہ بن حارث نے نبیذ پی (پانی میں کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں۔ کچھ دیر کھجوریں پڑی رہتی تھیں۔ جس سے وہ پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔ اسے نبیذ کہا جاتا تھا۔ زیادہ دیر پڑے رہنے سے اس میں نشہ بھی پیدا ہو جاتا تھا) جس سے انہیں نشہ ہو گیا۔ صبح کو یہ دونوں مصر کے امیر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا (سزا دے کر) ہمیں پاک کر دیں کیونکہ ہم نے ایک مشروب پیا تھا جس سے ہمیں نشہ ہو گیا

Marfat.com

تھا۔ میں نے ان سے کہا گھر چلو میں تمہیں (سزا دے کر) پاک کر دوں گا۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں حضرات عمرو کے پاس جا چکے ہیں۔ پھر میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ وہ امیر مصر کو یہ بات بتا چکے ہیں تو میں نے کہا تم گھر چلو میں تمہارا سر مونڈھ دوں گا۔ تا کہ تمام لوگوں کے سامنے تمہارا سر نہ مونڈھا جائے۔ اس زمانے کا دستور یہ تھا کہ حد لگانے کے ساتھ سر بھی مونڈھ دیتے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں گھر چلے گئے۔ میں نے اپنے بھائی کا سر اپنے ہاتھ سے مونڈا۔ پھر حضرت عمرو نے ان پر شراب کی حد لگائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قصہ کا پتہ چلا تو انہوں نے اسے کوڑے لگائے اور اپنا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسے سزا دی اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ ایک مہینہ تو ٹھیک رہے پھر تقدیر الہیٰ غالب آگئی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوڑے لگانے سے ان کا انتقال ہوا ہے۔ حالانکہ ان کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوڑے لگانے سے نہیں ہوا' بلکہ طبعی موت مرے ہیں۔(16)

حضرت جریر رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (جہاد میں) ایک آدمی تھا' (اس لڑائی میں) مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مال غنیمت میں سے اس کا حصہ تو دیا لیکن پورا نہ دیا۔ اس نے کہا لوں گا تو پورا لوں گا' نہیں تو نہیں لوں گا۔ حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیس کوڑے مارے اور اس کا سر مونڈھ دیا۔ وہ اپنے بال جمع کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا (وہاں جا کر) اس نے اپنی جیب سے بال نکالے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر دے مارے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ اس نے اپنا سارا قصہ سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط لکھا:

"سلام علیک! اما بعد! فلاں بن فلاں نے مجھے اپنا سارا قصہ اس اس طرح سنایا۔ میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں اگر یہ کام (اس کے ساتھ) آپ نے بھرے مجمع میں لوگوں

Marfat.com

کے سامنے کیا ہے تو آپ اس کے لئے بھرے مجمع میں لوگوں کے سامنے بیٹھ جائیں اور پھر وہ آپ سے اپنا بدلہ لے اور اگر یہ کام (اس کے ساتھ آپ نے تنہائی میں کیا ہے تو آپ اس کے لئے تنہائی میں بیٹھ جائیں اور پھر وہ آپ سے اپنا بدلہ لے۔"

چنانچہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط ملا تو وہ بدلہ دینے کے لئے (اس آدمی کے سامنے) بیٹھ گئے۔ اس پر اس آدمی نے کہا میں نے ان کو اللہ کے لئے معاف کر دیا۔ (17)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے اسی وظیفہ پر اکتفا کیا' جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے لئے مقرر کیا تھا چنانچہ وہ کچھ عرصہ اتنا ہی لیتے رہے لیکن وہ ان کی ضرورت سے کم تھا۔ اس لئے ان کے گزر میں تنگی ہونے لگی تو مہاجرین کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی جن میں حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہیں کہ ہم آپ کے وظیفہ میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ کیسا رہے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم تو پہلے سے ان کا وظیفہ بڑھانا چاہتے ہیں' چلو چلتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' پہلے ہمیں ادھر ادھر سے ان کی رائے معلوم کرنی چاہیے۔ (پھر ان سے براہ راست بات کرنی چاہیے) میرا خیال یہ ہے کہ ہم ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے ہیں اور ان کے ذریعے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے معلوم کرتے ہیں اور ان سے کہہ دیں گے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم لوگوں کے نام نہ بتائیں۔ چنانچہ یہ حضرات حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ یہ بات ایک جماعت کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کریں اور انہیں کسی کا نام نہ بتائیں لیکن اگر وہ یہ بات مان لیں تو پھر نام بتانے میں حرج نہیں ہے۔ یہ بات کہہ کر وہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس سے چلے آئے۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئیں اور نام لئے بغیر ان کی خدمت میں یہ بات پیش کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے اور انہوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ بات کن لوگوں نے کہی ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا پہلے آپ کی رائے معلوم ہو جائے پھر میں آپ کو ان کے نام بتلا سکتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر مجھے ان کے نام معلوم ہو جاتے تو میں انہیں ایسی سخت سزا دیتا جس سے ان کے چہروں پر نشان پڑ جاتے۔ تم ہی میرے اور ان کے درمیان واسطہ بنی ہو اس لئے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے گھر میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمہارے ہاں سب سے عمدہ لباس کونسا تھا؟ انہوں نے کہا گیروئے رنگ کے دو کپڑے جنہیں کسی وفد کے آنے پر اور جمعہ کے خطبہ کے لئے پہنا کرتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ہاں سب سے عمدہ کھانا کونسا کھایا؟ انہوں نے کہا ایک مرتبہ ہم نے جو کی ایک روٹی پکائی پھر اس گرم گرم روٹی پر گھی کے ڈبے کی تلچھٹ الٹ کر سے اسے چپڑ دیا، جس سے وہ روٹی خوب چکنی چپڑی اور نرم ہو گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب مزے لے کر اسے نوش فرمایا اور وہ روٹی آپ کو بہت اچھی لگ رہی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے ہاں سب سے زیادہ نرم بستر کونسا تھا؟ انہوں نے کہا ہمارا ایک موٹا سا کپڑا تھا گرمی میں اس کو چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردی میں آدھے کو بچھا لیتے اور آدھے کو اوڑھ لیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل سے ہر چیز میں ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے اور ضرورت سے زائد چیزوں کو اپنی اپنی جگہوں میں رکھا ہے (اور ان میں نہیں لگے) اور کم سے کم پر گزارہ کیا ہے۔ میں نے بھی ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے اور اللہ کی قسم! ضرورت سے زائد چیزوں کو ان کی جگہوں میں رکھوں گا اور میں بھی کم سے کم پر گزارہ کروں گا۔ میری اور میرے دو ساتھیوں کی مثال ان تین آدمیوں کی سی ہے جو ایک راستہ پر چلے

Marfat.com

ان میں سے پہلا آدمی توشہ لے کر چلا اور منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ پھر دوسرے نے بھی اسی کا اتباع کیا اور اسی کے راستہ پر چلا تو وہ بھی اسی منزل تک پہنچ گیا۔ پھر تیسرے آدمی نے بھی اسی پہلے کا اتباع کیا۔ اگر وہ ان دونوں کے راستہ کا خود کو پابند بنائے گا اور ان جیسا توشہ رکھے گا تو ان کے ساتھ ملے گا اور ان کے ساتھ رہا کرے گا اور اگر وہ ان دونوں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلے گا تو کبھی بھی ان کے ساتھ نہیں مل سکے گا۔ (18)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی بات پر غصہ آیا' پھر کسی نے ان کے سامنے اللہ کا نام لے لیا یا انہیں آخرت کی پکڑ سے ڈرایا یا ان کے سامنے قرآن کی آیت پڑھ دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ میں جس کام کا ارادہ کر چکے ہوتے تھے اس سے ایک دم رک جایا کرتے تھے۔(19)

حضرت اسلم رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے اسلم! تم لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسا پایا؟ میں نے کہا بہت اچھا پایا لیکن انہیں جب غصہ آجاتا ہے تو پھر مسئلہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آئندہ اگر تمہاری موجودگی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آجائے تو تم ان کے سامنے قرآن پڑھنے لگ جانا انشاء اللہ ان کا غصہ چلا جائے گا۔ حضرت مالک دار (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام)ؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور مارنے کے لئے کوڑا اٹھا لیا میں نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کوڑا نیچے رکھ دیا اور فرمایا تم نے ایک بڑی ذات کا مجھے واسطہ دیا ہے۔(20)

حضرت زید بن اسلم رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پینے کا پانی مانگا۔ ایک صاحب پانی میں شہد ملا کر لے آئے' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ہے تو بڑا مزیدار' لیکن میں سن رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کی یہ برائی بتا رہے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں لگ گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرما رہے ہیں:

"اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا" چنانچہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں دے دیا جائے اور اس پانی کو نہ پیا۔ (21)

حضرت سعید رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بیت المال کے خزانچی) حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ہر مہینہ ایک مرتبہ بیت المال کا سارا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا کرو (اس کے کچھ عرصہ بعد فرمایا)' نہیں ہر ہفتہ بیت المال کا سارا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا کرو۔ اس کے کچھ عرصہ بعد فرمایا روزانہ بیت المال کا سارا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! اگر آپ بیت المال میں کچھ مال رہنے دیں تو اچھا ہے مسلمانوں کو اچانک کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے اس میں کام آجائے گا یا بیرون والے کسی وقت مدد مانگ لیتے ہیں تو ان کو دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا تمہاری زبان پر یہ شیطان بول رہا ہے اور اس کا جواب اللہ مجھے سکھلا رہا ہے اور اس کے شر سے مجھے بچا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان تمام ضرورتوں کے لئے وہی سب کچھ تیار کیا ہوا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا ہوا تھا اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت (ہر مصیبت کا علاج اور ہر ضرورت کا انتظام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ماننا ہے) (22)

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زمانے تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے کچھ نہ لیا (اور مسلمانوں کے اجتماعی کاموں میں مشغولی کی وجہ سے تجارت میں لگنے کی فرصت بھی نہ تھی) اس وجہ سے ان پر تنگی، اور فقر و فاقہ کی نوبت آگئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا کہ میں امور خلافت میں بہت مشغول ہو گیا ہوں (کاروبار کی فرصت نہیں ملتی) تو میرے لئے بیت المال میں سے کتنا لینا مناسب ہے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ بیت المال میں

Marfat.com

سے خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں۔ یہی بات حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ دوپہر اور رات کا' دو وقت کا کھانا لے لیا کریں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر عمل کیا۔(23)

سرد و تاریک رات' نواح مدینہ میں ایک خیمہ

ایک افسردہ غمگین عورت نے چولہے پر ہنڈیا چڑھا رکھی ہے۔ اس کے گرد چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بلبلا رہے ہیں۔ وہ انہیں چمکارتی بہلاتی ہے لیکن وہ برابر روئے جارہے ہیں۔ اتنے میں ایک پیوند لگے کپڑوں میں ملبوس' گوری رنگت کا کیم و شیم' دراز قامت' باوقار اور پُر رعب شخص اچانک نمودار ہوتا ہے اور خیمہ کے دروازے سے ملامت کے لہجے میں عورت سے کہتا ہے۔

"تو اچھی ماں ہے کہ بچوں کو رلا رہی ہے"۔

"یہ کئی وقتوں کے بھوکے ہیں"۔ عورت افسردہ لہجے میں بولی!

"یہ ہنڈیا میں کیا پکا رہی ہے؟ جلدی سے پکا کر انہیں کھلا کیوں نہیں دیتی؟؟"

"یہ تو صرف پانی ہے .جو ان کو بہلانے کے لئے ہنڈیا میں ڈال دیا ہے۔ رو دھو کر سو جائیں گے تو اتار دوں گی۔"

شدت تاثر سے نووارد کے چہرے پر شکنیں سی پڑ جاتی ہیں جیسے ابھی رو دے گا اور اس کے سارے جسم میں ایک لرزش سی دوڑ جاتی ہے۔ وہ تیز اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا شہر کو لوٹتا ہے۔ آٹا گوشت' گھی' کھجوریں' اور رسد کا دوسرا ضروری سامان بوری میں ڈال کر اپنے خادم سے کہتا ہے کہ میری پیٹھ پر لادھ دو۔ خادم کہتا ہے کہ میں اٹھا لے چلتا ہوں۔ وہ شخص جواب دیتا ہے۔ کہ "قیامت کے دن تم میرا بوجھ نہیں اٹھاؤ گے" پھر وہ خورد و نوش کا تمام سامان اپنی پیٹھ پر اٹھائے تقریباً" میل بھر کا سفر طے کر کے اسی عورت کے خیمے تک پہنچتا ہے اور سارا سامان اس کے آگے ڈھیر کر کے کہتا

Marfat.com

ہے کہ جلدی سے بچوں کو پکا کر کھلاؤ۔ عورت ہنڈیا میں گوشت چڑھاتی ہے اور پھر آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاتی ہے۔ وہ شخص چولہا پھونکتا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں کھانا تیار ہو جاتا ہے۔ بچے خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور پھر خوشی سے اچھلنے کودنے لگتے ہیں۔ اس شخص کے چہرے پر اطمینان و مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے اور عورت جذبہ تشکر میں ڈوب کر کہتی ہے کہ "اے اجنبی! خدا تجھے جزائے خیر دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ خلیفہ ہونے کے لائق تو ہے نہ کہ عمر ابن خطاب۔"

خادم قوم کا راتوں میں گشت

دارالخلافہ مدینہ کے باہر ایک قافلہ اترا ہے۔ رات کا وقت ہے۔ تھکے ماندھے اہل قافلہ کی اکثریت محو خواب ہے۔ وہی مذکورہ بالا شخص قافلے کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے ادھر ادھر گشت کر رہا ہے۔ اثنائے گشت میں ایک خیمے سے ایک شیر خوار بچے کے رونے کی آواز آتی ہے۔ وہ شخص فورا" ادھر متوجہ ہوتا ہے اور بچے کی ماں کو تاکید کرتا ہے کہ اسے بہلائے اور چپ کرائے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ کچھ دیر بعد جب دوبارہ گشت کرتا ہوا وہاں آتا ہے تو بچہ بدستور رو رہا ہوتا ہے یہ دیکھ کر وہ قدرے غصے کے ساتھ عورت سے کہتا ہے۔

"تو بڑی بے رحم ماں ہے کہ بچے کو رلائے جارہی ہے اور چپ نہیں کراتی!"

عورت جواب دیتی ہے۔

"اے شخص اپنی راہ لے اور مجھے بار بار پریشان نہ کر۔ میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں۔ اس لئے یہ ضد کرتا اور روتا ہے۔"

"ابھی تو یہ ایک سال کا بھی نہیں معلوم ہوتا۔ تو دودھ چھڑانے میں جلدی کیوں کرتی ہے؟"

"اس لئے کہ خلیفہ کا حکم ہے کہ بچے کا وظیفہ دودھ چھڑانے کے بعد مقرر کیا جائے گا جب کہ ہم ضرورت مند ہیں۔ اس لئے میں اس کا وقت سے پہلے دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تاکہ وظیفہ مل سکے۔"

"اس ننھی جان پر ظلم نہ کر۔ اسے دودھ پلا۔ کل انشاء اللہ اس کا وظیفہ لگ

Marfat.com

جائے گا۔"

شخص مذکورہ پر رقت اور کپکپی طاری ہے اور وہ یہ الفاظ بڑی نرمی اور ملامت سے تسلی کے انداز میں کہتا ہے۔ پھر یہ سوچتا ہوا شہر کو لوٹ جاتا ہے کہ خدا جانے اس حکم سے کہ' وظیفہ دودھ چھڑانے کے بعد دیا جائے گا کتنی ننھی جانوں پر ظلم ہو رہا ہو گا!

صبح کو یہی شخص مسجد نبوی میں مسلمانوں کو فجر کی نماز اس حالت میں پڑھاتا ہے کہ شدت گریہ سے گلا رندھ گیا ہے اور مقتدی اس کی قرات کو نہیں سمجھ پائے۔

نماز پڑھا چکنے کے بعد اپنے بارے میں مجمع سے کہتا ہے۔"

"عمر کی خرابی ہے اس نے مسلمانوں کے کتنے معصوم بچے قتل کر دیئے۔"

ساری اسلامی مملکت میں یہ حکم عام جاری ہو جاتا ہے کہ جس دن کوئی بچہ پیدا ہو گا' اسی دن سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔ دودھ چھڑانے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

دوران سفر' ایک خیمہ میں

یہی بلند و بالا اور باوقار شخص اپنے موٹے جھوٹے پیوند لگے لباس میں اونٹ پر سوار چند ساتھیوں کے ہمراہ شام سے مدینہ کو آ رہا ہے۔ اثنائے سفر میں ایک خیمہ میں ایک بہت عمر رسیدہ عورت نظر آتی ہے۔ شخص مذکورہ سواری سے اتر کر اس ضعیفہ کے پاس جاتا ہے اور دونوں میں یوں گفتگو ہوتی ہے۔

"بڑی بی! کچھ خلیفہ کا حال معلوم ہے؟"

"سنا ہے کہ شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اسے غارت کرے۔ آج تک مجھے اس کے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں ملا۔"

"تو اتنی دور رہتی ہے۔ خلیفہ کو تیرا حال کیونکر معلوم نہیں ہو سکتا ہے؟

"اگر اسے میرا اور دوسری رعایا کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تو وہ خلافت کے لائق نہیں۔"

شخص مذکورہ پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑتی ہیں۔ وہ قریبی گاؤں میں جاتا ہے اور وہاں سے کھانے پینے' پہننے وغیرہ کی ضروری

Marfat.com

چیزیں لا کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اپنے سامنے اسے کھلاتا پلاتا ہے۔ بڑھیا خوش ہو کر دعا دیتی اور کہتی ہے کہ "مسلمانوں کا خلیفہ تجھ کو ہونا چاہیے نہ کہ عمر بن خطاب کو جس نے آج تک میری خبر نہ لی۔"

خادم قوم ایک اور موقع پر

ایک اور موقع پر یہی شخص حسب معمول رات کے وقت مدینہ کے باہر گشت کر رہا ہے۔ دیکھتا ہے کہ ایک بدو اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا سر جھکائے تنکوں سے زمین کرید رہا ہے جیسے کسی اتھاہ فکر میں ڈوبا ہوا ہو۔ خیمے سے کسی عورت کے رونے اور کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔

"یہ کون رو رہا ہے؟ اسے کیا تکلیف ہے؟" وہ شخص پوچھتا ہے۔

"میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے۔ لیکن کوئی دایہ موجود نہیں" بدو جواب دیتا ہے

وہ شخص اپنے گھر آتا ہے اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر مع ضروری سامان کے بدو کے ہاں جاتا ہے اور اس کی اجازت سے اپنی بیوی کو خیمہ کے اندر بھیجتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے رونے کی آواز آتی ہے۔

"امیر المومنین! اپنے دوست کو لڑکے کی پیدائش کی مبارک باد دیجئے" اندر سے اس کی بیوی پکارتی ہے۔

امیر المومنین کا لفظ سن کر بدو گھبرا جاتا اور ادب و احترام کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "امیر المومنین! آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا؟ آپ شہر سے کسی پیشہ ور دایہ کا بندوبست کر دیتے۔ اپنی حرم کو کیوں تکلیف دی؟"

"کوئی خیال نہ کرو۔ کل میرے پاس مسجد نبوی میں آنا۔ تمہارے بچے کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا" وہ شخص بدو کو تسلی دیتا ہے۔

یہ پیوند لگے کپڑوں میں ملبوس بلند و بالا اور باوقار شخص کون ہے

جو راتوں کو گھر سے نکل کر غریبوں' حاجتمندوں اور مصیبت زدوں کی دیکھ بھال کرتا' ان کی ضرورت میں ان کے کام آتا' ان کی تکالیف پر روتا اور اپنا فرض سمجھ کر

Marfat.com

ان کا ازالہ کرتا ہے' کسی پر کوئی احسان نہیں رکھتا' نہ کسی قسم کی رعونت' رعب' داب اور احساس برتری کا مظاہرہ کرتا ہے؟ یہ ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین اسلام کے دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں تاریخ نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے یاد رکھا ہے جنہوں نے اپنے ہادی و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو لفظاً" و معناً" صحیح ثابت کر دکھایا کہ "سید القوم خادمہم" (قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے)۔ ان کے عظیم و حسین کردار کو دیکھ کر ایک غیر مسلم مغربی مصنف کو کہنا پڑا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک انسانیت کا اعلیٰ نمونہ تھا۔"

کون فاروق اعظم؟

وہ جس نے حق اور باطل' کھوٹے اور کھرے کو الگ کر دکھایا' جس نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلے ڈال دیئے۔ دنیا کو ان کے جور و استبداد سے نجات دلائی اور تاریخ انسانی کے صفحات میں امن' عدل' مساوات اور اخوت کے روشن اور بے نظیر باب کا اضافہ کیا۔ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے لوگوں میں بانٹتا تھا لیکن اس کے اپنے کرتے اور تہمد میں درجنوں پیوند لگے ہوتے تھے اور بغیر کسی محافظ کے مسجد کے ننگے فرش پر اینٹ کا تکیہ بنا کر سو رہتا تھا اور خدم و حشم (نوکر' خادم' خدمت گزار) کے بغیر عام مسلمانوں کی طرح رہتا تھا۔ لیکن رعب و داب کا یہ عالم تھا کہ سینکڑوں میل دور بیٹھے مصر' کوفہ' بصرہ اور دوسرے صوبوں کے گورنر ویسے ہی کانپتے رہتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں تھے اور گورنر' اہلکاروں کو اتنی دور بھی یہ لگتا تھا کہ گویا وہ انکے سروں پر بیٹھے ہیں اور وہ ایسے ہی خائف رہتے تھے جیسے دارالخلافہ مدینہ کے عوام و خواص اس کے احتساب سے خائف رہتے تھے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ پر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اسلام کی توسیع و اشاعت و مسلمانوں کی جہانبانی اور کشور کشائی کا راز اسی انتخاب میں مضمر تھا اور اسی انتخاب میں اسلامی حکومت کی وسعتیں پوشیدہ تھیں۔ یہ انتخاب سیاست عالم کا بے حد

Marfat.com

اہم واقعہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جب بھی لوگوں کو کوئی مسئلہ پیش آتا تو حضرت فاروق اعظم سے گزارش کرتے' ابن عمر فرماتے ہیں کیا قرآن پاک کی آیات اس طرح نازل نہیں ہوئیں جس طرح حضرت عمر نے کہا؟"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"جب عمر فاروق اسلام لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر خوش ہوئے ہیں۔" (24)

انہی سے روایت ہے:

"جب عمر فاروق اسلام لائے تو مشرکوں نے کہا آج یہ لوگ ہمارے برابر ہو گئے ہیں" اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یَاۤاَیُّهَاالنَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ: "اے غیب کی خبر دینے والے! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور تمہارے پیروکار' متبعین ایماندار"۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہم صحابہ کرام اس میں شک نہیں کرتے کہ وقار عمر فاروق کی زبان پر بولتا ہے" کئی محدثین نے یہ روایت بیان کی۔ (25)

حضرت آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' مجھے جبریل امین نے کہا:

"عمر کی وفات پر اسلام کو رونا چاہیے۔"

شب اسریٰ کے دولہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آسمان کا ہر فرشتہ عمر کی تعظیم کرتا ہے"

ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عمر جب سے اسلام لائے ہیں شیطان جب بھی ان کے سامنے آیا منہ کے بل گر پڑا"

Marfat.com

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"عمر بن خطاب اہل جنت کے سراج ہیں"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ فتنے کے لئے رکاوٹ ہے اور دست اقدس سے حضرت عمر کی طرف اشارہ فرمایا' تمہارے اور فتنے کے درمیان مضبوطی سے بند ہونے والا دروازہ رہے گا جب تک یہ تمہارے درمیان موجود رہیں گے۔" (یعنی جب تک عمر تمہارے درمیان ہیں' امت میں فتنے نہ آسکیں گے)

حضور فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کریمین کے متعلق فرمایا:

"قیامت کے روز منادی ندا (منادی کرنے والا اعلان کرے گا) کرے گا کہ اس امت کا کوئی فرد ابوبکر و عمر سے پہلے اپنا نامۂ اعمال نہ اٹھائے۔"

کائنات کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے چار وزیروں سے تقویت دی ہے دو آسمان والوں سے جبریل و میکائیل اور دو زمین والوں سے' ابوبکر و عمر"

حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ہر نبی کے ساتھیوں میں کچھ خواص ہوتے ہیں اور میرے اصحاب میں سے خواص ابوبکر و عمر ہیں"

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض منافقت ہے"

امام ترمذی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر (بالفرض) میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔" (26)

پیغمبر اول الخلق صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن' ابوبکر و عمر اس طرح اٹھائے جائیں گے" اور آپ نے انگشت

Marfat.com

شہادت، درمیانی انگلی اور چھنگلی سے اشارہ فرمایا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ابوبکر و عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

پیغمبر آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میری امت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں"

خلیفہ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ابوبکر و عمر کو میں نے مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالی نے انہیں مقدم کیا ہے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ ہیں۔

- جس کا اسلام لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے۔
- جس کے اسلام لانے پر آسمانوں پر بھی خوشی منائی گئی۔
- جو اسلام لاتے ہی اسلام کو پردے سے باہر لے آئے۔
- جس کے ساتھ اسلام لانے کی پاداش میں مشرکین مکہ نے، اکیلے سے رات بھر لڑائی مار کٹائی کی۔
- جس کے اسلام لانے سے مشرکین میں مایوسی پھیل گئی۔
- جس نے پہلی ہی نماز باجماعت خانہ کعبہ کے قریب حرم میں پڑھی۔
- جس کی گھنی بڑی بڑی مونچھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھیں اور جو آپ کی موجودگی میں انہیں تاؤ یا بل بھی دے لیتے تھے۔
- جس نے ہجرت برائے مدینہ اعلانیہ کی۔
- جس نے ہر غزوہ و مہم میں اہم رول ادا کیا۔
- جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا: "اشد علی الکفار"
- جو ہمہ وقت دشمن رسول و اسلام کی گردن مارنے کے لئے تیار رہتے تھے۔
- جس نے اپنی تلوار سے غزوہ احد میں اپنی سگے ماموں کا سر اتارا۔
- جو مشرکین کی نگاہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق کے بعد اہم تھے۔
- جس کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ام المومنین ہونے کا شرف

Marfat.com

حاصل ہوا۔

- جو عالم اسلام کے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے، دوسرے خلیفہ الرسول بنے۔
- جس نے عوام کو اچھا پہنایا اور خود نے پیوند لگے کپڑے پہنے۔
- جو راتوں کو جاگ کر، گھوم پھر کر عوام کی خبر گیری کرتا تھا۔
- جس کے نام کی غیر مسلم حکومتوں کے لئے دہشت ہی کافی تھی۔
- جس نے عوام کو اچھا کھلایا اور خود جو کی خشک روٹی پر گزارہ کیا۔
- جس کے ایک پیغام نے، خط نے، دریائے نیل کو ہمیشہ کیلئے اعتدالی دے دی۔
- جو مدینہ میں بیٹھے ہوئے سینکڑوں میل دور محاذ پر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت حفاظت دے رہے ہیں۔
- جس نے قیصرو کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلے ڈال دیئے۔
- جس نے عوام میں دنیا کے خزانے بانٹے اور خود خالی جیب رہے۔
- جس کے انصاف، فقر، تقویٰ، کا اس قدر رعب و دبدبہ تھا کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل دور بیٹھے گورنر، اہل کار ایک لمحہ کے لئے بھی بے لگام نہ ہو سکے۔
- جو خلیفہ کم اور سب کا خادم زیادہ تھا۔
- جس نے ہمیشہ حضرت عثمان، حضرت علی اور صحابہ کبار سے مشاورت کی۔
- جس کی خلافت قیامت تک کے لئے اعلیٰ ترین مثال ہے اور جس پر غیر مذہب، اسلام دشمن عناصر بھی کبھی انگلی نہ اٹھا سکے۔
- جس نے راتیں خوف خدا میں رو رو کر گزاریں۔
- جس نے آل رسول کا ہر ممکن، ہر وقت حد درجہ اکرام و احترام کیا۔
- جس نے آل رسول کا غلام ہونے کو سعادت جانا اور شکر گزار رب العالمین ہوا۔
- جس نے اپنی ذات سے زیادہ ہر ایک کا خیال رکھا اور
- جس نے ہر ایک سے زیادہ خیال آل رسول کا رکھا۔

Marfat.com

✪ جس کے خیالات ' رائے یا سوچ کے مطابق قرآن حکیم میں اللہ تبارک تعالی نے 17 سے زائد آیات کا نزول فرمایا۔

✪ جس کے بارے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔"

✪ جس کی وفات پر جبرئیل امین نے پیغمبر آخر و اعظم صلی اللہ علیہ و سلم سے فرمایا "عمر کی وفات پر اسلام کو رونا چاہیے"

آیئے اس قابل صد عزت و احترام' اس کرہ ارض پر امن' عدل' مساوات' اخوت' سکون و خوشحالی اور خادم قوم ہونے کے ناقابل حاصل' ناقابل یقین' ہر طرح سے مثالی معیار قائم کرنے والے' حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کے پیارے صحابی اور ممتاز خلیفۃ الرسول' شاہکار رسالت کا صدق دل سے عزت و احترام و اتباع کریں کہ ان کا اتباع' اتباع رسول کریم' رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ و سلم ہی ہے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمان نبی اول و آخر' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیق عثمان ہیں۔

☆ اے اللہ عثمان غنی سے راضی ہو کہ میں ان سے راضی ہوں۔

☆ اے اللہ عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

☆ عثمان غنی اتنے حیا والے ہیں کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

نام و نسب

عثمان نام' ابو عبداللہ اور ابو عمر کنیت' ذوالنورین لقب' والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ پانچویں پشت میں عبد مناف پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

اعلان نبوت کے وقت عمر

آپ کی عمر اعلان نبوت کے وقت اندازاً" چونتیس سال تھی یعنی کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال چھوٹے ہیں۔

طبیعت و عادت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے ان چند افراد میں سے تھے جو ظہور اسلام سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ ایک سلیم الفطرت' صالح' پرہیزگار' خوش خلق' منکسر المزاج' نرم خو' متین' باحیا' دیانتدار اور خوش معاملہ نوجوان کی حیثیت سے ممتاز اور نمایاں تھے۔ مکی معاشرہ میں رائج برائیوں سے اپنے دامن کو کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا۔ جاہلیت میں بھی شراب' زنا' جوا' قتل و غارتگری' جھوٹ' بددیانتی' بدعہدی' وغیرہ سے مجتنب رہے' بچے رہے۔ جوان ہوئے تو تجارت شروع کی جو زیادہ تر غلے کی تھی۔ اس سلسلے میں روم و ایران کے دور دراز علاقوں کے سفر کیئے' اپنی کاروباری سوجھ بوجھ'

Marfat.com

دیانت' امانت اور عمدہ اصول و اخلاق کی بنا پر تجارت میں بڑی ترقی کی اور قریش کے بڑے تاجر شمار ہوئے' لوگوں میں مقبول اور معزز ٹھہرے۔ مکہ کے روسا میں شمار ہوئے' فطری نیک طبیعت' تجارت پیشہ کی مشترکہ خصوصیات کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ آپ کے قبول اسلام میں اس دوستی کو بڑا دخل تھا۔

دعوت اسلام کا قبول کرنا

آپ کا دعوت اسلام کو قبول کرنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ دین کا نتیجہ ہے آپ دونوں کا قبل از اعلان نبوت ایک دوسرے سے کاروباری اور ایک جیسی عادت' نفاست طبیعت کے سبب ملنا جلنا تھا۔ آپ فطرتاً" شریف و مہذب آدمی تھے اور اچھی نفیس عادات و طبیعت کے لوگوں سے ہی زیادہ میل جول تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دین حق کے بارے میں بتلایا اور آپ اس سے بہت متاثر ہوئے' بہت پسند کیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

اللہ تبارک تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوئی کہ ابھی دونوں حضرات نے یہ ارادہ فرمایا ہی تھا کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حضرت عثمان کو دیکھ کر فرمایا ''عثمان خدا کی جنت قبول کر میں تیری اور تمام مخلوقات کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں'' اور یوں وہیں پر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور دست مبارک میں ہاتھ دے کر اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام کے وقت آپ کی عمر 34 سال تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عفان فوت ہو چکے تھے۔ آپ کا چچا حکم بن العاص خاندان کا سربراہ تھا۔ اس نے آپ کو درخت کے ساتھ رسیوں سے جکڑ کر' ڈنڈوں سے بری طرح پیٹا' سخت ایذا پہنچائی اور اسلام ترک کرنے پر زور دیا۔ لیکن آپ نے کہا کہ ''بے شک جان سے مار ڈالو لیکن اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ میں کسی صورت میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا''۔ تھک ہار کر چچا نے حضرت عثمان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ بنی امیہ میں سے آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام

Marfat.com

لائے۔ تمام کافر اعزہ و اقارب نے فوری بے رخی اختیار کرلی لیکن آپ نے ذرا پروانہ کی اور صبر و استقلال سے ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے۔ ساتھ ہی اپنا تجارتی کاروبار جاری رکھا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پختگی ایمان، اخلاص، استقامت، حسن اخلاق، تقویٰ، متانت، حیاداری اور وجیہ شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب و نسب اور دولت و ثروت میں بھی ممتاز تھے اور مکی معاشرے میں ایک بلند مقام رکھتے تھے لیکن اللہ اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کے ایمان و تقویٰ کی وقعت اور سب اوصاف سے زیادہ تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقد آپ سے کر دیا۔ حضرت عثمان کے لئے یہ عظیم شرف تھا۔ مکہ میں یہ جوڑا مثالی خیال کیا جاتا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صاحب زادے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جنہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزیز رکھتے تھے۔ ان ہی کے نام پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہوئی۔

ہجرت حبشہ

آپ کی یہ پہلی ہجرت ہے۔ بعثت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مہاجرین کا پہلا قافلہ اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر حبشہ جیسے دور دراز ملک کی طرف روانہ ہوا تاکہ اس پرامن فضا میں وہ جی بھر کر اپنے رب کریم کی عبادت کر سکیں اور اپنے عقیدہ کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کر سکیں۔ یہ قافلہ بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل تھا ان کے سالار قافلہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ جو رحمت اللعالمین کی لخت جگر تھیں، آپ کے ساتھ تھیں۔ سرکار دو عالم

Marfat.com

نے اسی جوڑے کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّهُمَا اَوَّلُ بَیْتٍ هَاجَرَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعْدَ ابرَاهِیم وَلُوط عَلَیْهِمَا السَّلَام

ترجمہ: "یعنی ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔"

دوسرے مہاجرین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوسلمہ بمع زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ۔ حضرت ابو حذیفہ بمع اپنی زوجہ محترمہ سہلہ بنت سہیل حضرت عامر بن ابی ربیعہ۔ بمع زوجہ محترمہ لیلی عدویہ۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

جنہوں نے اکیلے' بغیر اپنی اہلیہ کے ہجرت کی ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

عبدالرحمن بن عوف۔ زبیر بن عوام۔ مصعب بن عمیر۔ عثمان بن مظعون۔ سہیل بن بیضاء۔ ابو سبرہ بن ابی رہم۔ حاطب بن عمرو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

دوسری ہجرت حبشہ

دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان بمع اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بھی تھے۔ انہیں اس بات کا بہت افسوس تھا کہ وہ دوسری مرتبہ بھی ہجرت کر کے جا رہے ہیں اور برے حالات کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری ہو رہی ہے تو آپ نے ازراہ تاسف اس امر کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰه فهجرتنا الاولٰی وَهٰذِهِ الْاٰخِرَة اِلَیَا لنجَاشِی وَلَسْتَ مَعَنَا

"یارسول اللہ! ہماری پہلی اور یہ دوسری ہجرت نجاشی کی طرف ہے اور حضور ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔" (یعنی کہ ان حالات میں تو ہمیں آپ کے قریب رہنا فرض تھا' ضروری تھا لیکن بہت برے حالات کے سبب آپ سے دور جا رہے ہیں۔)

"حضور نے فرمایا (افسوس مت کرو) تمہاری یہ دونوں ہجرتیں اللہ تعالی کی طرف اور میری طرف ہیں۔

یہ سن کر حضرت عثمان نے عرض کی فَحَسْبُنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اگر ایسا ہے تو پھر

Marfat.com

ہم راضی ہیں، ہمیں اتنا ہی کافی ہے۔ (1)

5 ہجرت مدینہ

بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم عام ہوا، اجازت ملی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے متصل ایک قطعہ زمین برائے مکان آپ کو عنایت فرمایا۔ آپ کے مکان کی کھڑکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کھڑکی سے آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

مدینہ میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجارتی کاروبار مکہ کی طرح خوب چمک اٹھا۔ خود تو اپنا زیادہ وقت صحن نبوی میں گزارتے تھے لیکن اپنا مال تجارت دوسروں کو مضاربت پر دے دیا کرتے تھے۔ تجارت سے پیدا کردہ دولت کو آپ نے اسلام کی ترقی و اشاعت اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ مشوروں اور غزوات میں شامل رہے۔

البتہ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے کیونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت علیل تھیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ ہی میں چھوڑ گئے تھے۔ جب فتح بدر کی خوشخبری لے کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ مدینہ پہنچے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدریوں میں شمار کیا اور مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ گو وہ جسمانی طور پر کفر و اسلام کے اس معرکہ میں شریک نہ تھے لیکن ان کا دل بدر والوں کے ساتھ اٹکا ہوا تھا اور بقول اقبال۔

سمجھو ہمیں وہاں ہی دل ہو جہاں ہمارا

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزیمت ایمانی،

Marfat.com

حسن اخلاق اور دینی خدمات سے اس قدر خوش تھے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد اپنی دوسری صاحب زادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
5 عقد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا اور خانوادہ نبوت سے آپ کا پھر سے رشتہ قائم ہو گیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی جب ۹ھ میں وہ فوت ہوئیں تو جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کا نکاح عثمان سے کر دیتا"۔(2)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اور یہ عظیم شرف عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی دوسرے کے نصیب میں نہ تھا۔

غزوات، سفر، سرایا

غزوہ بدر کے بعد آپ تمام غزوات میں تن من دھن سے شریک رہے۔ آپ نے ہر غزوہ اور ہر مشکل مرحلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ صلح حدیبیہ یا بیعت رضوان کے وقت آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان ہتھیلی پر رکھ کر کفار قریش کی طرف سفیر بن کر گئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل پر سب ہی تاریخیں گواہ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر مکہ پہنچ کر، پیشکش کے باوجود عمرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ عمرہ ہو گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہو گا۔ (3)

رفاہی کام

مدینہ میں مسلمانوں کو پینے کے پانی کی سخت تکلیف تھی۔ بیئر رومہ نامی ایک کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا وہ مسلمانوں کے ہاتھ بھاری قیمت، پر پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر کوئی مسلمان اس کنوئیں کو یہودی

Marfat.com

سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں" حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کو منہ مانگی قیمت بیس ہزار درہم ادا کر کے کنواں خریدا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے اور باہر سے آکر مدینہ میں رہائش اختیار کرنے سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے تنگ ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کون ہے جو مسجد کا متصلہ قطعہ زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دے؟ اللہ اسے اس سے بہتر جگہ جنت میں عطا فرمائے گا" حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطلوبہ قطعہ زمین خرید کر مسجد کی توسیع کے لئے دے دیا۔

غزوہ تبوک یا جیش عسرہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ فائدہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے پہنچا۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے جنگی سروسامان کی فراہمی پر دل کھول کر اپنا مال خرچ کیا۔ خاص کر ھ میں غزوہ تبوک کے سلسلے میں "جیش العسرہ" کے تیس ہزار مجاہدین میں سے ایک تہائی کے لئے آپ ہی نے جنگی اسلحہ و سامان مہیا کیا۔ اسی موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا تمام مال و متاع لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا آدھا مال لے آئے تھے۔

لیکن اکیلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ پیش کیا وہ بہت سے دوسرے صحابہ کرام کے مجموعی ساز و سامان سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور ایک ہزار طلائی دینار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے تو جناب خاتم النبین، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے اقدس اطمینان و مسرت سے چمک اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ ہٰذَا الْیَوْم (آج کے بعد عثمان کا کوئی بھی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا)۔ (4)

Marfat.com

یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ اور رسول کی دائمی خوشنودی حاصل ہو گئی۔
غزوہ ذات الرّقاع (علاقہ نجد) کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا جو ایک بڑا اعزاز تھا۔

خدمت دین اسلام

قریش ان کا بڑا احترام کرتے تھے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صلح حدیبیہ کے موقعہ اپنا سفیر بنا کر قریش کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ کیا میں ایک ایسے شخص کی نشاندھی کروں جو قریش کی نگاہ میں مجھ سے زیادہ قابل لحاظ ہے؟ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان اور دیگر سرداران قریش سے بات چیت کے لئے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ہدایت ابوسفیان اور سرداران قریش سے ملے اور وہ پیغام پہنچا دیا جس کے لئے مامور تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن چکے تو مشرکین مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا' اگر آپ چاہیں تو بیت اللہ کا طواف کر لیں' انہوں نے جواب دیا' جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف نہ کر لیں' میں نہیں کروں گا۔ (5)

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ نے پکڑ کر رسی سے مضبوطی سے باندھ دیا اور کہا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو؟ اور جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے میں اس وقت تک تمہیں بالکل نہیں کھولوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ جب حکم نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دین پر بڑے پکے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔ (6)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ کے لئے جس نے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

Marfat.com

میں نے حضرت نضر بن انس کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابو حمزہ یعنی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کی حبشہ چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان دونوں کی خیر خبر آنے میں دیر ہو گئی۔ پھر قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تمہارے داماد کو دیکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا تم نے ان دونوں کو کس حال میں دیکھا؟ اس عورت نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک کمزور سے گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود اس کو پیچھے سے ہانک رہے۔ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی ہے۔(7)

صلح حدیبیہ کے وقت' بیعت الرضوان' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے' کا وقوع اس لئے ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش نے حضور کے سفیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ اس بیعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ بتا کر ان کی طرف سے بیعت قبول فرمائی تھی' اس نظارہ کو دیکھ کر بے اختیار ایک صحابی بول اٹھا تھا' عثمان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ' اس کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت عثمان نہایت فیاض تھے اور جہاد و غزوات میں سب صحابہ سے پیش پیش رہتے تھے۔ مدینہ میں بیر رومہ کا نصف بارہ ہزار میں' پھر باقی ہزار درہم میں لے کر مسلمانوں کے لئے آب شیریں کا چاہ وقف کیا تھا۔ غزوہ تبوک میں ایک ہزار شتر اور ستر گھوڑے مع سازوسامان دیے تھے۔ نقد چندہ اس کے علاوہ تھا۔ غزوہ خیبر میں وہ کیمپ افسر تھے۔ لشکر غطفان کو یہود سے علیحدہ رکھنے اور ان میں شامل نہ ہونے دینے کی ذمہ داری ان پر تھی۔

حضرت حسن رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں غزوہ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے ساڑھے نو سو اونٹنیاں اور پچاس گھوڑے دیئے تھے یا یہ کہا نو سو ستر اونٹنیاں اور تیس گھوڑے دیئے تھے۔(8) اور یہ پہلے گزر چکا کہ غزوہ تبوک میں حضرت عثمان نے ایک تہائی لشکر کو ان کی ضرورت کا سامان دیا تھا یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ ایک تہائی لشکر کی ضرورت کی ہر چیز انہوں نے مہیا کی تھی۔

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرابت داروں کا احترام

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دادا (جو کہ صحابی ہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھتے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راز کی باتیں لکھا کرتے تھے۔ جب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے اور وہاں حضرت عباس بیٹھ جاتے۔(9)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار منبر پر خطبہ دیتے وقت خود فرمایا کہ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے بعد غدیر خم (موجودہ نام رانغ) میں جو تقریر فرمائی تھی، اس کا ایک ایک لفظ یاد کرو اور اس کے ایک ایک حرف پر عمل کرو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ یا امیر المومنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا؟ انا تارک فیکم الثقلین اولبصما کتاب اللہ فیہ نور والھدی فخذوا کتاب اللہ واستمسکوابہ واہل بیتی اذکر اکم اللہ فی اہل بیتی اذکر کم اللہ فی اہل بیتی اذکر اللہفی اہل بیتی

"مسلمانو! میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ ان میں سے ایک تو خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے جس میں روشنیاں اور ہدائتیں ہیں۔ سو خدا کی کتاب کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو اور اس کے ایک ایک حکم پر عمل کرو۔ دوسری چیز

Marfat.com

میرے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں ان کے بارے میں تمہیں یاد دلاتا ہوں یعنی ان کے حقوق و مراعات کا ہر وقت خیال رکھا جائے۔"(10)

اس خطبے میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ یہ حدیث پڑھ کر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں صاحبزداوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ان سے بھی محبت رکھے اور ان کے درجات پہچانے۔(11)

آپ کی تحریر و کتابت کی مہارت کی بناء پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کتابت وحی پر مامور کیا تھا اور جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کو بلا کر لکھوایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شب کے وقت وحی نازل ہوئی' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسی وقت تعمیل ارشاد کی۔(12)

علم' عدل' انصاف

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اکابر مجتہدین میں داخل نہیں ہیں اور وہ شرعی اور مذہبی مسائل میں مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے اور دوسرے مجتہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح ان کے اجتہادات اور فیصلے بھی کتب آثار میں مذکور ہیں لوگ ان کے قول و عمل سے استناد کرتے تھے۔(13)

خصوصاً" حج کے ارکان اور مسائل کے علم میں ان کا پایہ بہت بلند تھا' اس علم میں ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ تھا۔(14)

شیخین کے عہد خلافت میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتاویٰ پوچھے جاتے۔

حضرت ابوالفرات رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا للہذا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے سرمایا زور سے

Marfat.com

مروڑ۔ دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے۔ اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔ (15)

حضرت نافع بن عبدالحارث کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو جمعہ کے دن دارلندوہ تشریف لے گئے (جہاں قریش مشورہ کیا کرتے تھے اور بعد میں یہ جگہ مسجد حرام میں شامل کر دی گئی) آپ کا ارادہ یہ تھا کہ یہاں سے مسجد حرام جانا نزدیک پڑے گا۔ آپ نے وہاں کمرے میں ایک کھونٹی پر اپنی چادر لٹکا دی۔ اس پر حرم کا ایک کبوتر آبیٹھا۔ آپ نے اسے اڑا دیا تو ایک سانپ اس کی طرف لپکا اور اسے مار ڈالا۔ جب آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو گئے تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے۔ آپ نے کہا آج مجھ سے ایک کام ہو گیا ہے تم دونوں اس کام کے بارے میں میرے متعلق فیصلہ کرو آج میں اس گھر میں داخل ہوا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ یہاں سے مسجد حرام جانا نزدیک پڑے گا۔ میں نے اپنی چادر اس کھونٹی پر لٹکا دی تو اس پر حرم کا ایک کبوتر آبیٹھا۔ مجھے ڈر ہوا کہ یہ بیٹ کر کے کہیں چادر کو خراب نہ کر دے۔ اس لئے میں نے اسے اڑا دیا۔ وہ اڑ کر اس دوسری کھونٹی پر آبیٹھا وہاں لپک کر ایک سانپ نے اسے پکڑ لیا اور اسے مار ڈالا اب میرے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ وہ پہلی کھونٹی پر محفوظ تھا وہاں سے میں نے اسے اڑا دیا وہ اڑ کر اس دوسری کھونٹی پر آگیا جہاں اسے موت آگئی۔ یعنی میں ہی اس کے قتل کا سبب بنا ہوں۔ یہ سن کر میں نے حضرت عثمان سے کہا آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ امیرالمومنین پر دو دانت والی سفید بکری دینے کا فیصلہ کر دیں؟ انہوں نے کہا میری بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح کی بکری دینے کا حکم دیا۔ (16)

سادگی، حیا، اخلاق

حضرت عبدالمالک بن شداد رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے جمعہ کے دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر دیکھا کہ ان پر عدن کی بنی ہوئی موٹی لنگی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم تھی اور گیروے رنگ کی ایک کوفی چادر تھی۔ حضرت حسن رحمت اللہ علیہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ

Marfat.com

کرتے ہیں تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دور خلافت میں ایک دن مسجد نبوی میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر کہہ رہے تھے یہ امیر المومنین ہیں' یہ امیر المومنین ہیں۔ (17)

حضرت شرحبیل بن مسلم رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو خلافت والا عمدہ کھانا کھلاتے اور خود گھر جا کر سرکہ اور تیل یعنی سادہ کھانا کھاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے تین آدمی ایسے ہیں جن کے چہرے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں اور جن میں حیا سب سے زیادہ ہے اگر یہ حضرات تم سے بات کریں تو کبھی غلط بات نہیں کہیں گے اور اگر تم ان سے کوئی بات کرو گے تو وہ تمہیں جھوٹا نہیں سمجھیں گے وہ حضرات یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ' حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (18)

ایک اور جگہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے تین آدمی ایسے ہیں جن کے چہرے سب سے زیادہ خوبصورت' جن کے اخلاق سب سے عمدہ اور جن میں حیا سب سے زیادہ ہے وہ حضرت ابوبکر ' حضرت عثمان اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (19)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن کا پڑھنا یا پڑھانا سب سے افضل ہے۔ (20) غالباً" اسی لیے ان کو قرآن شریف سے خاص لگاؤ تھا دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح وہ بھی قرآن مجید کے حافظ تھے اور چونکہ کاتب وحی رہ چکے تھے اس لیے ہر آیت کی شان نزول اور اس کے حقیقی مفہوم سے واقف تھے۔ کہتے ہیں کہ عہد نبوت میں انہوں نے بھی ایک مصحف جمع کیا تھا۔ آیات قرآنی سے استدلال' استنباط احکام اور تفریع مسائل میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ قرآن پاک کو نو

Marfat.com

مسلم قوموں کی تحریف سے بچانا ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ یہ واقعہ بھی ان کی فضیلت کا ایک باب ہے کہ ایسے وقت بھی جب وہ دشمنوں کے نرغہ میں تھے اور قاتل تلوار لئے ان کے سامنے تھے اس وقت آپ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی انہوں نے کہا ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میں ان کے سر کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ابو عبداللہ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کیسا پایا میں نے کہا بہت اچھا حضور نے فرمایا ان کا اکرام کرتی رہو کیونکہ وہ اخلاق میں میرے صحابہ میں سے میرے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔(21)

حضرت عبدالرحمن بن عثمان قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے پاس تشریف لے گئے وہ (اپنے خاوند) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر دھو رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بٹیا! ابو عبداللہ (یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو کیونکہ میرے صحابہ میں سے سب سے زیادہ ان کے اخلاق مجھ سے مشابہ ہیں۔(22)

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیش عسرہ کے موقع پر بے شمار خرچ کیا، اتنا کسی اور نے خرچ نہیں کیا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیش العسرہ کے موقع پر ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے۔

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں، فرماتے ہیں۔

"عثمان غنی کی شفاعت سے ایسے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، وہ افراد جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔"

"میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے بنو تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل

Marfat.com

ہوں گے۔" امام منادی فرماتے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان غنی ہیں۔
پیغمبر آخر و اعظم، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"عثمان غنی اتنے حیا والے ہیں کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"
"اے اللہ! عثمان غنی سے راضی ہو کہ میں ان سے راضی ہوں۔"
"ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیق عثمان ہیں۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ ہیں۔

- جس کا اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی شرفاء، متمول اور پڑھے لکھوں میں شمار ہوتا تھا۔
- جس نے اللہ کی راہ میں دو مرتبہ، دو بار ہجرت کی۔
- جس کا گھرانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ سلام کے بعد ہجرت کرنے والا پہلا گھرانہ ہے۔
- جس کے نصیب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آئیں۔
- جس کا لقب اسی وجہ سے ذوالنورین (دو نوروں والے) ہے۔
- جس کے بارے میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو اسے بھی میں عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔"
- جس نے بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔
- جس نے مسجد نبوی کے لئے قطعہ زمین خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔
- جس نے جیش عسرہ کے ایک تہائی مجاہدین یعنی کہ دس ہزار مجاہدین کو جنگی سازوسامان مہیا کیا۔
- جس کو دوبار سے زائد مواقع پر بشارت جنت ملی۔
- جس کو صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔
- جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف کعبہ کرنے سے معذرت کر دی۔

Marfat.com

- جس نے ہر اہم معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر صحابہ سے مشورہ کیا۔
- جو قرآن و سنت کا پیکر تھے' اعلیٰ نمونہ تھے۔
- جس کی شہادت قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئی۔
- جس کی حیا کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں۔

آیئے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صد عزت و احترام' خلوصِ دل سے اتباع کریں کہ ان کا اتباع بھی دراصل اتباع و اطاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمت العالمین، حبیب خدا، پیغمبر آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ علی دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔
☆ جس کا میں مولیٰ (دوست) ہوں علی بھی اس کے مولیٰ (دوست) ہیں۔
☆ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔
☆ میرے بہترین بھائی علی اور بہترین چچا حمزہ ہیں۔
☆ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

نام و نسب

علی نام، ابوالحسن اور ابوتراب کنیت حیدر لقب، والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ باپ نے نام زید رکھا اور والدہ نے حیدر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے علی نام رکھا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ علی نجیب الطرفین ہاشمی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے اور آپ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔

اعلان نبوت کے وقت عمر

آپ کی عمر اعلان کے وقت تقریباً" دس سال تھی اور آپ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں، آپ کے ہی زیر سایہ پرورش پا رہے تھے۔ یعنی کہ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تیس سال چھوٹے ہیں۔

طبیعت و عادات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چھ سال کے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے محافظ و مہربان و شفیق چچا سے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اپنے گھر لے آئے یعنی کہ حضرت علی کو اللہ تبارک تعالی نے اپنی رحمت خاص سے نبوت

Marfat.com

سے چار سال پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن رحمت میں دے دیا اور یوں ان کی تربیت و محبت میں پل کر جوان ہوئے۔ جب آپ چار سال اس مقدس و مبارک گھر اور گھرانے میں گزار چکے تو اللہ تبارک تعالیٰ نے سید الانبیاء کو نبوت کے لئے چن لیا' مبعوث کر دیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت علی کی طبیعت و عادات' بات چیت' انداز فکر ' ادب و آداب اور تعلیم دین و دنیا' میں ہر طرح سے اس مقدس گھر اور گھرانے کی یعنی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ الکبری کی گہری چھاپ ہو گی اس لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں جو نعمت و رحمت آئی وہ اس طرح سے کسی اور کو نہیں ملی۔

دعوت اسلام کا قبول کرنا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تقریباً" دس برس تھی جب آپ جناب' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنے آخری نبی کے طور پر مبعوث کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہی میں رہتے تھے ایک دن انہوں نے اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مصروف نماز پایا۔ قیام' رکوع' سجود اور تلاوت قرآن کا یہ انوکھا منظر نو عمر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حیرت و دلچسپی کا باعث ہوا۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ " آپ یہ کیا کر رہے تھے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " اے علی! اللہ نے مجھے اپنا نبی بنایا ہے اور صرف اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ بت پرستی اور شرک سے منع کیا ہے۔ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کر رہے تھے' تم بھی میری نبوت پر ایمان لاؤ اور ایک اللہ کی عبادت کرو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ " میں اس معاملے میں اپنے باپ سے مشورہ کر لوں۔"

ساری رات سوچ اور بے چینی میں گزری۔ دن چڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے عرض کیا۔
"اللہ نے مجھے باپ سے مشورہ کے بغیر پیدا کیا۔ پھر میں اس کی عبادت کے لئے اپنے باپ کی رائے کیوں لوں؟ آپ مجھے اپنا نیا دین سکھایئے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا قول ہے کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو مبعوث ہوئے اور میں منگل کو ایمان لایا۔"

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ دوسرے مسلمان تھے۔(یہاں یہ خیال بار بار آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر حضرت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائی ہوں گی تو آپ کے ساتھ آپ کی صاحبزادیاں بھی اسی دن ایمان لے آئی ہوں گی اور یہ ہونا تو ایک لازمی امر سا لگتا ہے)۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حضرت علی بچوں (لڑکوں) میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور ان چھ' سات خوش قسمت ترین میں سے ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔

مکی زندگی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 22- 23 سال کی عمر تک مکہ ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور رفاقت میں رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حصول معاش کے لئے کوئی خاص پیشہ اختیار نہیں کیا۔ پڑھنا' لکھنا سیکھا' مروجہ جنگی فنون میں مہارت حاصل کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین دینی' اخلاقی' روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی اور اپنی زندگی کے بقیہ اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و حمایت کے لئے وقف کر دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت و جلوت کی مجلسوں اور دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں میں ساتھ رہے۔ کاتب وحی بھی رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اور زیادہ سے زیادہ حصول علم و تربیت کے جو مواقع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میسر آئے وہ کسی دوسرے صحابی کو میسر نہ آئے۔

سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری کے مطابق کسی موقع پر جناب ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمسن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ پوچھا" یہ کیا دین ہے جس پر تو چل رہا ہے؟" علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ "میں نے محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کر لیا ہے۔ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ میں نے ان کے طریقے کے مطابق نماز پڑھی ہے"

ابو طالب نے کہا کہ "وہ تمہیں بھلائی کے سوا کسی چیز کی دعوت نہ دیں گے۔ تم ان کے ساتھ لگے رہو اور ان کی مدد کرو۔"

پھر جب حکم خداوندی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں بنی ہاشم کو ایک دن کھانے پر بلایا اور کھانے کے بعد اسلام کی دعوت دی تو کسی نے اس پر کان نہ دھرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنی دعوت کو دہرایا لیکن صرف نو عمر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اٹھے اور اکابر بنی ہاشم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بڑی بے خوفی اور جرات سے بھری مجلس میں فرمایا:

"اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں۔ میری آنکھیں دکھتی ہیں اور ٹانگیں پتلی اور کمزور ہیں۔ تاہم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست و بازو بنوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا کی۔

قارئین کرام اسے یونہی پڑھ کر یا سرسری نظر سے نہ گزاریں بلکہ اس وقت، ماحول، حالات و اجتماع کا تصور کریں جس میں تیس سے پچاس تک کی تعداد، افراد بنی ہاشم تو یقینی ہو گی۔ تصور کی آنکھ سے دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کو تین بار دہرایا۔ ہر بار جس نے سکوت کو توڑا اور اپنی کم عمری اور درمیانی صحت کے باوجود (اس وقت حضرت علی کی عمر چودہ اور پندرہ سال کے درمیان تھی۔) سر محفل، بر سر عام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ "میں آپکا دست و بازو بنوں گا اور میں آپ کا ساتھ دوں گا" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی جرات اور بہادری، عقیدت و خلوص و ہمت دکھائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی خوشی، اطاعت و محبت دی ہو گی ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور پھر اس واقعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ پہلے ہی رووف

Marfat.com

الرحیم ہیں، قاسم ہیں، نے حضرت علی پر کتنی توجہ، دعائیں، خاص تربیت و محبت دی ہو گی ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ (قارئین کرام اس کا سوچتے رہیے، اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہو گا اور مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔)

پھر شان رب العالمین دیکھئے کہ حضرت علی نے جو کہا وہ وقت نے صحیح ثابت کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنے اور ہر موقع و محل پر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جی بھر کے، خوب ساتھ دیا اور تاحیات ساتھ ساتھ ہی رہے اور خوب مکمل اطاعت و اتباع کیا۔

ہجرت

10 نبوی میں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو مشرکین مکہ کو روکنے والا کوئی نہ رہا۔ جب ان کی ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی تو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم رب العالمین آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک ایک دو دو کر کے مسلمان مدینہ جانے لگے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و امین تھے اس لئے آپ کے پاس مکہ کے لوگوں کی بہت سی امانتیں رکھیں تھیں۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ہجرت کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جائیں اور پھر لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آئیں۔

یہ رات بہت ہی بھیانک اور خوفناک تھی۔ اسی رات میں مشرکین مکہ کا، آپ کے گھر میں یا گھر سے نکلتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خطرے سے آگاہ تھے بہ نظر ظاہر اس رات بستر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بستر موت سے کم نہ تھا، لیکن انہوں نے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی اطاعت میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں دکھائی۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قریش کو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی عداوت نہیں ہے اس لیے انہیں کوئی نقصان نہ ہو گا' چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے اطمینان سے سو گئے۔ بستر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سونا کسی دوسرے صحابی کے حصے میں نہ آیا جو کہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

کفار قریش کا مسلح گروپ تلواریں' نیزے' خنجر سنبھالے دروازے کے باہر منتظر تھا کہ کب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تہجد کی نماز کعبہ میں ادا کرنے کے لئے گھر سے نکلیں اور سب مل کر حملہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دیں اور اپنے معاشرے کو اسلام کے اثرات سے بچالیں۔ لیکن اللہ کا منصوبہ تو تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب کرنے کا تھا اور اس کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوز ان کے رفقاء کو بھی۔ مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کیا' انکے بستر پر دلجمعی سے سونے والے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی بال بیکا نہ کر سکے۔ وہ ہتھیار بند ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ساری رات کھڑے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے' ان کے درمیان سے سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے گزر گئے۔

صبح کو وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر محو خواب پا کر بہت جھلائے اور سٹپٹائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کی لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کب کچھ بتا کر دینے والے تھے۔ جب دشمنوں نے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے نبی کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا "پہرہ تو ساری رات کھڑے' تلواریں لئے تم دے رہے تھے اور پوچھتے مجھ سے ہو' عجیب بات ہے" دشمنوں کا منصوبہ خاک میں مل گیا اور اللہ کا منصوبہ کامیاب رہا۔ اللہ ہی کے منصوبے کو کامیاب ہونا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دو روز میں اہل مکہ کی امانتیں ان کے سپرد کر کے مدینہ روانہ ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قبا ہی میں مقیم تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

غزوات' سرایا' سفر

Marfat.com

مدینہ پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس فعال و سرگرم زندگی کا آغاز ہوا جس نے انہیں اسد اللہ الغالب بنا دیا۔ اسلام کی اشاعت و استحکام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اقدامات کئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں بھرپور حصہ لیا۔

دوسرے اوقات میں معاش کے لئے محنت مزدوری بھی کرلیتے۔

مدینہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھر میں رہتے تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال ہی قریش مکہ سے آمیزش شروع ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت و شجاعت، دلیری و پامردی، جانبازی و فدا کاری کے جوہر ان غزوات میں کھلے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت تمام غزوات میں شرکت کی اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

غزوہ بدر، 2 ہجری میں قریش کے مانے ہوئے بہادروں اور سرداروں، عتبہ اور شیبہ کو مبارزت طلبی (مقابلہ کی لڑائی) میں قتل کیا اور اپنے زخمی ساتھی حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث کو اپنے کیمپ میں اٹھا لائے۔ جب عام جنگ شروع ہوئی تو دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور 22 مشرکوں کو قتل کیا، تہ تیغ کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

جنگ بدر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبوب ترین صاحب زادی، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کر دی اور فرمایا کہ "پیاری بیٹی! میں نے اپنے خاندان کے بہترین شخص سے تمہاری شادی کی ہے۔" شادی کے لئے ضروری سامان بہم پہنچانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے مدینہ کے بازار میں تشریف لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ چار سو درہم میں خرید لی۔ لیکن اس پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ کے طور پر لوٹا دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرہ اور درہم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

(1)

حق میں کلمات خیر کہے۔ اس رقم سے ضروری سامان خانہ داری اور ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ (1)

3 ہجری میں غزوہ احد پیش آیا ابتدا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے علم بردار اور مبارزت طلب طلحہ کو تہ تیغ کیا۔ جنگ کے دوران میں جب مسلمانوں کے علمبرار مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے علم سنبھالا اور بے جگری سے لڑے۔

جس وقت لڑائی کے دوسرے پہر میں' پانسہ بدل گیا تو آپ بھی دوسرے جری صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی طرح اس وقت مشرکوں کے اندر گھس کر میدان کارزار میں اپنے جوہر دکھارہے تھے اور جیسے ہی حالات نے پلٹا کھایا اور پتہ چلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے نرغہ میں ہیں تو آپ بھی دوسرے صحابہ کرام کی طرح فورا پلٹے اور مشرکین کے نرغہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے میں مدد دی اور کامیاب ہوئے۔

جنگ کے خاتمے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھویا اور خون بند کرنے کے لئے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں میں بھری۔ جنگ احد میں حضرت علی کو سولہ زخم آئے۔

5 ہجری میں غزوہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے بہادر ترین شخص عمرو بن عبدود کو قتل کیا جو اکیلا ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ وہ گھوڑا کودا کر خندق پار کر کے مبارزت طلب ہوا تھا۔ شیر خدا کی تلوار کے ایک ہی وار سے وہ جہنم میں اپنی آخری منزل کو پہنچ گیا۔ اور دشمنوں پر دہشت چھا گئی۔

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہوں نے معاہدہ کی عبارت تحریر کی۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مقدس کے ساتھ' رسول اللہ' کے الفاظ پر اعتراض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ الفاظ مٹانے کا کہا' مگر جاں نثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

کہا خدا کی قسم! مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔

محرم 7 ہجری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں نے پانچ قلعے فتح کر لئے لیکن چھٹا قلع قموص، فتح ہونے میں نہ آتا تھا۔ فتح میں غیر معمولی تاخیر ہوتی دیکھ کر ایک شام جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا اور جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔"

یہ ایک بہت اہم اعلان تھا اور سارے لشکر میں پھیل گیا۔ قلعہ قموص کی فتح اور پورے علاقہ خیبر کی مسلمانوں کے تسلط میں آجانے کی نوید اور فاتح کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور محبت کا ابدی سرٹیفکیٹ، قدرتی طور پر ہر صحابی رسول یہ چاہتا تھا کہ یہ اعزاز اس کے حصے میں آئے۔ اکثر نے ساری رات بے قراری اور اشتیاق کے عالم میں دعائیں مانگتے گزاری۔

فیصلہ کن صبح نمودار ہوئی تو دانائے سبل، فخر رسل، مولائے کل، صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوجوان کو طلب فرمایا۔ نام سن کر صحابہ متعجب رہ گئے۔ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو سخت آشوب چشم میں مبتلا ہیں اور اپنے خیمے میں پڑے ہیں۔ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "انہیں لے کر آؤ ارشاد نبوی کی تعمیل کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ حیرت انگیز طور پر نوجوان کی آنکھوں کی تکلیف جاتی رہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں لشکر اسلام کا علم عطا کیا اور فرمایا کہ جاؤ اللہ حافظ و ناصر ہو۔ پہلے قموص کے یہودیوں کو نرمی سے اسلام پیش کرو۔ اگر ایک شخص بھی تمہاری تبلیغ سے اسلام لے آئے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

نوجوان موصوف لشکر اسلام کا جھنڈا اٹھا کر آگے بڑھے۔ لشکر انکے پیچھے پیچھے تھا۔ قلعہ کے سامنے پہنچ کر انہوں نے باواز بلند یہود کو پکار کر کہا کہ " فتنہ و فساد سے باز آجاؤ۔ اسلام قبول کر لو یا امن و صلح سے رہنے کا معاہدہ کر لو۔" لیکن یہودیوں نے یہ

Marfat.com

پیشکش بڑی حقارت سے ٹھکرا دی اور قلعہ کا سردار مرحب جو اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا' لوہے میں غرق بڑے غرور و تمکنت سے رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا نکلا اور مبارزت طلبی کی۔ نوجوان نے بھی رجزیہ اشعار پڑھے اور مرحب کو پہلے وار کرنے کا موقع دیا۔ اس نے پوری طاقت اور مہارت سے تلوار کا وار کیا لیکن نوجوان نے بڑی مہارت سے وار بچایا اور پھر دشمن پر اس زور و قوت سے وار کیا کہ تلوار خود اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر گئی اور ضرب کی آواز لشکر تک پہنچی۔ یہودی شہسوار اور تیغ زن ایک ہی وار میں ڈھیر ہو گیا۔(2) (اور یہ وار حضرت علی' شیر خدا کرم اللہ وجہ کی تلوار کا وار تھا جس نے "آناً" فاناً" پلک جھپکتے دشمن خدا کو ڈھیر کر دیا۔)

8 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن اسلامی لشکر کا ایک علم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تمام بت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے توڑ کر گرا دیے۔ ایک بت بہت اونچائی پر نصب تھا۔ وہاں تک ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہو کر اس بت کو توڑ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بار نبوت کو نہیں اٹھا سکو گے۔ پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ انہوں نے وہ آخری بت بھی توڑ دیا اور کعبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بتوں کی نجاست سے پاک ہو گیا۔

واقعہ تبوک

رجب 9 ہجری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار جاں نثار صحابہ کا لشکر لے کر قیصر روم' ہرقل کے مقابلہ اور جنگ موتہ کا بدلہ چکانے کے لئے تبوک روانہ ہوئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نائب کے طور پر مدینہ میں چھوڑا۔ لیکن جب منافقین نے ان پر طرح طرح کے طعنے کسنے شروع کئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہو گئے اور جرف

Marfat.com

کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا کہ "یارسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " اے علی! کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم میرے لئے اسی طرح ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہو گئے اور مدینہ لوٹ آئے۔ رومی سامنے نہ آئے اور یوں تبوک میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ جہاد کی نیت سے تبوک کا سفر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری سفر تھا۔ بدر سے لے کر حنین تک تمام غزوات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل رہے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے نائب کے طور پر بطور خاص مدینہ میں چھوڑ گئے۔

حج اور اعلان برات

ذی قعدہ 9 ہجری میں جناب رسالت ماب نے تین سو مسلمانوں کا قافلہ حج بیت اللہ کی لئے مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج مقرر کیا۔ ان کی روانگی کے بعد سورہ توبہ کی ابتدائی چالیس آیت نازل ہوئیں۔ ان میں شامل احکام کی اہمیت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر جب سارے عرب کے نمائندہ جمع ہوں' تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ احکام پڑھ کر سنائیں۔ اور اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور جن مشرک قبائل کے ساتھ مسلمانوں سے معاہدے ہیں وہ چار ماہ کے بعد ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی' قربانی کے دن خطبہ میں حج مسائل بیان کئے اور اپنی امارت میں مناسک حج ادا کرائے جب کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ توبہ کی پہلی چالیس آیات پڑھ کر سنائیں۔

حجتہ الوداع میں شرکت

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہ ابھی یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قربانی کے سو اونٹ ساتھ لے کر یمن سے سیدھے مکہ پہنچ گئے۔ ان اونٹوں میں سے تریسٹھ اونٹ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے ذبح کئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

میں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمایاں رول ادا کیا۔ 12 ربیع الاول 11 ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ و اقارب نے تجہیز و تکفین کی خدمت انجام دی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب' حضرت فضل بن عباس' اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد سے حضرت علی کرم اللہ وجہ نے غسل دیا اور انہی کی مدد سے قبر میں اتارا۔ یہ آخری خدمت خاص بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے حصے میں آئی۔

آپ نے اپنے پیش رو خلفائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت میں اہم مشورے دیئے ہیں۔ آپ دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہمیشہ ہی' ہر دور خلافت میں مجلس شوریٰ کے ممتاز' اہم اور فعال رکن رہے ہیں۔ اور آپ نے ہر دور میں خلیفۃ الرسول کی مدد و معاونت کی ہے۔ حالات کے سبب آپ نے اپنے دور خلافت میں کوفہ کو دارالخلافہ بنایا' آپ نے وہیں شہادت پائی اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی وہیں ہے۔

جب کبھی کسی اللہ والے کا وقت قریب آجاتا ہے اور اللہ تبارک تعالی اسے وصیت یا نصیحت کرنے کا موقع دیتا ہے تو وہ وہی بات کرتا ہے جو بیش قیمت ہو اہم ہو یا بہت ضروری ہو۔ اور دین کے بارے میں وہ' جو اسے خود اچھا لگا ہو' خود کر کے اس سے طمانیت' سکون قلب اور روحانی خوشی حاصل کی ہو یعنی کہ جس کے کرنے سے اللہ تبارک تعالی اور اس کا رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں اور مکمل دین دنیا کی بھلائی ہو۔

Marfat.com

میں نے سمجھانے کی خاطر یہ تو ایک عام آدمی کی مثال دے دی ہے۔ یہاں تو معاملہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جن کا مقام و شان اللہ تبارک تعالیٰ اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے' پہچانتے ہیں۔ آپ نے ہر عمر' ہر حال' ہر جگہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت' اطاعت و اتباع کیا ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں ہر قدم قرآن و سنت کے مطابق اٹھایا ہے۔

نماز' روزہ' حج' زکواۃ' اختیاری فقر و فاقہ' دوسروں کی مدد' امداد وغیرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ و معیار کے مطابق اپنایا ہے۔ نماز کا یہ معیار کہ کبھی قضا نہ کی اور وہ جو ایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں قضا ہو گئی' تو رب العالمین نے اپنے محبوب کی خاطر سورج کو پلٹا دیا۔ نماز میں خشوع و خضوع' سرور و انہماک کا یہ عالم کہ جسم میں پیوست نیزے کی انی اس وقت نکالی جائے' جب آپ نماز ادا کر رہے ہوں کہ انی کے نکلنے کا پتہ بھی نہ چلے' درد و تکلیف محسوس نہ ہو۔ہم بھی اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ تو ہمیں آپ کی محبت کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی حاصل ہو گی۔ ہمیں آپ سے کوئی ایسی بات منسوب نہیں کرنی چاہیے جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو کیونکہ آپ نے قرآن و سنت سے ہٹ کر کبھی کوئی بات نہیں کی ہے۔ دیکھئے آپ نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کتنی جامع' قرآن و سنت سے بھرپور و مکمل وصیت' نصیحت کی ہے اور بانیان دین کی یہ نصیحت اسی طرح ہمارے لئے بھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری نصائح

آپ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا:۔

"میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم دونوں دنیا کو ہرگز تلاش نہ کرنا' خواہ دنیا تم سے بغاوت کیوں نہ کرے اور جو شے تم سے ہٹا دی جائے اس پر رونا نہیں۔ ہمیشہ حق بات کہنا' یتیموں پر رحم کرنا' پریشان حال کی مدد کرنا' آخرت

Marfat.com

کی تیاری میں مصروف رہنا' ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے حامی رہنا اور کتاب اللہ کے احکام پر عمل کرنا' اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا۔"

پھر خاص طور پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر انہیں نصیحت فرمائی:۔

"اے میرے بیٹے! تو اللہ سے ڈرتے رہنا' نماز وقت پر ادا کرنا' زکواۃ کو اس کے مصرف میں خرچ کرنا' اور وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی اور زکواۃ روکنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ہر وقت گناہوں کی مغفرت طلب کرنا' غصہ پینا' صلہ رحمی کرنا' جاہلوں سے بردباری سے کام لینا' قرآن کو لازم پکڑے رہنا' پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور بچنا"(3)

اس کے بعد آپ نے اپنے تیسرے بیٹے محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ تم بھی انہی نصیحتوں پر عمل کرنا۔ نیز اپنے بڑے بھائیوں کی توقیر اور احترام کرنا اور جو کچھ وہ کہیں اس پر بلا تاخیر عمل کرنا۔

آخری وصیت

جب آخری وقت بالکل قریب آگیا تو آپ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل اور مفصل وصیت فرمائی جس کے چیدہ چیدہ حصے درج ذیل ہیں۔ وصیت اس قابل ہے کہ دنیا کے موجودہ مسلمان اسے مشعل راہ بنائیں' اسے اپنائیں اور مستفید ہوں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" علی بن ابی طالب وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ نے ہدائت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ یقیناً" میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں تابع فرمان لوگوں میں سے ہوں۔

Marfat.com

اے حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! میں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور اس بات کی کہ تم صرف اسلام کی حالت میں جان دینا۔ تم سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لو اور باہمی متفرق(ایک دوسرے کے جدا و مخالف) نہ ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ باہم ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور اصلاح کرنا' نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ تم اپنے تمام رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔ اس سے اللہ تم پر حساب نرم فرمائے گا۔ یتیموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا' نہ تو انہیں اتنا موقع دینا کہ وہ اپنی زبان سے تم سے مدد طلب کریں' نہ تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اور اللہ سے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں ڈرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے' حتیٰ کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا' کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسیوں کو وارث بھی نہ بنا دیں۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کہیں قرآن پر عمل کرنے میں تمہارے اغیار تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ تم اپنے پروردگار کے گھر (مسجد) کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور کسی وقت بھی جب تک تم زندہ رہو' اسے خالی نہ چھوڑو۔ جہاد کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو زکواۃ کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو کیونکہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے۔ ذمیوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ دین کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرنا۔ نیک بات کہو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو ورنہ اللہ تم پر برے لوگوں کو حکام بنا دے گا۔ پھر تم دعا کرو گے اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ صلہ رحمی کرو اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ جہاد میں پیٹھ پھیرنے' قطع رحمی اور تفرقہ بازی سے بچو۔ نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ نافرمانی اور سرکشی میں کسی کی اعانت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔" (4)

Marfat.com

اخوت، دنیا و آخرت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ہر دو آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور ایک کو دوسرے کا بھائی قرار دیا تو حضرت علی المرتضیٰ روتے ہوئے بارگاہ رسالت ماب میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو عرض کیا حضور آپ نے سب میں بھائی چارہ قائم فرمایا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم انت اخی فِی الدنیا وَالاٰخرۃ۔

ترجمہ: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ تب حضرت علی المرتضیٰ کو تسکین ہوئی۔

لیکن اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المرتضیٰ نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہہ کر نہیں پکارا، حالانکہ رشتہ داری میں چچا زاد بھائی تو پہلے ہی تھے۔ الحمد اللہ ادب کی انتہا ہے کہ سوائے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کبھی بھی کسی چچا، تایا، پھوپھی بڑے بہن بھائیوں نے بھی جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی ہے تو ہر ایک نے یا رسول اللہ، اے اللہ کے نبی ہی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

اسی طرح کی حدیث مبارک عذیر خم، موجودہ نام رانغ جو آبادی یا گاؤں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا، میں بھی بیان کی گئی، جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رذر عذیر خم میں قیام فرمایا۔ اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور

اخذ بید عَلیّ فَقَالَ اَلستم تعلمون انی اَولی بِالمومنین من اَنفسھم قالوا بَلیٰ قَالَ اَلستم تعلمون انی اولی بکلّ مومن من نَفسہ قالُوا بَلیٰ فَقَالَ اللّٰھُمّ مَن کُنت مَولاہ فَعَلِیٌّ مَولاہ اَللّٰھُمّ وَالِ من والاہ وعادِ من عاداہ ○

Marfat.com

ترجمہ: یعنی سیدنا علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں! آپ نے پھر فرمایا کہ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوں۔ سب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سن لو جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی المرتضیٰ کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو ان کے ساتھ عداوت رکھے۔" (5)

اس حدیث میں آگے آتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آج کے بعد آپ ہر مومن مرد و مومنہ عورت کے محبوب ہو گئے ہیں۔

اور اس سے متعلق حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

وہ مومن نہیں جس کے علی مولیٰ نہیں یہ فیصلہ بارگاہ فاروقی کا ہے۔ خلافت فاروقی میں دو دیہاتی لڑتے جھگڑتے آپ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ' یہ کیا فیصلہ کریں گے۔ ان الفاظ کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروق نے اس شخص کو گریبان سے پکڑ لیا' کھینچا اور فرمایا:

تجھے معلوم نہیں کہ یہ علی ہیں تیرے اور ہر مومن کے مولیٰ اور جس کے یہ مولیٰ نہیں وہ مومن نہیں ہے۔ (6)

سورہ سجدہ میں آیت 18 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل فرمائی گئی ہے۔

شان نزول یہ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا۔ دوران گفتگو میں کہنے لگا خاموش ہو جاؤ تم آگے ہو میں بوڑھا' میں بہت زبان دراز ہوں' میری نوک سناں تم سے زیادہ تیز ہے' میں تم سے

Marfat.com

زیادہ بہادر ہوں' میں بڑا جھتے دار ہوں۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا چپ' تو فاسق ہے۔ مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لئے ان میں سے کوئی قابل مدح نہیں۔ انسان کا فضل و کرم (بڑا پن' فضیلت) ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا کا رذیل ہے کافر مومن کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت علی المرتضیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پائی جاتی ہے۔ کہ یہود نے ان سے بغض کیا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو وہ مقام دیا جو آپ کا نہیں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا لوگو! آگاہ رہو کہ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے تجاوز کرنے والا محب' جو مجھے کمال میں اس قدر بڑھائے گا کہ وہ مجھ میں موجود نہیں ہے۔ دوسرا بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی اس قدر بھڑکائے' غصہ دلائے گی کہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا' آگاہ رہو کہ میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی ہوئی بلکہ میں حتی المقدور اللہ کی کتاب قرآن اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ پس اطاعت الٰہی کا جو حکم میں تمہیں دوں (اور میرے احکام تمام امور میں خالصتاً" قرآن و سنت کے مطابق ہوں گے اس لئے) تم پر میری اطاعت واجب ہے۔ (7)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے' انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر' اور چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتادوں۔ (8)

اس روایت کو امام سیوطی نے "جامع کبیر" میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

خیر ھذہ الامہ بعد نبیھا ابوبکر و عمر

Marfat.com

ترجمہ:اس امت میں نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر اور عمر ہیں۔

یہ باتیں ہماری سمجھ میں آنے کے لئے نہیں ہیں ان پر یقین بالغیب ہونا چاہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ چاہے تو وہ لوگوں کے سینوں سے بغض' حسد' عداوت' عناد خود پرستی یعنی انا "میں" اس طرح باہر نکال پھینکتا ہے جسے ڈاکٹر سرنج کے ذریعے شیشی میں سے مکمل دوائی نکال لیتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں کو بھی ان بری خصلتوں سے پاک کر دیا تھا۔ سورہ حجر آیت 47 اسی بارے میں ارشاد حاکم الحاکمین ہے۔

ترجمہ: "اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب نکال باہر کیے۔ یہ سب آپس میں بھائی ہیں اور اگلے جہاں میں بھی تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے"

اس کی تشریح و تفسیر یہ ہے کہ ہم نے دنیا میں اور آخرت میں ان مقدس' پاکباز ہستیوں کو' نفوس کو حسد و عناد و عداوت وغیرہ جیسی مذموم خصلتوں سے پاک کر دیا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں میں سے ہیں۔ یعنی ہمارے سینوں سے عناد و عداوت اور بغض و حسد نکال دیا گیا ہے ہم تمام صحابہ آپس میں خالص محبت رکھنے والے ہیں۔

روایت صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لئے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ کو حضرت ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا پیغام دیا' حضرت علی نے ان کی کم سنی کا عذر پیش کیا اور یہ کہ میں ان کا نکاح اپنے بھائی حضرت جعفر کے صاجزادے سے کرنا چاہتا ہوں' حضرت فاروق اعظم نے اصرار کیا' پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

"اے لوگو! میں نے حضرت علی سے ان کی صاجزادی کے بارے میں اس لئے اصرار کیا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے تعلق' نسب اور رشتہ ازدواج کے علاوہ ہر تعلق' نسب اور رشتہ ازدواج منقطع ہو جائے گا۔"

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا' جب وہ واپس گھر آئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ انہوں نے تمہیں کیا کہا؟ تو انہوں نے تمام صورت حال بیان کی اور ان کا پیغام بتایا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نکاح حضرت فاروق اعظم سے کر دیا' ان سے حضرت زید پیدا ہوئے جو جوان ہو کر فوت ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مومن و منافق کی پہچان

حضرت زر بن خبیش راوی ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور مرجان (موتی) کو پیدا کیا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق

ترجمہ: مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق صرف بغض رکھے گا۔

معلوم ہوا کہ حب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ علامت ایمان اور بغض علی المرتضیٰ منافق کی علامت ہے۔

اجازت در مسجد بحالت جنابت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لا یحل لا حد یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک

ترجمہ: یعنی اے علی میرے اور تیرے سوا کسی شخص کو اس مسجد میں جنابت کی حالت میں آنے کی اجازت نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ خصوصیت کہ بحالت جنابت مسجد نبوی میں آجا سکیں صرف نبی کے لئے ہے اور پھر نبی کے واسطے سے حضرت علی کے لئے ہے۔

دیکھیں یہ سہولت رب العالمین نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپ ہی کے واسطہ سے یہ رعایت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ملی۔ ساری کائنات میں

Marfat.com

سے تمام مسلمانوں میں سے یہ سہولت صرف اور صرف انہی کے لئے تھی۔

6 قرآن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

قال مانزلت ایه الا وقد علمه فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلب اوعقلا ولسانا ناطقا

ترجمہ: یعنی فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول اور کہاں نازل ہوئی اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے قلب اور عقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔ (9)

حضرت ابن سعد ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سلونی عن کتاب الله فانه لیس من آیه الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنهار ام فی سهل ام فی جبل ○

ترجمہ: جس کسی نے قرآن سے متعلق پوچھنا ہو تو وہ مجھ سے پوچھ لے' کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو' کہ یہ دن میں نازل ہوئی ہے یا رات میں' میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔ (10)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے پوری شب بسم اللہ کے صرف حرف باء (ب) کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے گزار دی یہاں تک کہ صبح ہو گئی آپ نے فرمایا اگر اور رات ہوتی (یعنی رات کے مزید کچھ حصہ باقی ہوتا) تو مزید بیان کرتا واللہ یہ جو کچھ ایک رات میں بسم اللہ کی صرف (ب) سے متعلق بیان کیا گیا ہے یہ تو سمندر سے ایک قطرہ بیان نہیں ہوا' حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں اگر میں سورت فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لادے جائیں تب بھی سورت فاتحہ کی تفسیر ختم نہ ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان القرآن انزل علی سبعه احرف مافیها حرف الا وله ظهر وبطن وان

Marfat.com

علیا عندہ من الظاہر والباطن

ترجمہ: یعنی قرآن سات قراتوں میں نازل ہوا ہے اور ہر حرف جو ہے اس کے ایک ظاہری اور دوسرے باطنی معنے ہیں اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم سیدنا علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہ) کو ہے۔ (11)

6

علم کا بحر بے کنار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینۃ العلم اور سیدنا مولی علی باب مدینۃ العلم ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

ترجمہ: یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں۔ (12)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ

علمتنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الف باب یفتح کل باب الف باب

ترجمہ: یعنی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار باب دیئے جب کہ ان میں سے ایک باب سے آگے علم کے ہزار باب کھلتے ہیں۔ (13)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علی المرتضیٰ باب مدینۃ العلم کا یہ حال تھا کہ

کان ممتلی جوفہ حکم او علما و باسا و نجدہ مع قرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: یعنی ان کی ذات علم و حکمت قوت و شجاعت کا عظیم خزانہ تھا اور یہ قرابت رسول کا صدقہ تھا۔" (14)

حضرت سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے خطبہ میں بیٹھا تھا اور میں نے ان کو دیکھتے ہوئے اپنے کانوں سے

Marfat.com

ان کا یہ ارشاد سنا۔

سلونی فواللہ لا لتساء لونی عن شئی یکون الی یوم القیمہ الا حدثتکم به"

ترجمہ: یعنی تم قیامت تک ہونے والی کسی بھی چیز کے بارے میں سوال کرو گے تو میں تم کو بتادوں گا۔ (15)

حضرت مسلم بن عوسجہ بن اوس و جاریہ بن قدامہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسئال من شئی ون العرش الا خبرت عنه

ترجمہ: یعنی مجھ سے پوچھ لو(جو کچھ بھی پوچھنا چاہو) قبل اس کے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ کیونکہ عرش الٰہی کے نیچے کسی بھی چیز کے بارے میں تم سوال کرو گے تو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ (16)

آپ نے مندرجہ بالا احادیث مبارکہ بھی پڑھ لی ہیں اب مندرجہ ذیل کو بھی بغور پڑھیں۔ انکے پڑھنے کے بعد آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوچئے کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اللہ تبارک تعالیٰ نے کتنا زیادہ اور وسیع علم عطا فرمایا تھا۔ ان احادیث مبارکہ کو پھر پڑھیں آپ کو معلوم ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنے صحابہ کرام کو فرمایا پہلے اور بعد کے واقعات وغیرہ کے بارے میں فرمایا وہی 'تقریباً' بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے اور قرآن حکیم و حکمت کے بارے میں خاص طور پر فرمایا ہے کہ مجھ سے پوچھو جو کچھ بھی پوچھنا ہے میں ہر سوال کا تسلی بخش جواب دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے دوبارہ عرض ہے کہ آپ کا "علم کا بحر بے کنار" ہونا وغیرہ یہ سب کچھ اپنے حبیب خاص (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے' مالک کائنات کی عطائے خصوصی تھی۔ قرآن حکیم میں بار بار آیا ہے "اور اللہ تو ہر کچھ کرنے پر قادر ہے۔"

علامہ سیوطی' عالم برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشغال' میں یوں

Marfat.com

تحریر فرماتے ہیں:

النظر فی اعمال امته والا ستغفار لهم من السیات والدعاء بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البرکته فیها وحضور جنازة من مات من صالح امته فان هذه الامور من جعله اشغاله فی البرزخ کما وردت بذلک الاحادیث والاثار۔

ترجمہ: اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور ان سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا۔ بے شک یہ امور برزخ میں حضور کے اشغال میں سے ہیں۔ جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔ (آیا ہے)

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان وما یکون عطا فرمایا۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ اس میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے والا ہے سب بیان فرما دیا۔ اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کا میرے یاروں کو بھی علم ہے جو کچھ آپ نے خبر دی اس میں ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا ہوں۔ جب اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کر لیتا ہوں جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتا ہے۔ جب کہ وہ غائب ہو جاتا ہے۔ پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو اسے (بہ تفصیل و تشخیص) پہچان لیتا ہے۔(17)

ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔ ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے' وہ زیادہ عالم ہے۔

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ

Marfat.com

نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دئے گئے۔(18)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہاری گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔(19)

حضرت عبدالرحمن بن عایش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو زیادہ دانا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دو شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝

ترجمہ:اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی تاکہ اس کو یقین آوے۔

امام احمد و طبرانی نے' بر روایت ابو ذر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔ اس حال میں کہ آسمان میں پرندہ جو اپنا بازو ہلاتا ہے اس کے متعلق بھی اپنے علم کا آپ نے ہم سے ذکر فرما دیا۔(20)

طبرانی میں بر روایت ابن عمر مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل رات اس حجرہ کے پاس میری امت اول سے آخر تک مجھ پر پیش کی گئی۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ پیش گئے آپ پر وہ جو پیدا ہو چکے ہیں۔ کیونکہ وہ موجود ہیں مگر وہ کیونکر پیش کیے گئے جو پیدا نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرے لئے آب و گل میں ان کی صورتیں بنائی گئیں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر ایک کو اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں جتنا کہ تم اپنے ساتھی کو پہچانتے ہو۔ (21)

مسند فردوس میں ہے کہ میرے لئے آب و گل میں میری امت کی شکل بنائی گئی اور مجھے تمام اسماء کا علم حضرت آدم کی طرح دیا گیا۔ (22)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے تو انس و جن و ملک میں سے کس کو یارا ہے کہ اس کا احاطہ کر سکے۔ لہٰذا یہاں جو کچھ بیان ہوتا ہے اسے سمندروں میں سے ایک قطرہ تصور کرنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت العالمین، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حسب استطاعت، حسب توفیق بہت کچھ ملا ہے۔ صحابہ کرام میں ایک سے بڑھ کر ایک ہے کوئی کس میدان میں اور کوئی کسی اور خوبی میں۔ مندرجہ ذیل میں آپ صحابہ کرام کا اتباع، اطاعت، پیار، اور نبی آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر لفظ پر یقین صادق دیکھیں گے۔ ایسے صحابہ کرام کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی آخر و اعظم کی معرفت، وسیلہ سے کیا کیا نہ دے دیا ہو گا۔ یہاں بھی دیکھئے! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے وثوق سے فرمایا ہے "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر، خلاف ہو ہی نہیں سکتی"۔ مندرجہ ذیل سورہ ممتحنہ آیت 1 (ایک) کی شان نزول ہے۔

بنی ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جب کہ آپ فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے۔ حضور نے اس سے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے، اس نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیوں آئی۔ اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر، بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی، کپڑے بنائے سامان دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملے انہوں نے اس کو دس دینار دیئے، ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں، تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو۔ سارہ یہ خط

Marfat.com

لے کر روانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی۔ حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی' اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو۔ اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو۔ یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس سے خط مانگا' وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی۔ صحابہ نے واپسی کا قصد کیا' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقسم فرمایا کہ "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر خلاف ہو ہی نہیں سکتی" اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا "یا خط نکال یا گردن رکھ"۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے حاطب اس کا کیا باعث ہے؟

انہوں نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جب سے اسلام لایا' کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیازمندی میسر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی۔ اور جب سے اہل مکہ کہ چھوڑا کبھی ان کی محبت نہ آئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا۔ میرے سوائے اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں۔ اور یہ میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرمایا ان کی تصدیق کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس (اللہ) نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے اللہ تبارک تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ اسی بارے میں نازل فرمائی۔

حدیث مبارک ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں مکمل حسب ذیل ہے۔

اَنا مَدِینہ العلمِ وَ اَبُوبکر اَساسُھا وَعُمرُ حِیطانھا وَعُثمانُ سَقفُھا وَ عَلیّ بَابُھا لاَ تَقُولُوا فِیھِم اِلاّ خَیراً"

ترجمہ:۔ "میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر اس کی بنیاد ہیں، عمر اُسکی دیوار ہیں، عثمان اس کی چھت ہے اور علی اس کے دروازے ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، اور علی کے بارے میں خیر کے سوا کبھی کچھ مت کہنا۔" (23)

میرے عزیز بھائیو! اس علم کے شہر سے علم حاصل کرنے کے لئے، لینے کے لئے، شہر سے باہر لانے کے لئے اس کے دروازے تک تو پہنچو۔ اس دروازے سے اللہ تبارک تعالیٰ کے واسطہ سے تو مانگو، اللہ کا نام لے کر اللہ کے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب خدا کا بھی واسطہ بناؤ، پیش کرو، اور اس در سے، اس دروازے سے دنیا جہاں کے علوم حاصل کرو۔ یہ تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ علم، ہر طرح کا علم (خیر کا علم) حاصل کرنے کی جگہ بتلا دی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ مت بھولیں یہ علم اللہ تبارک تعالیٰ ہی دیں گے بس ان کا واسطہ چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ ان کے وسیلہ سے صرف اللہ کی ذات سے مانگیں تو علم وافر ملے گا اور یہ دروازہ سب کے لئے ہے فقط ہمارے لئے نہیں۔ البتہ اس تک رسائی ہمارے لئے دوسروں کی نسبت آسان ہے۔

دیلمی نے فردوس میں اس حدیث کو یوں بیان کیا ہے۔

اَنا مَدِینہ العِلمِ اَبُوبکر اَساسُھا وَعُمرُ حِیطا نھا وَعُثمانُ سَقفُھا وَعَلیّ بَابُھا

ترجمہ:یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیادیں ہیں اور عمر اس کی دیواریں اور عثمان اس کی چھت اور علی اس کے دروازے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (24)

Marfat.com

محبت علی المرتضیٰ اور محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محدث طبرانی نے بہ سند صحیح حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ کے متعلق ارشاد فرمایا

مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِی وَمَنْ اَبْغَضَنِی فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ۔

ترجمہ: یعنی جس نے علی سے محبت رکھی اس نے میرے ساتھ محبت رکھی اور جس نے میرے ساتھ محبت رکھی اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھے گا اور جس نے علی کے ساتھ بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض رکھا اور جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہو گا۔ (25)

اطاعت علی المرتضیٰ اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَنِی وَمَنْ عَصٰی عَلِیًّا فَقَدْ عَصَانِی

ترجمہ: یعنی! جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اور جس نے علی المرتضیٰ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (26)

اب چند ایک ایسے مسائل، سوال، واقعات، مقدمات کا ذکر جن کو آپ پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصیرت، بصارت، زود فہمی، مسائل کو حل کرنے، گتھیوں کو سلجھانے کی خداداد خاص صلاحیت اور خوش کن انداز کی ایک تھوڑی سی، ہلکی سی جھلک نظر آئے گی۔

Marfat.com

شاید آپ کو یہ آسان لگیں لیکن میں اپنے بارے میں کہتا ہوں کہ ان مسائل کا حل میں اپنے طور پر نکالنے کے لئے شاید سالوں پڑھتا اور محنت کرتا اور اونٹوں والی تقسیم تو میں عمر بھر پڑھنے اور کوشش کے باوجود پوری زندگی میں حل نہ کر سکتا' بلکہ میرے دماغ میں تو یہ خوبصورت انداز و حل آنا ہی نہیں تھا' چاہے صدیوں زندہ رہتا۔

مسئلہ جائیداد ' میراث میں بھی آپ غور کریں تو کہنے والے' نے صرف یہ کہا ہے "مجھے یہ حصہ دیا ہے" اور اس کے بعد وہ خاموش ہے باقی یا آگے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے اپنے سوال و جواب ہیں اور یہ بھی خیال رہے کہ آپ کا پاؤں رکاب میں ہی ہے اور لمحوں میں سوال کا جواب یا مسئلہ کا حل بھی دے دیا ہے۔ یہ آپ کے علم' باب المدینہ العلم' کے علم کی ایک معمولی سی' ہلکی سی جھلک ہے۔

آپ صرف و نحو کو ہی لیجئے میں نے دوران تعلیم ابتدائی جماعتوں میں انگریزی' فارسی اور عربی کے لئے یہ تھوڑی پڑھی ہے لیکن اس سے میرے پلے بہت کم پڑا ہے۔ اردو میں اچھی بول لیتا ہوں لیکن اس کی گرائمر' صرف و نحو کا پتہ نہیں ہے۔ اسے آپ مذاق نہ سمجھیں کہ ایک عرصہ تک تو میں نے صرف کو حرف ہی پڑھا اور سمجھا ہے۔

علم صرف و نحو اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ علم حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ باب المدینہ العلم کے اس عظیم احسان پر عالم اسلام نہایت ممنون ہے۔ کیونکہ غیر عرب کو عربی سیکھنے میں علم نحو کی ضرورت ہے' پھر فارسی اور اردو زبان کا علم نحو بھی تو عربی علم نحو سے لیا گیا ہے۔ اس بارے میں کثرت سے روایات آتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ

ابوالاسود دوئلی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی المرتضیٰ کی آرامگاہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو متفکر دیکھ کر عرض کیا۔ حضور آج آپ پریشان سے نظر آرہے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تبدیلی شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربیت کے اصول کے اندر کچھ قواعد و

Marfat.com

ضوابط مقرر و منضبط کر ڈالوں۔ تاکہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے۔

میں نے کہا اگر ایسا کر دیں تو آپ کا بہت احسان ہو گا۔ اور آپ کے بعد ہمیشہ یہ اصول باقی رہیں گے۔ پھر تین روز کے بعد جو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے سامنے ایک لکھا ہوا کاغذ رکھا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا، کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم، فعل، حرف، اسم وہ ہے جو اپنے مسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمی کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جو ایسے معنے بتائے جو نہ اسم ہوں نہ فعل۔ پھر فرمایا اس کی تتبع کرو وہ جو مناسب ہو اضافہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا، اشیاء تین قسم کی ہوتی ہیں ظاہر مضمر (ضمیر) اور ایک شے جو نہ ظاہر ہو اور نہ مضمر، ابوالاسود کہتے ہیں میں پھر چلا آیا، اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا۔ منجملہ ان کے حروف ناصبہ بھی میں نے لکھے تھے جو یہ تھے۔ اِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ، کَاَنَّ آپ نے فرمایا الکن بھی تو حرف ناصبہ ہے اس کا کیوں ذکر نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا، میں نے اسے حرف ناصبہ نہیں سمجھا تھا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے۔ (27)

مندرجہ ذیل واقعہ سے اپ مولائے کائنات، شیر خدا، حضرت علیؑ کے غصہ و نفرت پر قابو پانے کی صلاحیت اور خداداد دانش خاص و زود فہمی کو دیکھئے۔ اس واقعہ کو حسب معمول سرسری نظر سے نہ گزاریں بلکہ اسے غور سے پڑھیں اور تصور کریں کہ میدان مقابلہ ہے، ایک کا دوسرے کو جان سے مارنا مجبوری بھی ہے اور ضروری بھی، چاہیے کسی طرح سے بھی جو اپنے مدمقابل، دشمن کو مارے گا وہ میدان مار لے گا۔

غور کیجئے کہ آپ کے ہاتھ میں تلوار (ذوالفقار علی) ہے، دشمن زیر ہو کر نیچے پڑا ہے اور سر قلم کرنے کے لئے ذوالفقار فضا میں بلند ہے جو "آنا" فانا" گردن اتار دے گی۔ اور اسی دوران مغلوب شدہ دشمن، دشمن اسلام، دشمن اللہ و رسول، آپ کے منہ (مبارک) پر تھوک دیتا ہے۔ آپ کا اٹھا ہوا ہاتھ وہیں رک جاتا ہے اور دشمنِ اللہ کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

تھوک پڑتے ہی آپ نے ایک لمحہ گزرنے سے پہلے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب اس

Marfat.com

یہودی کو مارنا مناسب نہیں ہے۔ اب یہ فعل' یہ قتل' خالص اللہ تبارک تعالے کے لئے نہیں ہو گا۔ اس میں تو اس وقت میرا غصہ و نفرت بھی شامل ہو جائے گی جو کہ کسی صورت نہیں ہونی چاہیے۔ ہم تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی ہیں' ہمارا ہر عمل اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے ہے' اور ہر طریقہ تعلیم و تربیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہونا مقصد حیات ہے۔ غصہ و نفرت مجھ پر حاوی نہیں ہونے چاہئیں' حاوی نہیں ہو سکتے' بلکہ میں ان پر حاوی ہوں۔

ایسی مشکل حالت میں' اتنا بڑا فیصلہ اور ایک لمحہ کے گزرنے سے پہلے فیصلہ' تو صرف وہی کر سکتے ہیں جنہیں ہادی دو جہان' رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ تعلیم و تربیت کا وافر حصہ ملا ہو۔ جن پر اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب خاص کے صدقے بے شمار رحمتیں کر دی ہوں' جو اللہ اور اس کے رسول مقبول کو پسند ہوں اور جنہیں خاص صفات سے نوازا گیا ہو۔

اس مختصر سے واقعہ میں بھی آپ کو مولائے کائنات (ہر ایک کے دوست' مہربان) حضرت علیؓ کے علم' حلم' رحم' جود و کرم توکل' قوت ارادی' زور فہمی' باریک بینی' حق پرستی' تقویٰ' قضا و فیصلہ' خلوص نیت' خیال آخرت' عبادت اللہ تبارک تعالیٰ اور اطاعت رسول کریم وغیرہ کے ساتھ اور بھی بہت کچھ کی جھلک نظر آئے گی۔

وہ واقعہ حسب ذیل ہے۔ ایک دن جب کہ آپ نے جہاد میں ایک یہودی کو مغلوب کر کے اس کے قتل کا ارادہ کیا اور اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً" اس کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارادہ قتل ترک کر دیا۔ یہودی نے حیران ہو کر وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ "پہلے میں محض خدا کے لئے تجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو مجھے برا لگا اور اب اگر میں تجھ کو قتل کر دیتا تو یہ قتل خالص اللہ کے واسطے نہ ہوتا کیونکہ اب اس قتل میں میرے ذاتی انتقام کا جذبہ بھی شریک ہوتا۔" ملاحظہ فرمایا آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر غصہ تو یقیناً" آیا لیکن اس وقت غصہ میں قتل کرنا حق نہ تھا اس واسطے ایسے نازک موقع پر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ پر فوراً" قابو پا لیا۔

Marfat.com

قضا اور فیصلے

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی خصوصیات کی بناء پر مقدمات کے فیصلوں اور قضا کے لئے نہایت موزوں تھے اور اس کو صحابہ عام طور سے تسلیم کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قضانا علی واقرؤنا ابی یعنی ہم میں مقدمات کے فیصلے کے لئے سب سے موزوں علی ہیں اور سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔(28)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (29)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوہر شناس نگاہ نے حضرت علی کی اس استعداد و قابلیت کا پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا اور آپ کی زبان مبارک سے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اقضاھم علی" کی سند مل چکی تھی اور ضرورت کے اوقات میں قضا کی خدمت آپ کے سپرد فرماتے۔

لیجئے ایک دلچسپ مقدمہ کا دلچسپ فیصلہ پڑھیے۔ دو شخص (غالباً" مسافر) تھے' ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں' دونوں مل کر ایک ساتھ کھانے کو بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرا مسافر بھی آگیا' وہ بھی کھانے میں شریک ہوا' کھانے سے جب فراغت ہوئی تو اس نے آٹھ درہم اپنے حصہ کی روٹیوں کی قیمت دے دی اور آگے بڑھ گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے سیدھا حساب یہ کیا کہ اپنی پانچ روٹیوں کی قیمت پانچ درہم لی اور دوسرے کو ان کی تین روٹیوں کی قیمت تین درہم دینے چاہے مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا۔ یہ معاملہ عدالت مرتضوی میں پیش ہوا' آپ نے دوسرے کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا رفیق جو فیصلہ کر رہا ہے اس کو قبول کر لو اس میں زیادہ تمہارا نفع ہے۔ لیکن اس نے کہا کہ حق کے ساتھ جو فیصلہ ہو مجھے منظور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتضیٰ نے فرمایا حق تو یہ ہے کہ تم کو صرف ایک درہم اور تمہارے رفیق کو سات درہم ملنے چاہیں۔ اس عجیب فیصلہ سے وہ متحیر ہو گیا

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ تین آدمی تھے، تمہاری تین روٹیاں تھیں اور تمہارے رفیق کی پانچ، تم دونوں نے برابر کھائیں اور ایک تیسرے کو بھی برابر کا حصہ دیا۔ تمہاری تین روٹیوں کے حصے تین جگہ کئے تو نو ٹکڑے ہوئے۔ تم اپنے نو ٹکڑوں اور اس کے پندرہ ٹکڑوں کو جمع کرو تو چوبیس ٹکڑے ہوتے ہیں۔ تینوں میں سے ہر ایک نے برابر ٹکڑے کھائے تو فی کس آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ تم نے اپنے نو میں سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے مسافر کو دیا اور تمہارے رفیق نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے کو دیئے۔ اس لیے آٹھ درہم میں سے ایک کے تم اور سات کا تمہارا رفیق مستحق ہے۔ (30)

ایک عورت کا مسئلہ میراث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جب کہ آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا۔ عورت نے عرض کیا یا امیرالمومنین، میرا بھائی چھ سو دینار (سونے کی اشرفی، بعض ممالک کا سکہ رائج) چھوڑ کر مرا ہے۔ مگر لوگوں نے مجھے صرف ایک دینار دیا ہے۔ میں آپ کے پاس اپنے حق و انصاف کے لئے درخواست لے کر آئی ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے جواب دیا۔ تمہارے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئیں ہوں گی۔ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا دو ثلث مال متروکہ کے یعنی چار سو دینار ان کے لئے ہوئے اور تیرے بھائی کی ماں بھی ہو گی، جس کو سدس (چھٹا حصہ) یعنی سو دینار پہنچے، پھر اس کی بیوی بھی ہو گی جسے ثمن (آٹھواں حصہ) یعنی پچھتر دینار ملے آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی بھی زندہ ہوں گے۔ عورت نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا دو دو دینار ہر ایک بھائیوں کو ملیں گے۔ پس تمہارا حق صرف ایک دینار کا ہے۔ تم اپنا حق لے چکی ہو۔

مسئلہ جائیداد اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک روز مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میری لڑکی کا شوہر

Marfat.com

فوت ہو چکا ہے اور اس کے ترکہ میں اس کا آٹھواں حصہ ہے۔ لیکن میرے داماد کے وارث اسے نوواں حصہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا ہو گا' اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہوں گے' اس نے عرض کیا ہاں! فرمایا اس لحاظ سے تمہاری بیٹی یعنی اس کی بیوہ کا اصل آٹھواں حصہ اب نواں حصہ بن گیا ہے۔ اس لیے تجھے اس سے زیادہ نہیں مانگنا چاہیے۔

ایک عجیب جھگڑے کا فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں دو عورتوں نے بچے جنے۔ رات اندھیری تھی ایک ماں کے لڑکا پیدا ہوا اور دوسری کے لڑکی' پھر دونوں میں جھگڑا اس بات پر ہوا کہ ہر ایک کہتی تھی کہ لڑکا میں نے جنا ہے۔ آخر کار دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پاس لائی گئیں۔ تو ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکے کی ماں میں ہی ہوں'

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

فامر واحدۃ ان تحلب لبنھا شیئا

ے ترجمہ: یعنی تم دونوں تھوڑا تھوڑا دودھ چھاتیوں سے نکال کر دو برتنوں میں لا کر رکھو۔(31)

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو آپ نے دونوں دودھوں کو تولا تو ایک وزنی اترا' فرمایا جس کا دودھ وزنی ہے لڑکا اسی کا ہے یہ فیصلہ سنکر لوگوں نے دریافت کیا یا حضرت آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے تو فرمایا قرآن مجید کی اس آیت سے کہ اللہ فرماتا ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

ترجمہ: لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے مثل (برابر' ڈبل) حصہ ہوتا ہے۔

اب آیت سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ خدا نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے حتیٰ کہ غذا میں بھی' تو میں نے اس حقیقت کے پیش نظر سوچا تھا کہ لڑکے کی ماں کا دودھ ضرور وزنی ہو گا۔"

کبھی کبھی کوئی لغو مقدمہ پیش ہوتا تو آپ زندہ دلی کا ثبوت بھی دیتے تھے ایک

Marfat.com

شخص نے ایک شخص کو یہ کہہ کر پیش کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس نے میری ماں کی آبرو ریزی کی ہے۔ فرمایا ملزم کو لے جا کر دھوپ میں کھڑا کرو' اس کے سایہ کو سو کوڑے مارو۔ (32)

ستره اونٹ کا مسئلہ

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تین آدمی آئے۔ عرض کیا سترہ اونٹوں میں ہم تین آدمی شریک ہیں۔ ایک کا نصف' دوسرے کی تہائی اور تیسرے کا نواں حصہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اونٹ اس طرح تقسیم کر دیجئے کہ کاٹنا نہ پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے فرمایا کہ ان کو جواب دیجئے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے فرمایا بیت المال سے ایک اونٹ منگاؤ۔ چنانچہ اونٹ منگوایا گیا تو اب وہ اٹھارہ ہو گئے تو جس کا نصف حصہ تھا اسے نو اور جس کا تہائی حصہ تھا اس چھ اور جس کا نواں حصہ تھا سے دو اونٹ دے کر باقی ایک اونٹ بچا' اسے پھر واپس بیت المال بھیج دیا گیا' وہ تینوں شخص خوش وہ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر اور علوم قرآن' علم حدیث' فقہ و اجتہاد' قضا اور فیصلے' اسرار و حکم' تصوف' حساب' الجبرا' تقریر و خطابت' شاعری' علم نحو وغیرہ غرضیکہ تمام علوم کے بحر بے کنار اور سمندر بے پایاں تھے اور اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "میں علم کا شہر ہوں اور یہ میرے علم کے شہر کے دروازہ ہیں"۔ یہ سب فیض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔

"حضرت علی مرتضیٰ کو علم کا $\frac{9}{10}$ حصہ عطا کیا گیا اور بخدا وہ باقی $\frac{1}{10}$ میں لوگوں کے ساتھ شریک تھے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی مرتضیٰ ہیں۔"

حاکم نے یہ حدیث بیان کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے مجھے بھیجا ہے حالانکہ میں نوجوان ہوں تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کروں اور مجھے معلوم نہیں کہ فیصلہ کسے کہتے ہیں' آپ نے میرے سینے پر دست اقدس پھیرا' پھر کہا اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت اور اس کی زبان کو مضبوطی عطا فرما' اس ذات اقدس کی قسم جس نے دانے کو چیرا مجھے کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے شک واقع نہیں ہوا۔" (33)

حافظ ابن حجر نے اصابہ میں مسند امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے عمدہ سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی کہ:

"عرض کیا گیا یارسول اللہ! ہم آپ کی بعد کسے امیر بنائیں تو اپ نے فرمایا' اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امین' آخرت کی رغبت رکھنے والا اور دنیا سے بے نیاز پاؤ گے۔ اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور اور امین پاؤ گے وہ راہ خداوندی میں کسی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے اور میرا گمان یہ ہے کہ تم اس طرح نہیں کرو گے تو تم انہیں رہنما' ہدایت یافتہ پاؤ گے' وہ تمہیں لے کر راہ راست پر چلیں گے۔" (34)

کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اتنا روئے کہ انکی بینائی جاتی رہی۔

حضرت ابو الطفیل فرماتے ہیں:

"میں حاضر تھا' حضرت علی مرتضیٰ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے مجھ سے پوچھو! بخدا تم مجھ سے جو پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا مجھ سے قرآن مجید کے بارے میں پوچھو' بخدا میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل ہوئی یا نرم زمین پر اگر میں چاہوں تو سورہ فتح کی تفسیر سے ستر اونٹ لادھ دوں۔"

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

Marfat.com

ہے:

"میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین میں سب سے سخت عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیا دار عثمان غنی ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی مرتضیٰ ہیں" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ایک دن حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ایک ساتھی ضرار الصدائی سے کہا' مجھے حضرت علی کی تعریف و توصیف سناؤ' انہوں نے کہا امیر المومنین مجھے معاف رکھیں' انہوں نے فرمایا تم ضرور ان کی تعریف بیان کرو گے' حضرت ضرار نے کہا اگر ضرور سننا چاہتے ہیں تو سنئے۔

"بخدا! وہ بہت ہی بلند مرتبہ اور شدید قوتوں کے مالک تھے' دو ٹوک بات کہتے' منصفانہ فیصلہ کرتے تھے' ان کے اطراف و جوانب سے علم بہتا تھا' ان کے اردگرد دانائی ناطق رہتی تھی' دنیا اور اس کی زیب و زینت سے وحشت زدہ رہتے' رات اور اس کی تنہائی سے مانوس رہتے' ان کے آنسو کثرت سے بہتے اور اکثر فکر میں غلطاں رہتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے' جب انہیں آپ کی شہادت کی خبر پہنچی' تو فرمایا:

"ابن ابی طالب کی وفات سے فقہ اور علم جاتا رہا"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مشکل سے پناہ مانگتے تھے' جس کے لئے ابوالحسن (حضرت علی مرتضیٰ) جیسا حل کرنے والا نہ ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"اس ذات اقدس کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور روح کو پیدا فرمایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ "مومن ہی مجھ سے محبت رکھے گا اور منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا"۔ (35)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"علی مرتضیٰ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہ اللہ کے نہایت عبادت گذار بندے تھے' عبادات ان کا مشغلہ حیات تھا جس کا شاہد خود قرآن ہے۔ کلام پاک کی آیت

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ○

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں باہم رحمدل ہیں تو ان کو دیکھتے ہو کہ بہت رکوع اور بہت سجدہ کر کے خدا کا فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو کرتے ہیں۔"

اس کی تفسیر میں مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ والذین مہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ' رُكَّعًا سُجَّدًا ' سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سے بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں۔

- جس کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔
- جس کا نام علی خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔
- جو چھ سال کی عمر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے اور تاحیات ساتھ رہے۔
- جس نے کم عمر اور کمزور صحت کے باوجود بنی ہاشم کی محفل میں کھڑے ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میں آپ کا ساتھ دوں گا' میں آپ کا دست و بازو بنوں گا"
- جو بچوں (لڑکوں) میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔
- جو ان مبارک سات ہستیوں میں سے ایک ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔
- جو اسلام کے ابتدائی یا کٹھن وقت میں شب و روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ رہے۔

✪ جس کا انتخاب، شب ہجرت اپنے بستر پر سونے کے، لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

✪ جو اس بھیانک، خوفناک رات میں بھی آپ کے مبارک بستر پر آرام و سکون سے سوئے۔

✪ جس نے امانتیں دینے کے بعد اکیلے ہجرت کی اور قبا (مدینہ) میں حاضر خدمت ہو گئے۔

✪ جس نے ہر غزوہ میں حصہ لیا اور نمایاں حربی و شجاعت کے جوہر دکھائے۔

✪ جو ہر مہم، سرایا، سفر سے کامیاب و کامران لوٹے۔

✪ جو مباہلہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلے۔

✪ جو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی پیاری بیٹی کے سرتاج بنے۔

✪ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام کا ہمیشہ بہت احترام کیا۔

✪ جس نے تمام تر قربت کے باوجود، ہمیشہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو، "یارسول اللہ" "اے اللہ کے رسول" ہی کہا۔

✪ جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔

✪ جس کو اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ کرامت دی کہ اکیلے نے قلع قموص کا بہت بڑا، بھاری بھرکم، دروازہ اکھاڑ دیا۔ جسے بعد میں چالیس سے زائد صحابہ کرام نے مل کر اٹھایا۔

✪ جس نے قدم قدم قرآن و سنت کو اپنایا۔

✪ جو علم کا وہ سمندر ہیں جس کے کنارے نہیں (بڑا سمندر)

✪ جس نے علم صرف و نحو کی ابتدا کی

✪ جس نے بارہا صحابہ کرام سے کہا کہ قرآن حکیم کے بارے میں جو کچھ کسی نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لے۔

Marfat.com

✪ جس نے ابن عباس کو الف' ب اور نقطہ ب کے بارے میں بتاتے' سناتے ساری رات گزار دی۔ یہ تو صرف (تمہید) تعارف ہی تھا۔

✪ جس نے فرمایا ابن عباس کو کہ میں چاہوں تو تفسیر' بیان سورہ فاتح سے ستر اونٹ لادھ دوں۔

✪ جس کے عبادت گزار ہونے کو قرآن نے "رکعا سجدا" سے تعبیر کیا۔

✪ جو پنجتن پاک میں سے ہیں۔

✪ جو آل رسول میں سے ہیں۔

✪ جو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی ہیں۔

✪ جس نے اپنے سے پہلے خلفاء کرام کی دل و جان سے' ہمہ وقت عزت و توقیر کی' مشاورت میں رہے اور گراں قدر' بیش قیمت مشورے دیئے۔

✪ جس کا ہر کسی کو حد درجہ احترام تھا۔

✪ جس کی قضا نماز کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تبارک تعالیٰ سورج کو پلٹایا۔

✪ جس کی نماز میں خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ جسم سے پیوست نیزہ نکالو تو پتہ نہ چلے۔

✪ جو بذات خود اخوت' یگانگت' بھائی چارہ' رواداری کی علامت تھے۔

✪ جس کے دل میں تمام صحابہ کرام' چھوٹے' بڑوں' اپنوں اور غیروں کے لئے پیار ہی پیار اور عزت و احترام ہی تھا۔

✪ جس نے خلفائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و احترام میں اپنے بیٹوں کے نام ان کے ناموں پر رکھے۔

✪ جو ابو تراب کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

✪ جس کو اپنے پیش رو خلفاء کرام کی طرح زمین پر لیٹ جانا' سونا پسند تھا۔

✪ جس نے جنت کی بشارت کے باوجود شب بیداری' عبادت گزاری میں ہی زندگی گزاری اور اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

Marfat.com

✪ جس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ہم میں مقدمات کے فیصلے کے لئے سب سے موزوں علی ہیں"

✪ جس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "جہان تک مجھے معلوم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔

✪ جس کے بارے میں سید المرسلین، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علی میرے لئے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام"

زیارات کربلا، کوفہ نجف اشرف

میں جن دنوں ملک عراق کے شہر بغداد شریف، نجف اشرف، اور کربلا گیا ہوں وہاں یہ دیکھ کر سخت حیران و پریشان ہوا کہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور دیگر ممالک سے عقیدت مند زائرین بغداد شریف میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ، حضرت ابو حنیفہ، حضرت امام غزالی، حضرت جنید بغدادی اور دیگر بزرگان دین کے حاضری دینے، اظہار عقیدت کرنے جاتے ہیں۔ لیکن وہ کوفہ، نجف اشرف، کوفہ اور کربلا یعنی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حاضری دینے نہیں جاتے، بلکہ اکثر بغداد سے ہی واپس ہو جاتے ہیں۔

اس کے الٹ لیکن اسی طرح کی حرکت اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بغداد شریف جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر بھی، رہ کر بھی، صرف چند ایک مخصوص بزرگان دین کی زیارت کرتے ہیں اور قریب ہی غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام غزالی وغیرہ کے پاس حاضری نہیں دیتے۔ مذکورہ بالا کی طرح یہ حضرات ایسا کر کے دین اسلام کے لئے اچھا نہیں کر رہے ہیں اور آخر کار تو ایسے لوگ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔

یہ عمل میرے جیسوں کے لئے ناقابل فہم اور بڑی تکلیف دہ بات ہے خاص طور پر اس لئے بھی کہ وہ دونوں مقام بغداد شہر سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ کربلا بغداد سے جنوب کی سمت میں اسی کلومیٹر دور ایک اچھی سیدھی سڑک پر ہے اور کوفہ نجف

Marfat.com

اشرف، کربلا سے مزید آگے جنوب میں اچھی کھلی سڑک پر نوے کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یعنی کہ یک طرفہ تین گھنٹے کا فاصلہ، اور آنے جانے میں تقریباً" چھ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

الحمد اللہ یہ ملک عراق تو ملک شام کی طرح اللہ کے نبیوں اور اولیاء اللہ کی سرزمین ہے۔ بغداد اور نجف اشرف کے درمیان بھی چار انبیاء کرام، حضرت ذوا لکفل، حضرت ایوب، حضرت ھود، حضرت صالح علیہم السلام کی تو مصدقہ آخری آرام گاہیں اب بھی موجود ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ نجیب الطرفین (یعنی کہ ماں اور باپ) کی طرف سے سید ہیں اور آپ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیرھویں پشت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چودھویں پشت میں ہیں۔ یعنی کہ نجف اشرف کوفہ، کربلا میں تو آپ کے جد امجد ہیں۔

بڑے دکھ اور حیرانگی کی بات ہے کہ آدمی اتنا طویل سفر کر کے جائے اور بغداد سے 80 کلومیٹر اور پھر اس سے آگے 90 کلومیٹر اچھی کھلی سڑک پر بھی نہ جا سکے، جب کہ ایک زمانے سے کربلا، کوفہ نجف اشرف میں ٹھہرنے کے لئے مناسب ہوٹل اور گزارے کا کھانا ہر وقت مل جاتے ہیں۔ اور اتنے کم فاصلہ کے لئے تو وہاں رات ٹھہرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

میں نے ان لوگوں کے بارے میں جو عراق، بغداد میں جا کر بھی وہاں آگے نہیں جاتے، ان کے وہاں نہ جانے کی وجوہات کے بارے میں غوروخوض کیا ہے۔ مجھے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آئی جس کا تعلق ویزا، اندرون ملک سہولت یا پابندی وغیرہ سے ہو۔ وہ تو سب کے لئے یکساں ہے بلکہ میرے جیسے لوگوں کے لئے مقابلتاً" سہولت ہے۔ مجھے تو خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو بغداد شریف تک تو چلے جاتے ہیں مگر اس سے آگے نہیں جاتے، قطعاً" کوئی وجہ نظر نہیں آئی، کوئی جواز نظر سمجھ نہیں آیا۔

مجھے پہلی وجہ تو ان کا یہ ذاتی خوف لگا کہ لوگ ان کے وہاں جانے پر ان کے مذہبی خیالات و عمل کے بارے میں کیا کہیں گے، کیا سوچیں گے۔ میرے نزدیک یہ ایمان کی

Marfat.com

کمزوری ہے۔ دین و ایمان کا تعلق تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور وہ ظاہر و باطن سب کچھ کا جاننے والا ہے۔ ڈرنا ہے تو صرف اس سے ڈریں۔ دنیا تو کسی کی بھی نہیں ہے۔ یہ جو کہتی ہے اسے کہنے دیں۔ دنیا کا کام ہی نقطہ چینی ہے۔ آپ اچھا کریں' چاہے برا کریں یہ کچھ نہ کچھ ضرور کہے گی' اس لئے اس کی پرواہ نہ کریں اور اپنے ضمیر کو مطمئن کریں۔

☆ آپ یہ تو جانتے ہیں کہ یہ ہستیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔

☆ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ سب سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار ہیں اور انہوں نے اطاعت و اتباع رسول ہی کیا ہے۔

☆ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ سال کی عمر سے آپ کے ساتھ' آپ کی نظروں میں رہے ہیں۔

☆ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب مدینۃ العلم ہیں۔

☆ آپ شاید یہ بھی جانتے ہوں گے کہ خرقہ معراجیہ' خلفائے راشدین میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا ہے۔ (اسرار و رموز' پردہ پوشی)

☆ آپ یہ بھی جانتے ہیں "اللہ میں حسنین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان کے محب سے بھی محبت کر"

☆ اور یہ کہ یہ آل رسول ہیں۔

میرے وہاں نہ جانے والے بھائی' ان سے گریز کرنے والے بھائی' یہ سب تو بنیادی طور پر آپ ہی کے ہیں۔ یہ تو سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار ہیں جس پر گامزن ہونے کا آپ کو بھی فخر ہے پھر آپ کیوں گریزاں ہیں؟ اپ کو کونسی چیز وہاں جانے سے روکتی ہے؟ آپ تو سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر رہے ہیں' پھر لوگوں سے ڈرنے کی کیا بات ہے۔ آپ اپنے بزرگان دین سے کیوں منہ موڑ رہے ہیں۔ آپ وہاں جائیں۔ وہاں جا کر آپ اسلام کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں بلکہ آپ اس کی قدریں بلند کریں گے' اجاگر کریں گے۔ وہاں آپ کی وقتا"

Marfat.com

فوقتاً" موجودگی سنت رسول کا احیا کرے گی اور غلط رسوم و خیالات کو دور کرنے، ختم کرنے میں مدد و معاون ہو گی۔

مجھے وہاں حاضری نہ دینے کی دوسری وجہ یہ لگی کہ ایسے حضرات کے لاشعور میں یہ خیال آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے تدفین یا آخری آرام گاہ کا پتہ نہیں ہے، نامعلوم ہے، جائیں تو کہاں جائیں۔؟

اس بارے میں گزارش ہے کہ کوفہ نجف اشرف کا سارا علاقہ ہی آپ کی آرام گاہ ہے اور نجف اشرف میں جو روضہ مبارک بن گیا ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ ایک جگہ بیٹھ کر سکون و راحت و دلجمعی کے ساتھ عبادت کر سکیں، نمازیں پڑھ سکیں اور زائرین کے لئے ساری سہولتیں بھی موجود ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے تدفین کے بارے میں بہت ابہام ہے۔

کوئی داالامارہ میں بتاتا ہے۔

کوئی کہتا ہے، جامع مسجد یا مسجد کوفہ میں ہیں۔

کوئی خیال کرتا ہے کہ آپ بیت المشرف میں ہیں۔

کوئی ان ہی مقامات کے قریب و جوار میں کہتا ہے۔

کسی اور نے بے تکی، بے پر کی اڑائی کہ آپ کے وجود مبارک کو گھوڑے پر رکھ کر چھوڑ دیا گیا اور پھر نہ جانے وہ کہاں اللہ کے نیک بندوں نے، فرشتوں نے، عزت و احترام کے ساتھ دفن کر دیا۔

اور پھر عقیدت مندوں نے، آپ کے وصال کے کوئی ڈھائی سو سال بعد، مقامی روایات کی بنا پر نجف اشرف میں آپ کا روضہ مبارک بنا دیا۔ قارئین کرام مندرجہ ذیل کو توجہ سے پڑھیں۔

مندرجہ بالا سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کی جائے تدفین کو بتانا، ظاہر کرنا مقصود نہ تھا۔ یہی مشیت ایزدی تھی اس کا ثبوت مندرجہ بالا بھی ہے اور اس کے بعد کے حالات بھی ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کی تدفین کی جگہ کو آشکارا نہیں کرنا تھا۔

Marfat.com

اور پھر یہ حدیث مبارک بھی اسی خیال کو تقویت دیتی ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں وہ جگہ جانتا ہوں جہاں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آرام فرما ہیں۔ لیکن میں اس خیال کے پیش نظر کہ کوئی ان کی اور' ان کی قبر کی بے حرمتی نہ کر سکے' وہ جگہ نہیں بتاؤں گا۔"

قابل توجہ حقیقت ہے کہ آپ کو پردہ دینے والے' دفنانے والے خاموش رہے۔ آخر کیوں؟ پردہ داری کے لئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر کاری ضرب لگنے کے چند دن بعد پردہ فرمایا تھا اور اس دوران آپ نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیتیں اور نصیحتیں بھی کیں ہیں۔

کوفہ کے لوگ مصدقہ بے وفا' جذباتی' ناقابل اعتبار اور گرگٹ صفت تھے اس لئے راز داری اور بھی ضروری تھی۔

آپ کی تدفین کے وقت آپ کے گھر بیت المشرف میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اور غالباً" ایک اور جوان عمر فرد بھی موجود تھا۔

ان تین حضرات میں سب کی عمریں 36 سال سے زیادہ تھیں یعنی کہ حالات' جگہ' واقعات وغیرہ کا مکمل شعور رکھتے تھے۔ یہی لوگ اس قابل تھے کہ راز داری رکھ سکیں سو انہوں نے اسے راز ہی رکھا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردہ فرما جانے کے بعد کوفہ کے دارالامارہ اور بیت المشرف میں رہ کر ہی چھ ماہ خلافت کی اور آپ کی خلافت میں عراق' یمن' خراسان' اور حجاز شامل تھے یا مکمل آپ کے زیر اثر تھے۔ جائے تدفین کی رازداری مقصود نہ ہوتی تو آپ اس دوران ضرور بتاتے۔

موجودہ جگہ بھی قدرت کی طرف سے ایک بہترین رازداری ہے اور پردہ داری ہے۔ اس جگہ کی نشاندہی' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردہ فرمانے کے کوئی ڈھائی سو سال بعد اتفاقیہ طور پر کی گئی۔ اس کے بارے میں مختصر یہ ہے کہ خلیفہ ہارون

Marfat.com

رشید اپنے شکاری کتوں کے ساتھ اس علاقہ کے جنگل و بیابان میں شکار کھیل رہے تھے۔ اس کے شکاری کتے اس ہرن کے پیچھے نہیں گئے یا ایک حد سے آگے نہیں بڑھے، جس ہرن نے کتوں سے بچنے کے لئے (موجودہ جگہ روضہ مبارک) کی جگہ جھاڑیوں میں پناہ لے لی تھی۔ اور ایسا دو بار ہوا یعنی کہ جب ہرن خطرہ ٹل جانے کے بعد وہاں سے نکلا تو پھر وہی کتے اس کے پیچھے پڑ گئے اور پھر اس ہرن نے اسی جگہ دوبارہ پناہ لی اور دوبارہ شکاری کتے ایک حد سے آگے باوجود کوشش کے نہیں بڑھے، قریب نہیں گئے۔ سے یہ واقعہ، حکائت خلیفہ ہارون رشید سے منسوب ہے۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ماہ اپریل 99 کے آخری ہفتہ میں کوفہ، نجف اشرف گیا تھا اور میں دوسرے ساتھیوں کی طرح ہوٹل اُمرا میں ٹھرا تھا۔ یہ ہوٹل روضہ مبارک سے بمشکل تین سو میٹر دور ہے۔ اتفاق سے میرا کمرہ بھی سڑک کی طرف تھا۔ میں نے تو صبح کے وقت روضہ مبارک سے کوئی دو سو میٹر دور چار پانچ کتوں کو ایک گروپ کی شکل میں وہاں موجود پایا ہے، دیکھا ہے۔ شاید پہلے کتے زیادہ سمجھ دار تھے اور موجودہ کتے ہم لوگوں کی طرح بدل گئے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ جگہ آپ سے محبت کرنے والوں کے لئے بنا دی ہے کہ سکون، توجہ دلجمعی کے ساتھ حاضری دے سکیں، عبادت رب العالمین کر سکیں۔ اور ویسے، حقیقتاً" یہ سارا علاقہ نجف اشرف کوفہ آپ کی آرام گاہ ہے۔

چلیں آپ کے یہ خدشات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تو مان لیتے ہیں لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے شہادت اور آرامگاہ کے بارے میں تو آپ کو یقین ہے ناں کہ وہ کربلا میں ہی ہے۔ اور آپ کے ساتھ گلشن فاطمہ کے ستره اور پھول آپ کے دائیں بائیں ہی آرم فرما رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی سینکڑوں وفادار ساتھی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں قرآن و سنت کی بالا دستی اور اصولوں کے لئے آل رسول پر قربان کیں، نثار کیں۔ پھر آپ وہاں بھی نہیں جاتے اس کا مطلب ہے کہ اصل وجہ وہ ہے جو پہلے بیان کی ہے اور اس کا مطلب سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ اگر آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی جائے تدفین معلوم ہوتی، تو تب

Marfat.com

بھی آپ نے وہاں نہ جانا تھا۔

میری گزارش ہے' امام عالی مقام جناب حضرت حسینؓ کی شہادت کے بارے میں سانحہ کربلا کے بارے میں' مخصوص گھٹن والے یا گھٹے انداز سے نہ سوچئے یا سیاسی انداز سے نہ سوچئے بلکہ یہ دیکھیں کہ نواسہ رسول نے' گل گلشن بتول نے کس حوصلہ' صبر' ہمت و استقامت کے ساتھ رضائے الہیٰ میں' مکمل قرآن و سنت میں رہ کر' پر چل کر' سجدے میں سر کٹوایا۔

میں اس بارے میں مختصر صرف ایک فقرہ لکھ رہا ہوں امید ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد آپ کو مشیت ایزدی سمجھ بھی آجائے گی اور نظر بھی اور آپ میری طرح' رب العالمین' قادر مطلق سے آپ بھی یہی کہیں گے۔

تیرے بھید کا حال کھلتا نہیں
پھروں گا بھٹکتا کہیں کا کہیں
تو اپنے کرم سے میرے دادگر
تو رحمت سے بیڑا میرا پار کر

مذکورہ گورنر ہاؤس' دارالامارہ میں کتنے گورنر آئے اور مارے گئے' اس کا عبرتناک واقعہ عبدالمالک بن عمیر لیثی نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن عبدالملک بن مروان (گورنر وقت) اس دارالمارہ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے اس وقت مصعب بن عمیر (سابق گورنر) کا کٹا ہوا سر رکھا ہوا تھا۔ "میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس عمارت میں سب سے پہلے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کٹا ہوا سر مبارک' عبیداللہ بن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پر رکھا ہوا دیکھا۔ پھر اسی قصر میں عبیداللہ بن زیاد کا کٹا ہوا سر مختار بن عبید ثقفی کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی عمارت' گورنر ہاؤس' دارالامارہ میں مختار بن عبید ثقفی کا کٹا ہوا سر' گورنر مصعب بن عمیر کے سامنے دیکھا۔ اور پھر آج اس وقت میں اسی جگہ پر مصعب بن عمیر کا کٹا ہوا سر آپ کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔" گورنر وقت' عبدالمالک بن مروان پر یہ سن کر سکتہ طاری ہو گیا' خوف طاری ہو گیا اور وہ دارالامارہ سے کہیں اور جگہ منتقل ہو گئے' چلے گئے۔

Marfat.com

(تاریخ الخلفاء۔ سیوطی)

میں نے تو اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے میں آپ کو بتانے والا سمجھانے والا کون ہوں۔ میرا تو کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ

- وہ لوگ جو حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی اور دیگر بزرگان دین کے حاضری دینے جاتے ہیں۔
- جن کا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں بغداد آنا جانا ہوتا ہے۔
- جو صاحب حیثیت ہیں اور فرائض پورے کرنے کے بعد سیرو تفریح کے لئے عراق' مصر' شام وغیرہ جاتے ہیں۔
- جن کا بغداد شریف سے کسی بھی سلسلہ میں گزر ہوتا ہے۔
- جو آثار قدیمہ اور تاریخ کا علم حاصل کرنے وہاں جاتے ہیں اور
- جو صرف تفریح طبع کے لئے وہاں جاتے ہیں۔

ان لوگوں کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضری دیئے بغیر واپس چلے جانا اچھی بات نہیں ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی بغداد شریف تو جائے اور آگے 80 کلومیٹر کربلا' اور مزید آگے 90 کلومیٹر کوفہ نجف اشرف نہ جائے۔ مجھے تو ایسا کرنا (یہ فعل) بدقسمتی لگتا ہے کہ انسان میٹھے سمندر کے کنارے پہنچ کر بھی پیاسا واپس آجائے۔

میں نے اپنے محرک یا ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے وہاں نہ جانے سے اس علاقہ میں وقت کے ساتھ ساتھ ' نہ محسوس ہونے والے طریقہ سے کیا کیا غلط رسومات' توہمات' بدعقیدگی' قباحتیں اور بدعتیں آگئی ہیں' دین اسلام میں شامل ہو گئی ہیں۔ آپ کے وہاں جانے سے اسلام کا بھلا ہو گا اور پھر آپ کا بھی' خدا کے لئے' للہ! وہاں جایا کریں۔ دین اسلام کو درست شکل میں رکھنا اور اس کا پھیلانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

نجف اشرف ' کوفہ' کربلا میں حاضری دینے کے لئے تو میں نے صرف ان سے گزارش کی ہے جو صاحب حیثیت ہیں اور بغداد شریف کسی نہ کسی وجہ سے جاتے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ یہ کوئی مذہبی فریضہ نہیں ہے، لیکن اخلاقی فریضہ ضرور ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے والے اسلام کا اور اپنا بھلا نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہاں کے موجودہ مذہبی حالات کے لئے ہم ہی ذمہ دار ہیں، ہماری غیر حاضری ہی ذمہ دار ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی، غوث الاعظم رحمت اللہ علیہ کے حاضری دینے والے یہ نہ بھولیں کہ کوفہ، نجف اشرف کربلا میں ان کے جد امجد ہیں۔

کاروباری حضرات بھی یہ نہ بھولیں کہ وہاں جانے سے، حاضری دینے سے ان کے کاروبار پر مثبت اثر ہی پڑے گا اور سکون قلب بھی ملے گا۔

سیر و سیاحت والے حضرات بھی یہ نہ بھولیں کہ یہ مقام، یہ زمین، یہ جگہیں اور یہاں آرام فرمانے والی ہستیاں تاریخ ساز بھی ہیں اور بذات خود بھی مکمل تاریخ ہیں۔

اور صرف تفریح کے لئے جانے والے بھی یہ نہ بھولیں کہ حضرت علیؓ کا مقام، بندگان خدا کی پردہ داری اور عیب پوشی میں اول ہے۔

اس لئے آپ وہاں حاضری دینے سے نہ گھبرائیں بلکہ وہاں شوق سے جائیں اور اللہ سے اس کے رحم و کرم بخشش کی دعائیں مانگیں۔ اپنے ملک کے لئے دعائیں کریں۔ تمام امت محمدیہ کے لئے دعائیں کریں۔ یہ تو گنہگاروں کے بھی ہیں اور پرہیزگاروں کے بھی۔ ان ہستیوں کے تو تابعدار، نوکر، غلام بھی چوروں کو قطب بنا دیتے ہیں۔ ہمارے گناہ بخشوانا، اللہ تبارک تعالیٰ سے معاف کروانا، اپنے پیارے رسولؐ کے واسطہ سے آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ دونوں جہانوں میں دین اسلام کی، امت محمدی کی اور اپنی بھلائی کے لئے وہاں ضرور جائیں۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی ولادت باسعادت اعلانِ نبوت سے پہلے کی ہے۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔

آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے کم عمری سے ہی سعادتوں سے نوازا۔

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کسی مشرک یا مشرکہ نے مٹی' کوڑا گرایا تو وہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا' دھویا اور زبان مبارک سے آپ کا دفاع کیا۔

جب عتبہ بن معیط نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سجدہ کے دوران اونٹ کی اوجھ ڈال دی تو آپ نے جا کر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے دور کیا' گرایا اور زبان مبارک سے آپ کا دفاع کیا۔

ایک دو دفعہ آپ نے ابوجہل یا ستانے والے سردار مشرکین مکہ سے بھی برا بھلا کہا اور اپنے محترم والد اور دین اسلام کا دفاع کیا۔ کم عمری میں (7 سے 9 سال) آپ نے اپنے عظیم باپ کی محبت کا حق ادا کرتے ہوئے سرداران قریش کے ظلم و ستم کا بڑی جرات' شجاعت' ہمت و متانت سے سامنا کیا۔ شعب ابی طالب کی المناک سختیاں بھی صبر و تحمل سے سہیں جو بعد میں جسمانی کمزوری کا سبب بنیں۔

آپ نے غزوہ احد میں اور مہاجر و انصار خواتین کے ساتھ مل کر زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کی اور پانی پلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو اپنے سرتاج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر دھویا اور خون بند کرنے کے لئے کھجور کی صف جلا کر زخموں میں بھری۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو سب سے بڑی فضیلت' اپنی ہمشیروں پر یہ دی کہ دنیا میں آپ ہی کی ذریت چلی۔ یہی خوش نصیب آل رسول کہلائے اور ہیں اور آپ ہی کی اولاد کریم سے آئمہ العظام ہوئے جن کی شان دنیائے اسلام میں بہت بلند' ارفع و اعلیٰ ہے۔

آپ نے ہمیشہ اپنی ہمشیروں کا احترام و عزت کی ہے۔ ان سے پیار و احترام کا یہ

Marfat.com

عالم کہ اپنی بیٹیوں کے نام اپنی بہنوں کے ناموں پر ہی رکھے اور اسی ترتیب سے رکھے، جو ترتیب والد محترم سے ملی۔

آپ کا حلیہ مبارک، اندازِ گفتگو، لب و لہجہ، اٹھنا بیٹھنا، جسامت، قدو قامت اور چال ڈھال سب ہی اپنے والد محترم کے قریب تر تھے۔

آپ قرآن و سنت کا باپ کی طرح مظہر تھیں اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی بنیادی تعلیم بھی آپ نے انہی پسندیدہ خطوط پر استوار کی اور وہ بھی قرآن و سنت کا مظہر ہی بنے اور اس کا مظہر ہی رہے۔

اس کائنات میں آپ وہ ہستی ہیں جنہیں ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ملتے تھے، پیار کرتے تھے۔ استقبال کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر جانا ہوتا تھا تو سب سے آخر میں آپ کو پیار کر کے، مل کے جاتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے آپ ہی سے ملتے۔

آیئے اس زہرا، بتول، صابرہ، زاہدہ، صادقہ، عابدہ، عالیہ، شاکرہ و صالحہ کے بارے میں قرآن و سنت سے مزید علم حاصل کریں۔

امام ترمذی وغیرہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے اپنے اہل و عیال میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔"

امام طبرانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ:

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے۔ میں یا فاطمہ؟ فرمایا! "فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک ان سے زیادہ معزز ہو" سیدی عبدالوہاب شعرانی اسی بارے میں فرماتے ہیں کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرما دی کہ حضرت فاطمہ بارگاہ رسالت میں حضرت علی سے زیادہ محبوب ہیں۔

امام طبرانی نے شیخین کی شرط پر سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ام

Marfat.com

المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔
"میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا سے زیادہ افضل ان کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔" 7

امام بخاری راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ ان کی ناراضگی کا سبب میری ناراضگی کا سبب ہے۔ ایک روایت میں ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

امام طبرانی وغیرہ نے سند حسن (صحیح) سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا:
"اللہ تعالیٰ تمہاری ناراضگی سے ناراض اور تمہاری خوشی سے راضی ہوتا ہے۔"

ابن حبان وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"ایک فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت طلب کی، جس نے میری زیارت نہیں کی تھی۔ اس نے مجھے بشارت دی اور خبر دی کہ فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہیں۔"

ابن عبدالبر راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"بیٹی کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ انہوں نے عرض کیا ابا جان! پھر حضرت مریم کا کیا مقام ہے؟ فرمایا۔ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کے سردار ہیں"

امام نسائی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جنہیں کبھی حیض نہیں آیا۔"

"جب ان (حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی انہیں منکشف نہ کرے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسی غسل کے ساتھ دفن کر دیا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جویریہ بنت ابوجہل کو نکاح کا پیغام دیا تو نبی

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا:۔

"بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابوطالب سے کر دیں۔ میں انہیں اجازت نہیں دوں گا۔ دوبارہ کہتا ہوں کہ میں انہیں 7 اجازت نہیں دوں گا۔ ہاں ایک صورت یہ ہے کہ علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ وہ میری لخت جگر ہے۔ جو چیز انہیں مضطرب کرتی ہے وہ مجھے مضطرب کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دیتی ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔" اور آپ کی وصال تک پھر کبھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ارادہ نہیں فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصتی کی رات آپ کے لئے دعا فرمائی۔

"اے اللہ میں انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔"

ایسی ہی دعا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائی اور ان دونوں کے لئے دعا فرمائی۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے متفرق امور کو جمع فرمائے۔"

"اللہ تعالیٰ دونوں کو برکت عطا فرمائے' تم میں برکت فرمائے' تمہاری کوشش کو عزت دے اور تم دونوں کو بہت ہی پاکیزہ اولاد فرمائے۔"

ابن حبان' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ:

"میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس کا کلام حضرت فاطمۃ الزہرا سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے زیادہ مشابہ ہو؛ جب حضرت فاطمہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی مجلس میں بٹھا لیتے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا' میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ نے کہا کہ صبح کو ہمارے گھر میں چکھنے کے لئے بھی کوئی چیز (کھانے کی) نہ تھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے

Marfat.com

جاتا ہوں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ دونوں تمہارے پاس (بھوک کی وجہ سے) روتے رہیں گے اور تمہارے پاس کوئی چیز ہے نہیں۔ چنانچہ وہ فلاں یہودی کے ہاں (مزدوری کے لئے) گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے (آپ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض میں کھیل رہے ہیں اور ان دونوں کے سامنے کچھ کھجوریں جمع رکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علی! کیا گرمی تیز ہونے سے پہلے تم میرے دونوں بیٹوں کو گھر واپس نہیں لے جاتے؟ انہوں نے کہا آج صبح ہمارے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی۔ یارسول اللہ! آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیں میں فاطمہ کے لئے بھی کچھ کھجوریں جمع کر لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہ کے لئے بھی کچھ کھجوریں جمع ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے میں باندھ لیا۔ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو اٹھایا۔ دوسرے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا یہاں تک کہ دونوں کو گھر واپس لے آئے۔(1)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کئی دن ایسے گزرے کہ نہ ہمارے پاس (کھانے کے لئے) کوئی چیز تھی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ میں (گھر سے) باہر نکلا تو مجھے راستہ میں ایک دینار پڑا ہوا ملا۔ تھوڑی دیر تو میں سوچتا رہا کہ اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں لیکن بالآخر میں نے اسے اٹھا لیا کیونکہ (کئی دن کے فاقہ کی وجہ سے) ہم بڑی مشقت میں تھے۔ میں اسے لے کر ایک دکان پر گیا اور اس کا آٹا خرید کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لایا اور میں نے کہا اسے گوندھ کر روٹی پکاؤ۔ چنانچہ وہ آٹا گوندھنے لگیں (بھوک کی وجہ سے) ان کی کمزوری کا یہ حال تھا کہ ان کی پیشانی کے بال (آٹے کے) برتن سے ٹکرا رہے تھے۔ پھر انہوں نے روٹی پکائی' پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا آپ نے فرمایا تم اسے کھالو۔ کیونکہ یہ وہ روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو (غیبی خزانہ سے) عطا فرمائی ہے۔(2)

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے (بھوک کی وجہ سے پریشان دیکھ کر) فرمایا تم صبر سے کام لو اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں سات دن سے کوئی چیز نہیں ہے اور تین دن سے تو ان کی کسی ہانڈی کے نیچے آگ نہیں جلی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کروں کہ وہ تہامہ کے تمام پہاڑوں کو سونے کا بنا دے تو یقیناً" اللہ تعالیٰ ضرور بنا دیں گے۔ (3)

امام احمد جید سند صحیح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے غلام آئے ہیں تم بھی خدمت کے لئے کوئی غلام حضور سے مانگ لاؤ۔ پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے لہٰذا آپ ہمیں ایک خادم عطا فرمائیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! اس طرح نہیں ہو سکتا کہ تمہیں خادم عطا کروں اور اہل صفہ بھوک کے سبب اپنے پیٹ باندھ رہے ہوں۔ پھر فرمایا کیا میں تم دونوں کو تمہارے سوال سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں! فرمایا کچھ کلمات مجھے جبرائیل امین نے بتلائے ہیں۔ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو پہلے آیت الکرسی پڑھو پھر 33 مرتبہ سبحان اللہ' 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ ہیں۔

- جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔
- جس نے انتہائی کم عمری سے والد محترم کے مشن میں ساتھ دیا۔
- جس نے کم عمری میں بھی مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کا بڑی جرات' ہمت اور متانت سے سامنا کیا۔
- جس نے اپنے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سے اوجھ کو ہٹایا اور جسم مبارک کو صاف کیا۔
- جس نے شعب ابی طالب کی المناک سختیاں بچپن میں برداشت کیں۔

Marfat.com

- جس نے غزوہ احد میں اور خواتین کے ساتھ مل کر مجاہدین کی مرہم پٹی کی، پانی پلایا۔
- جس نے اپنے سرتاج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر والد محترم کے زخم صاف کئے اور خون روکنے کے لئے کھجور کی صف جلا کر زخموں میں بھری۔
- جس کے بطن مبارک سے آل رسول چلی۔
- جو خود پاک ہے اور جس کی آل بھی پاک ہے۔
- جس نے پیار، عزت و احترام میں اپنی بیٹیوں کے نام اپنی محترم بہنوں کے ناموں پر رکھے۔
- جس کا حلیہ مبارک، چال ڈھال، انداز گفتگو سب ہی والد محترم کے قریب تر تھے۔
- جو مباہلہ کے لئے اپنے والد محترم کے پیچھے پیچھے چلیں۔
- جو اپنے والد محترم کی طرح قرآن و سنت کا مظہر تھیں۔
- جو اختیاری فقر و فاقہ، سخاوت وغیرہ میں بھی مکمل باپ پر گئیں۔
- جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل و عیال میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔
- جس کے جیون ساتھی کے انتخاب کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل امین نے دی۔
- جس کے گھر میں سنت نبوی کے مطابق تین تین دنوں تک چولہا بھی نہ جلتا تھا۔
- جس نے ہر عمل و بات قرآن و سنت کے مطابق کی اور اس سے ہٹ کر کبھی کوئی بات نہ کی۔
- جس نے مال و اسباب ہمیشہ لوگوں میں بانٹا اور خود انتہا کی سادگی میں دن گزارے۔
- جس کے جسم مبارک پر ہمیشہ کھردرے، موٹے کپڑے ہی رہے اور والد محترم

Marfat.com

کی اطاعت و اتباع میں ہی خوش رہیں۔

✪ جس نے حسنین کریمین کو کم عمری میں ہی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھال دیا۔

✪ جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوری (جدائی) کے لمحات سب سے کم ہیں۔

✪ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ دنیا میں جنت کی حور ہے"۔

✪ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے"۔

✪ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہیں"۔

✪ جس نے اپنے گھر کا ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا۔

✪ جس کے تقویٰ، فقر و عبادت، اطاعت میں یہ بشارت (جنت میں فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہیں) سن کر اور اضافہ ہی ہوا۔ اور اسی طرح اضافہ ہوا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری اور عبادت گزاری میں سورہ فتح کے نزول کے بعد ہو گیا تھا۔

✪ جس کا ہمیشہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر استقبال کیا اور پیار کیا۔

✪ جس پاکباز صدیقہ، طاہرہ، نے وصال سے پہلے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی انہیں منکشف نہ کرے۔

✪ جس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"فاطمہ نے اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں نشان (گٹے) پڑ گئے اور پانی کی مشک اٹھانے سے گردن پر نشان پڑ گئے۔"

✪ جس کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

"میں نے فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو سچ بولنے والا نہیں دیکھا۔"

Marfat.com

"میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا سے زیادہ افضل ان کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا"

- جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تمہارا شوہر دنیا اور آخرت میں سیّد ہے۔"

- جس نے خادم کے بدلے یہ تسبیح، (پہلے آیت الکرسی، پھر 33 بار الحمد اللہ، 33 بار سبحان اللہ اور 34 بار اللہ اکبر) ملنے پر، عنایت ہونے پر اپنے والد محترم سے فرمایا، میں اللہ سے اور اللہ کے رسول سے اس حال میں خوش ہوں۔

آیئے اس سراپا قرآن و سنت، مظہر قرآن و سنت، سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل عمل کرنے والی ہستی کا ہم بھی بصد شوق اطاعت و اتباع کریں کہ ہمارے لئے یہی اتباع و اطاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

میری تمام لکھنے والے اور واعظ بھائیوں سے گزارش ہے کہ آپ حضرات' قابل صد عزت و احترام' حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہزادے نہ لکھیں اور نہ اس لفظ سے خطاب کریں۔ اور نہ ہی کوئی اور ایسا لفظ ان مبارک ہستیوں کے لئے استعمال کریں جو ذو معنی ہو' جس کو بدخو' برے لوگ غلط' گرے ہوئے' غیر اخلاقی' غیر معیاری معانی پہنا سکیں' آپ تو اس لفظ کو ان سے پیار' ادب و احترام کے لئے لکھتے اور بولتے ہیں جو کہ خوشی کی بات ہے لیکن آپ کے لکھے ہوئے' بولے ہوئے اس لفظ کو برے لوگ لغوی معنوں میں بھی لے لیتے ہیں اور کچھ ناعاقبت اندیش اس لفظ کو عیاش' مال دار اور لاپرواہ کے معانی میں بھی استعمال کر جاتے ہیں جو حقیقت جاننے والوں' پیار عزت احترام کرنے والوں کے جسم و دماغ میں چبھ جاتے ہیں اور جس سے بہت بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے۔

میرا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد ایک یہ بھی ہے کہ میں اس کے ذریعے واضح کر دوں کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قرآن و سنت سے ہٹ کر کبھی بھی نہ کوئی بات کی' نہ عمل کیا اور اگر انہوں نے ایسے کرتے کسی کو بھی دیکھا ہے تو ضرور اسے راہ ہدایت' راہ راست بتلائی ہے' سمجھائی ہے اور حتی الامکان برائی کا سدباب کیا ہے۔

ہم ان سے اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے بھی حق' سچائی' باوقار راست گوئی اور دیگر خوبیوں کو اپنائیں جو کہ بدرجہ اتم ان میں موجود تھیں اور وہ اسی پر عمل پیرا رہے اور مبالغہ اور بے ڈھنگی تعریف و توصیف سے گریز کریں۔ ان سے کوئی ایسی بات' عمل' منسوب نہ کریں جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو۔

میں یقین واثق سے کہتا ہوں کہ اگر آپ بھی اس وقت کی مسجد نبوی' اور امہات المومنین کے حجرات' مسجد اور حجرات سے متصل یعنی کہ ساتھ ہی لگا ہوا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارک' (سب

Marfat.com

حجرات کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف سب حجرات سے بڑی مسجد نبوی)، مسجد کی طرف ان حجروں کی کھڑکی یا دروازے کے کھلنے کا تصور کریں گے تو آپ بھی مجھ سے فوری اتفاق کریں گے کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلے قدم جو گھر سے باہر پڑے ہیں، وہ قدم بلامبالغہ مسجد نبوی میں ہی پڑے اور انہیں یہ دین اسلام، سنت اور سنت نبوی کو دیکھنے، سمجھنے، عمل کرنے کے لئے اسی دن سے مل گئے جب انہوں نے چلنا شروع کیا، بولنا شروع کیا اور کچھ ہوش سنبھالا۔

ان دنوں مسجد نبوی عبادت گاہ بھی تھی، درسگاہ بھی، صحابہ کرام کے اکٹھے ہونے کی جگہ بھی اور بے گھروں کے لئے عارضی ٹھکانہ بھی یہی تھا۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو سب کے نور نظر تھے۔ احادیث میں بار بار ذکر آتا ہے کہ آپ دونوں نماز کے دوران بھی اپنے نانا محترم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چڑھ بیٹھتے تھے، ساتھ ساتھ ہوتے تھے، آپ کی گود مبارک میں بیٹھ جاتے تھے۔

آپ دونوں کے نانا خاتم النبین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس پر خدا کی آخری کتاب قرآن حمید نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی سنت دی۔ آپ دونوں کے والد محترم کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر کی ہے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریب تر ہستی ہیں۔ آپ دونوں کی والدہ ماجدہ، انتہائی کم عمری سے، حق کے لئے مشکلات کا سامنا کرنے والی، دین اللہ کی متوالی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہ، ہمدرد و معاون انہی کی چھوٹی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جو جنت میں عورتوں کی سردار ہیں۔

آپ دونوں نے تو پرورش بھی عظیم گودوں میں پائی ہے۔ ان میں محترم والدین کی گود کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود بھی ہے، امہات المومنین کی بھی اور کبار صحابہ کرام کی بھی۔ محترم والدین کے ساتھ ساتھ انہیں سب نے پیار کیا ہے، تربیت دی، قرآن و سنت کی تعلیم اور دعائیں دی ہیں۔ ان کے جسم میں تو گھٹی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی ہے، اس نبی کی جس نے اپنے رحمت العالمین ہونے، سید المرسلین ہونے یا خاتم النبین ہونے پر فخر نہیں کیا، فخر کیا تو اللہ

Marfat.com

تبارک تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اختیاری فقرو فاقہ پر۔ جس نے اپنی اس آل کے لئے آیت مطاہرہ کے نزول کے بعد بھی لگاتار چالیس روز تک ان کی اور ان کی آئندہ نسلوں، آل اولاد کی پاکی کے لئے دعائیں کیں، دعائیں فرمائیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی دین اسلام یمن، عراق، مصر شام تک پہنچ گیا تھا۔ اسلامی مملکت دن بہ دن وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی تھی لوگ جوق در جوق اسلام میں شامل ہو رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ نے قابل فخر سب کچھ دیا، بجا طور پر ہفت اقلیم (سات ملکوں کے برابر کی بادشاہت) دی، لیکن آپ نے فخر کیا تو اپنے اختیاری فقرو فاقہ پر۔

جو آتا تھا وہ اسی دن لوگوں میں بانٹ دیا جاتا تھا۔ اجناس، پھل، سامان خورد و نوش کی کہیں کمی نہ تھی۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کا کھجور اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا اور اکثر کھجور بھی نہیں ملتی تھیں کیونکہ وہ بھی لوگوں کو دے دیتے تھے۔ امہات المومنین نے بھی یہی کیا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو لاکھ درہم آئے۔ آپ نے شام ہونے سے پہلے تک وہ بانٹ دیئے۔ جب فارغ ہوئیں تو خادمہ نے کہا کہ گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے ایک درہم ہی اپنے لئے رکھ لیتیں تو کھانا کھا لیتے۔ دیکھ لیجئے یہ تو حال ہے ان بزرگان دین کا، بانیان دین کا، کہ خود بھوکے رہیں اور لوگوں میں شب و روز خزانے بانٹیں۔ ان کی گھٹی کا، ان کے پیار کا، ان کے ہاتھوں میں کھیلنے پلنے، تربیت و تدریس پانے کا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کیا اثر ہوا ہو گا آپ خود خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔

یہی حال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ جو آیا وہ بانٹ دیا۔ جو پکایا وہ خود کھانے کے بجائے دوسروں کو کھلا دیا، جو بھی اچھی چیز آئی وہ دوسروں کو دے دی۔ یہ نہ بھولیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا چہرہ فاقوں کے سبب زرد تھا اور تکلیف و نقاہت کے سبب آپ کے جسم مبارک پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ اس کے بعد آپ بغیر کھانے کے بھی اپنا وقت اچھا گزارتی رہیں۔ اور یہ بھی نہ بھولیں کہ آل رسول کا یہ فقرو فاقہ

Marfat.com

اختیاری تھا اور سنت نبوی تھی جسے وہ شوق سے پورا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اسلامی مملکت ہزاروں میل تک پھیل گئی تھی۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ منورہ میں آگئے تھے۔ اکرام و احترام میں سب سے زیادہ خیال آل رسول' امہات المومنین' اور آپؐ کے قرابت داروں کا رکھا جاتا تھا۔ وہ زمانہ تھا کہ لوگوں کو درہم لینے کے لئے بلایا جاتا تھا (صرف مدینہ منورہ میں ہی نہیں بلکہ ساری مملکت میں) اور وہ اپنی مطمئن اور خوشحالی کے سبب درہم نہ لیتے تھے اور یہ ایک دو سالوں کی بات نہیں ہے یہ دور تقریباً" دس سال تو رہا۔

جتنی بڑی شان' اتنا ہی کڑا امتحان

موت اور تقدیر ہر ایک کے لئے برحق ہے۔ مشیت ایزدی کو سمجھنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس کا ذکر میں اس سے پہلے " باب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ " کے تقریباً" آخر میں کر چکا ہوں۔ اگر ضرورت محسوس کریں تو اسے ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔ تقدیر' مشیت ایزدی ہماری سوچ سے بہت بہت زیادہ بالا تر ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے تابعدار' پیارے فرزند کو قربان کرنے کے لئے' گردن پر چھری چلانے کے لئے زمین پر لٹا لیا تھا۔ کیا اس وقت قربانی دینے کے لئے زمین پر اچھے جانوروں کی کمی تھی؟ قطعاً" نہیں۔ یہ تو اللہ تبارک تعالیٰ اپنے پیار کرنے والوں کو آزماتا ہے کہ یہ مجھے کتنا پیار کرتا ہے' کتنا اطاعت و عبادت گزار ہے۔ رضائے الٰہی کو کس خاموشی' زندہ دلی' برد برداری' اطاعت و عبادت میں رہتے ہوئے' کس خوشی سے قبول کرتا ہے۔ جتنی بڑی کسی کی شان یا رتبہ ہوتا ہے اسی نسبت سے اس کا امتحان بھی کڑا ہوتا ہے۔

سید المرسلین' خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "دین کے معاملہ میں جتنا مجھے ستایا گیا ہے (اتنا سارے انبیاء کرام علیہ السلام میں سے) کسی اور کو نہیں ستایا گیا" سب سے بڑی شان بھی تو آپ ہی کی ہے۔ ننانوے نام' صفات' پیغمبر آخر و اعظم' شافعی محشر' ہادی دو جہاں' رحمت اللعالمین' محبوب رب کائنات اور دیگر تمام صفات۔

یہ نہ بھولیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سال اور حضرت

Marfat.com

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' ہاتھوں میں' نظر میں گزارے ہیں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی وہی کیا جو آپ کے نانا حضور نے کیا' نانیاں محترم' ابا حضور اور والدہ ماجدہ نے کیا۔ اوروں کے لئے سخاوت' خوش حالی' آسودگی اور اپنے لئے فقرو فاقہ کو پسند کیا اور ہر طرح ہر قدم قرآن و سنت کے مطابق اٹھایا۔ جو آتا تھا وہ بانٹ دیتے تھے۔

صدقہ و خیرات کرنا آپ دونوں کو بہت محبوب تھا۔ بارہا پورا پورا مال و اسباب راہ خدا میں دیا اور آدھا مال تو پہنچتے ہی صدقہ خیرات کرنا آپ دونوں کا معمول تھا۔ اپنی زندگی کے لحاظ سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس حج پیدل سفر کر کے کئے یعنی کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک اور کوفہ سے مکہ معظمہ تک۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس پیدل سفر کر کے حج کئے۔ آپ اور ہم تو مجبوری میں شاید تین چار میل پیدل چل لیں گے وہ بھی شوقیہ نہیں مجبوری میں' جب کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے شوقیہ پیدل چل کر اتنے لمبے سفر اور اتنے زیادہ حج کئے۔ عمل بر سنت نبوی' احترام قرآن' سنت' دنیا سے بے رخی' خیرات و صدقہ کرنا' سخاوت اور غریبوں کا خیال رکھنا تو ان مقدس ہستیوں کی عادت ثانیہ تھی' یہ تو انہیں گھٹی میں ملیں تھیں۔ ان کے بارے میں کبھی بھی گری ہوئی سوچ نہ آنے دیں۔ ان کا صدق دل سے عزت و احترام اطاعت و اتباع کریں کہ یہ بھی اتباع و اطاعت رحمت العالمین' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔

امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ آپ کی ولادت با سعادت نصف رمضان المبارک 3 ھ میں ہوئی۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد رکھی۔

☆ آپ نواسہ رسول اور گل گلشن رسالت ہیں۔

☆ آپ کی مدت خلافت چھ ماہ ہے۔ آپ کو 19/17 رمضان 40 ھ میں خلافت ملی اور ربیع الاول 41 ھ میں آپ اپنی مرضی سے' امت محمدیہ کی بھتری کے لئے خلافت

Marfat.com

سے دستبردار ہو گئے۔ اور یوں ان حدیث مبارک کو صحیح کر دیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی۔" اور "میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔"

ابو احمد عسکری فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا' اور کنیت ابو محمد رکھی' جاہلیت میں یہ نام معروف نہیں تھا"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی کو کندھے پر بٹھایا ہوا ہے اور دعا فرما رہے ہیں:۔

"اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ اور بہت ہی محبوب تھے' میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں۔ حضرت حسن آتے اور آپ کی گردن مبارک یا انہوں نے کہا پشت مبارک پر سوار ہو جاتے' آپ انہیں نہیں اتارتے تھے وہ خود ہی اتر جاتے تھے۔ میں نے آپ کو رکوع میں دیکھا آپ نے اپنے مبارک پاؤں میں اتنا فاصلہ کر دیا کہ وہ دوسری طرف گزر جاتے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں اور اس سے محبت کرنے والے کو محبوب رکھتا ہوں۔"

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر سے روایت ہے:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے اور جب آپ سجدے

Marfat.com

میں جاتے تو حضرت حسن بن علی آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے ہوتے کئی دفعہ ایسا ہوا، صحابہ نے عرض کیا ہم نے آپ کو یہ معاملہ کسی اور سے کرتے ہوئے نہیں دیکھا، فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا“

بخاری شریف میں ہے حضرت ابو ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”حضرت ابوبکر نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، پھر باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی کو کھیلتے ہوئے دیکھا، انہیں اپنی گردن پر اٹھایا اور وہ کہہ رہے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ پر میرے والد فدا ہوں، یہ حضرت علی کے مشابہ نہیں ہیں اور حضرت علی ہنس رہے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن کو ہلکورے دیتے ہوئے اسی طرح کہا کرتی تھیں“

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا، ایک شخص نے کہا اے بچے! تو بہت اچھی سواری پر سوار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے“

کہتے ہیں کہ آپ نے پیدل بیس حج کئے، فرماتے تھے مجھے اپنی رب سے حیا آتی ہے کہ میں اس کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہو جاؤں کہ میں نے اس کے گھر کی طرف پیدل سفر نہ کیا ہو، آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا مال راہ خدا میں صدقہ کیا، ایک جوتا رکھ لیتے ایک دے دیتے اور دو دفعہ تمام مال صدقہ کیا۔

ابن نجار اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد صحابہ اور اہل بیت کی محبت ہے“

Marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں۔

- جو گلشن نبی کا پہلا پھول ہے۔
- جس کا نام حسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔
- جس کی گھٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن شامل تھا۔
- جس نے گھر سے باہر پہلا قدم جو رکھا تو وہ مسجد نبوی میں پڑا۔
- جس کی بنیادی تربیت و تعلیم حضرت فاطمۃ الزہرا نے کی۔
- جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سواری کی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کندھوں پر کھلایا)
- جس کو قرآن و سنت کی بنیادی تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دی۔
- جس نے بچپن کے آٹھ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں گزارے۔
- جو مباہلہ کے لئے اپنے نانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی پکڑ کر چلے۔
- جس کو قرآن و سنت سے پیدائشی محبت و لگاؤ تھا۔
- جس کی رہنمائی و تربیت میں امہات المومنین و اکابر صحابہ کرام نے بھی حصہ لیا۔
- جس نے نماز' روزہ وغیرہ سنت نبوی کے مطابق ادا کیا۔
- جو اپنے نانا سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔
- جس نے علوم و معرفت براہ راست اپنے والد ماجد سے لئے حاصل کیے۔
- تو تمام صحابہ کرام بلکہ اس وقت کے عالم اسلام کا نور نظر تھا۔
- جو آل رسول ہے اور جس کی اولاد بھی پاک ہے۔
- جو ہمیشہ اپنے والد محترم کے ساتھ رہے اور ہر طرح کے فن و علوم میں مہارت حاصل کی۔
- جس کو اپنے نانا کی طرح فقر و فاقہ پسند تھا۔
- جس کو سخاوت' سیادت' بلا کی شجاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی۔
- جس نے بیس کے قریب حج پیدل چل کر کیے۔
- جس کا باطنی' روحانی دنیا میں بہت بلند مقام ہے۔

Marfat.com

✪ جس نے اس بشارت کے باوجود کہ "آپ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں" کبھی جنت کے حصول کے لئے محنت کو، عمل کو نہ چھوڑا اور دنیا سے بے رغبتی ہی رکھی۔

✪ جس نے رحمدلی اور دور اندیشی کے سبب مصالحت کی۔

✪ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت اور حفاظت کرنے والوں میں تھے۔

✪ جو سنت رسول و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ نمونہ تھے۔

✪ جس کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ میرا بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔"

✪ جس کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ یہ مجھے محبوب ہے، تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس کے محبوب کو بھی محبوب رکھ۔"

✪ جس کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ میرا بیٹا جنتی جوانوں کا سردار ہے"

✪ جس کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "حسن کے لئے میری ہیبت و سیادت ہے"

✪ جس نے ہمیشہ قرآن و سنت ہی کی بات کی اور اس سے ہٹ کر کبھی کوئی بات نہ کی۔

✪ جو بذات خود قرآن و سنت کا پیکر ہے، اپنے نانا کی طرح مجسم قرآن و سنت ہے۔

آیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جس نے زندگی بھر اطاعت و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی، ہم بھی بہ صد عزت و احترام آپ کے نقش قدم پر چلیں یعنی کہ اتباع اسوہ حسنہ کریں۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان 4 ھ میں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے آپ کو گھٹی دی' آپ کے کان میں اذان دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا۔ آپ نواسہ رسول اور گل گلستان رسالت ہیں۔

اسعاف میں حدیث شریف ہے۔

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں' اے اللہ! جو حسین سے محبت رکھے' اسے محبوب رکھ' حسین نواسوں میں سے ایک نواسا ہیں"۔

حدیث شریف میں ہے:۔

"جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (ایک روایت میں ہے)
جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے' وہ حسین بن علی کو دیکھے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام حسین' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا' چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسین چلتے ہوئے آئے اور آغوش رسالت میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا' پھر فرمایا: "اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں' تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس کے محب کو محبوب رکھ۔"

حضرت عمران بن سلیمان فرماتے ہیں:

"حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں' دور جاہلیت میں یہ نام نہیں تھے۔"

ابن العرابی' حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کا نام حسن و حسین رکھا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

Marfat.com

"حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"حضرت حسن سر سے سینے تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے اور حضرت حسین اس سے نچلے حصے میں (یعنی چلنے پھرنے میں) آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں سوائے خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام کے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے ایک کندھے پر حضرت حسن اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اٹھایا ہوا تھا، آپ کبھی انہیں چومتے اور کبھی انہیں، یہاں تک کہ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

"جس نے انہیں محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے انہیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا"

حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حسنین کریمین کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ آپ کے دو نواسے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا:۔

"حسن کے لئے میری ہیبت اور سیادت ہے اور حسین کے لئے میری جرات اور سخاوت ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)"

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں

- جس کا نام حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔
- جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی۔
- جو کہ نواسہ رسول اور گل گلستان رسالت ہیں۔

Marfat.com

- جس کی پرورش عظیم ترین گودوں میں ہوئی۔
- جس کے پہلے قدم حجرہ مبارک سے باہر جو پڑے تو وہ مسجد نبوی میں پڑے۔
- جس کی تربیت و تعلیم میں امہات المومنین اور کبار صحابہ کرام نے بھی حصہ لیا۔
- جس نے ابتدائی سات سال خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' گود اور نظر میں گزارے۔
- جس کے بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس کے محب کو بھی محبوب رکھ۔
- جس نے قرآن و سنت کو بچپن سے ہی اپنا لیا۔
- جو تمام صحابہ کرام بلکہ اس وقت کے عالم اسلام کا نور نظر تھا۔
- جو آل رسول ہے اور جس کی قیامت تک آنے والی نسل پاک ہے۔
- جو باوقت مباہلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے۔
- جس نے پانچ سال کی عمر میں نماز شروع کر دی اور سات سال کی عمر میں روزے رکھنے کے لئے تیار ہو گئے۔
- جس کی ذہانت اور دینی مسائل میں دلچسپی آٹھ نو سال میں ہی عیاں ہو گئی۔
- جس نے بچپن میں ہی صحابہ کرام کی مجلس میں مدلّل اور تسلی بخش جواب دیئے۔
- جو قرآن و سنت گھٹی میں لے کر آگے بڑھا اور جس کا سکون قدم قدم اتباع رسول میں تھا۔
- جس نے اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ امہات المومنین' ممتاز صحابہ کرام اور خاص طور' ثلاثہ خلفاء رسول سے بھی خوب فیض حاصل کیا۔
- جو جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔
- جس کا فرمان ہے "جو سنت رسول پر عمل نہیں کرتا وہ حضور سے محبت بھی نہیں رکھتا" (الصریح)
- جس نے فرمایا "سوالی' (سائل) کا حق قائم ہو جاتا ہے' خواہ وہ گھوڑے پر ہی سوار آئے"

Marfat.com

✪ جس کو درس و تدریس قرآن و سنت سے والہانہ لگاؤ تھا۔

✪ جو اس بشارت کے باوجود کہ وہ سردار جوانان جنت ہیں کبھی بھی آخرت سے غافل نہ ہوئے بلکہ قرآن و سنت سے لگاؤ میں اور شدت آگئی۔

✪ جو فی الواقع عابد شب زندہ دار تھے جو ساری ساری رات اپنے اللہ کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے تھے۔

✪ جس نے ہمیشہ صداقت' راست بازی' انصاف اور عمدہ برتاؤ کی تلقین کی۔

✪ جس نے فقرو فاقہ اور دنیا سے بے رغبتی کو اپنایا۔

✪ جس کا صدقہ' خیرات برابر جاری رہتا تھا۔

✪ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حسینؓ کے لئے میری جرات اور سخاوت ہے"

✪ جس نے پیدل چل کر پچیس (25) حج کئے۔

✪ جس نے جو بھی بات کی' عمل کیا قرآن و سنت کے مطابق کیا۔

✪ جس نے مشیت ایزدی کے تحت گرگٹ صفت' بے وفا اور سازشیوں کے شہر کوفہ کے لئے سفر اختیار کیا۔ جو رضائے الٰہی سے اہل بیت اور کچھ محبت کرنے والوں کے ساتھ کربلا کے میدان میں جا ٹھہرا۔

✪ جس نے رضائے الٰہی کے سامنے خوشی' رضامندی اور شوق و مسرت سے سرخم کئے رکھا اور جس کی زبان ہمہ وقت ذکر رب العالمین میں ہی مصروف رہی۔

✪ جس نے آخری لمحات تک نماز میں وہی خشوع و خضوع برقرار رکھا جو ان کے شایان شان تھا۔ جس نے رضائے الٰہی کے لئے اپنی آنکھوں سے اہل بیت کو کربلا میں شہید ہوتے دیکھا' سب کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا اور تدفین کی۔

✪ جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح آداب قربانی تمام تر شوق خوشی اور وقار سے ادا کئے۔

✪ جس نے میدان کربلا میں یہ سچ کر دکھایا "کہ حسین کے لئے میری جرات و سخاوت ہے"۔

Marfat.com

- جو جب بھوکا' پیاسا اور تنہا تھا' تو تب بھی ہزاروں پہ بھاری تھا۔
- جس نے شہادت سے پہلے بھی نہایت سکون خشوع و خضوع سے نماز ادا کی اور بارگاہ رب العالمین میں صبر و شکر پیش کیا۔
- جس نے تمام تر زخموں' نقاہتوں اور جابجا نیزوں کے پیوست ہونے کے باوجود سجدہ کیا اور سجدہ میں ہی سر کٹایا۔
- جس کی اس عبادت اور انداز نماز و عبادت کو دیکھ کر یہ کہا گیا۔

"نماز حق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں"

- جس کی المناک شہادت پر انس و جان' زمین و آسمان روئے۔
- جس کے قاتل بھی چھ سال بعد 10 محرم کو ہی اسی بے دردی سے قتل کئے گئے۔

آپ نے ان نیک سیرت' نیک فطرت' عظیم صحابہ کرام و آل رسول کے بارے میں پڑھ لیا ہے' جان لیا ہے۔ یہ بھی جان لیا ہے کہ یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیارے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سب کو ساری دنیا سے محبوب تھے۔ ان سب نے ہی بے داغ اطاعت و اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسوہ حسنہ پر نہایت عمدگی خوبصورتی اور مکمل خلوص و محبت کے ساتھ عمل کیا ہے۔

انہوں نے وہی بات کہی ہے جو رحمت العالمین' نبی آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ انہوں نے قرآن و سنت سے ہٹ کر ایک لفظ بھی نہیں کہا' اس لئے ہمیں چاہیے کہ کبھی بھی کوئی ایسی بات ان پاک و مقدس ہستیوں سے منسوب نہ کریں جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہوں۔

اسلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور آپ ہی کی زندگی میں ہر پہلو سے مکمل ہو گیا اور آپ نے قرآن حکیم پر مکمل عمل کر کے زمانہ کو دکھا دیا' جو کہ آپ کا اسوہ حسنہ ہے۔ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خوب سے خوب تر تعلیم و تربیت دی اور سب کے لئے اور آل پاک کے لئے خصوصی دعائیں کیں اور دیں اور یوں آپ نے ہر طرح سے مکمل سنت یا اسوہ حسنہ دے دیا۔ اس تکمیل کے

Marfat.com

بعد نہ تو خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ' نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور نہ آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے کسی نے اس میں کمی بیشی کی ہے اور نہ وہ کر سکتے تھے۔ میں دوبارہ یہ لکھ رہا ہوں کہ نہ وہ کر سکتے تھے اور نہ کسی نے کمی بیشی کی ہے۔ اب ہمارے لئے قرآن و سنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

آئیں ہم حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اتباع و اطاعت کریں اور ان کا صدق دل و جان سے احترام کریں اور ان سے سچی محبت کریں۔ ان سے یا کسی بانیان دین سے بھی محبت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وہ کام کیا جائے جو انہوں نے کیا اور اس سے بچا جائے جو انہیں ناپسند ہے' تھا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابہ کرام سے محبت کی ہے احترام کیا ہے ان کا اتباع کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام صفات' کمالات و خوبیوں کا حامل اور عامل جانتے ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی کی ہے اور ہر ایک کو نیکی' اچھائی اور بھلائی کی تلقین کی ہے۔ اگر آپ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی وہی کریں جو انہوں نے کیا ہے۔ یعنی کہ آپ ان کی اطاعت و اتباع کریں۔ اگر آپ وہ کر رہے ہیں جو حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا' یا وہ کر رہے ہیں جو انہیں عمل پسند تھا تو یقیناً" آپ ان سے محبت کرتے ہیں اور آپ کو اس محبت کا اجر روز آخرت' روز حشر' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ضرور دیں گے یعنی کہ آپ کو شفاعت رسول نصیب ہو جائے گی۔ شفاعت رسول کا نصیب ہو جانا ہی حصول جنت ہے اور قرآن حکیم کے مطابق انسان کے لئے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

حُبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بات حبّ رسول' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہے اس کے بیان کے لئے اگر میں روائتی انداز محبت کیا ہے؟ کیسے ہو جاتی ہے؟ کیوں ہو جاتی ہے؟ علامات کیا ہیں؟ محبوب کی نزدیکی میں کیا ہوتا ہے اور دوری میں کیا کیفیت ہوتی ہے؟ اس کی ہر ادا کو پسند کرنا' سراہنا اس کی خوشی و ناراضگی کا خیال وغیرہ وغیرہ کو بیان کروں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اور پھر بھی تشنہ رہے گا۔ اس لئے میں قرآن کریم' سنت و احادیث سے آیات مبارکہ اور متعلقہ واقعات کا مختصر بیان کروں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ یوں مندرجہ بالا سوالات' خیالات و سوچ کا جامع' مکمل' مختصر جواب بھی ہوں گے اور یہ محبت' حب' حب رسول کے بارے میں بہت کچھ سمجھا دیں گے اور مضمون بھی بے جا طویل نہ ہو گا۔

محبت' حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار مثالیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پیش کی ہوئی ہیں بلکہ اس معاملہ میں ان میں سے ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ سابقون الاولون' انصار مدینہ بذات خود سراپا حب رسول تھے۔ وہ محبت یا حب رسول جو ان پاکبازوں میں عام تھی' آج کے زمانے میں تو چراغ لے کر ڈھونڈو تو خال خال ملتے ہیں۔ ہم ان سے مقابلہ کا سوچ بھی نہیں سکتے لیکن ایک بات ہے کہ جس کے پاس جو کل کائنات ہو اور وہ اپنی کل کائنات اپنے محبوب کے قدموں میں ڈال دے' اس پر لٹا دے تو وہ عاشق تو ہے' اسے اپنے محبوب سے محبت تو ہے۔ اس بارے میں ایک شعر یوں ترجمانی کرتا ہے۔

دل اور ایک فقیر کا دل' اے پری جمال
قیمت نہ پوچھ' مال پہ تھوڑا سا غور کر

یعنی کہ فقیر کے پاس دینے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں اس کے پاس تو صرف ایک دل ہے (جو بازار میں پانچ دس روپے سے زیادہ کا نہیں ہے) لیکن اس کی تو ساری ملکیت' کائنات صرف یہ دل ہی ہے جو اس نے سب سے ہٹا کر' ناطہ توڑ کر مکمل اپنے

Marfat.com

محبوب کو دے دیا۔ کیونکہ اس نے اپنا سب کچھ ہی' اپنی تمام کائنات ہی دے دی وہ عاشق تو ہے' اسے محبت تو ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو دل ہی نہیں' جان بھی' جان ہی نہیں بلکہ اپنی آن بان شان' آرام' کھاناپینا' عیش و عشرت' اہل و عیال' گھر کا سکون اور گھر بار سب کچھ ہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لٹا دیا اور امر ہو گئے۔

ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عقل و فہم کی دولت عطا فرمائی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی روح ہے۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور پُرنورؐ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے تمام عزیز و اقارب' قریبی رشتہ دار و احباب سے زیادہ لازم کی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:۔

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآئُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ○ (سورہ توبہ آیت 24)

ترجمہ :- آپ! فرما دیجئے کہ اے لوگو! تمہارے باپ' تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری عورتیں' تمہارا کنبہ' تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر رہتا ہے اور تمہاری پسند کے مکان' ان میں سے کوئی چیز بھی اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک انصاری فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

ترجمہ :- تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ و اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (1)

حضرت سہل بن عبداللہ التستری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من لم یرولا یۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علیہ فی جمیع احوالہ ولم یرنفسہ فی ملکہ لم یذق حلاوۃ سنۃ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔

ترجمہ : جو ہر حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے اور اپنی ذات کو ان کی ملکیت میں نہ سمجھے وہ حلاوت سنت (سنت کی مٹھاس) سے محروم ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے زیادہ اس کو محبوب نہ ہو جاؤں۔ (2)

مندرجہ بالا آیت مبارک اور تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' ماں باپ و اولاد' عزیز و اقارب' دوست و احباب' مال و دولت' مسکن و وطن اور اپنی جان' غرض کہ ہر چیز کی محبت سے زیادہ ضروری و لازم ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت نہ رکھے یا ان کی مخالفت کرے تو خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اس سے دوستی اور محبت رکھنا جائز نہیں۔

یہ معلوم ہو گیا کہ ایمان و نجات کا دارومدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے تو جس مومن کے دل میں آپ کی محبت کامل ہو گی اس کا ایمان بھی کامل ہو گا ورنہ ناقص ہے اور جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً" محبت نہیں ہے تو وہ یقیناً" ایک دم ایمان سے محروم ہے۔

محبت ایسی چیز نہیں جو ظاہر ہو' اس کا تعلق دل سے ہے اور ظاہر ہے کہ دلوں کا حال ہمیں معلوم نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محب قرار دے کر مومن سمجھیں اور کس کے دعویٰ محبت کو غلط جان کر اسے ناری قرار دیں؟

Marfat.com

معیار محبت

اس سلسلے میں بعض حضرات کا مسلک تو یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے کیونکہ محب' محبوب کا مطیع اور متبع مکمل تابعدار' فرمانبردار ہوتا ہے۔

انّ المُحبّ لمن یحبّ مطیعٌ

ترجمہ: محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع' فرمانبردار و مکمل تابعدار ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی ارشاد رب العالمین ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورہ آل عمران۔ آیت 31)

میرے حبیب آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (پھر) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محبت کی شرط اتباع و اطاعت ہے' لہٰذا جو متبع سنت اور پابند شریعت ہے' وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محب ہے اور صحیح معنی میں مومن ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اتباع و اطاعت جسے معیار محبت قرار دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ و اعمال مقدسہ کے مطابق مطلقاً" عمل کرنے کا نام اتباع و اطاعت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے یا کچھ اور بھی درکار ہے؟ اگر "مطلق عمل" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اعمال مقدسہ کی صرف نقل کو اتباع و اطاعت قرار دیا جائے جن کی موافقت شرعا" مطلوب ہے تو اس معیار سے وہ منافقین اور دشمنان دین بھی حضور کے متبع اور اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہونے اور اپنے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت رکھنے کے نماز روزہ اور دیگر اعمال حسنہ کرتے تھے۔ بلکہ صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہوا ہے' حدیث ہے کہ ایک بے دین و گمراہ قوم آخر زمانہ میں پیدا ہو گی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا' سچے اور

Marfat.com

خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے' ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے مثل ہوں گے' ان کے پاجامے ٹخنوں سے اونچے اور سر منڈھے ہوئے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔

ایسی صورت میں اس ظاہری اتباع و سنت اور سنن کریمہ کے نقل کو کیونکر معیار محبت اور دلیل ایمان قرا دیا جاسکتا ہے؟ یہ تو نری نقالی ہے جو کسی حال میں محمود (قابل غور قابل تعریف) و مستحسن نہیں ہو سکتی' اس لیے ضروری ہے کہ اتباع و اطاعت کے معنی پر غور کیاجائے اور صحیح معیار محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ اللہ تبارک تعالی کی محبوبیت ہے۔ عام زندگی میں بھی محبوب کا دشمن کسی محب کو بھی پیارا یا محبوب نہیں ہوتا۔ تو پھر اللہ تبارک تعالی کے محبوب کا دشمن اللہ تعالیٰ کا محبوب کیونکر ہو سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیہ مبارکہ میں اتباع کے معنی محبت رسول کے بغیر صرف ان کے سنن کریمہ کی نقل کرنا نہیں بلکہ فاتبعونی کے معنی یہ ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشے میں مخمور اور ان کی الفت کے جذبات سے معمور ہو کر بتقاضائے الفت و محبت ان کی اداؤں ان کے احکام' ان کی سنت کے سانچے میں ڈھل جاؤ گے تو یہ اتباع حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے۔

مگر بات جہاں تھی وہیں رہی' سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت کے ساتھ ان کی سنن کریمہ پر عمل کر رہا ہے' اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقالی میں مصروف ہے۔ آیئے اس سوال کا حل اور معیار محبت تلاش کریں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ○ حبک الشئی یعمی ویصم ○

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (کہ انسان کو جب کسی شے سے محبت ہو جاتی ہے تو) وہ محبت اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب

Marfat.com

سننے سے)بہرہ کردیتی ہے۔" (ماشاء اللہ معیار محبت کو کس خوبصورتی سے واضح کیا ہے اس حدیث مبارکہ نے۔) (3)

اس مبارک حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی ناقابل تردید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ محبت کا دعویٰ کرنے والے کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا صحیح معیار یہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز خوبیاں' حسن و جمال ہے تو پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعوی محبت میں جھوٹا ہے۔ محبت والی آنکھ کو واقعی عیب نظر نہیں آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام تو بفضل اللہ تعالی ویسے ہی بے عیب ہیں۔

الحمد اللہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب ہیں اور جسے بے عیب میں بھی عیب نظر آئے اس کا دعویٰ محبت کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جو مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں عیوب و نقائص ثابت کرنے کے درپے ہو وہ کیونکر سرکار کی محبت کے دعوٰی میں صادق' سچا ہو سکتا ہے؟ اسے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعا" محبت نہیں ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم محمد ہیں اور محمد کے معنی ہی بے عیب ہیں' تو جس نے محمد کے اندر عیب مانا' ڈھونڈا' تلاش کیا تو اس نے محمد کو محمد ہی نہیں مانا۔ حضور کو محمد وہی مانتا ہے۔ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانتا ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح یہ عیاں ہو گیا' ثابت ہو گیا کہ صرف وہ اپنے دعوٰی محبت میں سچا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عیوب و نقائص سے منزہ اور پاک مانتا ہے اور جو وہ کچھ کرتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور اس کے کرنے سے باز رہتا ہے جس سے باز رہنے کا حکم ہے۔

گزشتہ سطور میں ثابت ہو چکا کہ ایمان کا دارومدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

محبت پر ہے اور محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب شیئاً اکثر ذکرہ کہ جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔(4)

پس جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی زیادہ محبت ہو گی وہ اتنا ہی کثرت آپ کا ذکر کرے گا۔ معلوم ہوا آپ کا کثرت سے ذکر کرنا تقاضائے محبت و ایمان ہے۔

علامہ محاسبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

عَلامہُ المحبّین کثرۃ الذکر للمحبوب علی طریق الدّوام لا ینقطعون ولا یملون ولا یفترون وقد اجمع الحکماء علی ان من احبّ شیئاً اکثر من ذکرہ فذکر المحبوب ھوا الغالب علی قلوب المحبّین لا یریدون بہ بدلاً ولا یبغون عنہ حولاً ولو قطعوا عن ذکر محبوبھم لفسد عیشھم وما تلذّ ذالمتلذّذون بشئی الاّ من ذکر المحبوب ○

محبوں کی علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی ذکر سے جدا ہوتے ہیں اور نہ کبھی چھوڑتے اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور دانشور' سمجھ والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ محب محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور محبوب کا ذکر محبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اس کا بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس سے پھرنا اور اگر ان کے محبوب کا ذکر ان سے جدا ہو جائے تو ان کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں وہ لذت و حلاوت نہیں پاتے جو ذکر محبوب میں پاتے ہیں۔(5)

امام قاضی عیاض رحمت اللہ فرماتے ہیں!

ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ الشوق الی لقائہ اذ کل حبیب یحبّ لقاء حبیبہ۔

ترجمہ :- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی زیارت اقدس کا بہت زیادہ شوق ہو کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی ملاقات کو محبوب

Marfat.com

رکھتا ہے۔ (6)

ومن علامات محبته صلی اللّٰه علیه وسلم ان یلتذ محبه بذکره الشریف ویطرب عند سماع اسمه المنیف ۔

ترجمہ :- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا محب آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذت و سرور پائے اور آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خوش ہو۔ (7)

اب ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کیجئے جو آپ کے ذکر پاک' فضائل و کمالات صورت و سیرت کے بیان سے خوش نہیں' بلکہ تنگ دل ہوتے ہیں' کیا ان کا آپ کے ذکر پاک سے دل تنگ ہونا ایمان و محبت سے محروم ہونے کی کھلی ہوئی دلیل نہیں؟ ایسے لوگ ایمان و حب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دم محروم ہیں۔

آپ کا ذکر ذکر خدا ہے

حدیث مبارک ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جعلت تمام الایمان بذکرک معی وقال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی

ترجمہ :- میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے' پس جس نے تمہارا ذکر کیا' اس نے میرا ذکر کیا۔ (8)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اتانی جبریل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللّٰه اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی

ترجمہ :- میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ خوب

Marfat.com

جانتا ہے۔ فرمایا کہ جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو گا۔(۹)

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کے ذکر کے ساتھ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے دیکھئے کہ پچاس سے زائد بار مختلف آیات یا سورتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک عمل، تعمیل، اطاعت، محبت، تابعداری، خوشی و خوشنودی کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ سبحان ہُو کے نام کے ساتھ آیا ہے۔ 8

صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریم، شافع محشر، ھادی برحق، بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت آپ کی عزت و توقیر، تعظیم و تکریم ایک نعمت بے بہا ہے۔ ایک دولت بے انتہا ہے، مگر ہر آدمی کو یہ دولت و ثروت کہاں نصیب ہے۔ یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے اگر کائنات پر نظر دوڑائیں تو صرف صحابہ کرام ہی وہ خوش نصیب ہستیاں ہیں جن کے سینے عشق و محبت اور رسول کریم کی چاہت کے منبع و چشمے بن چکے تھے۔ ان متبرک ہستیوں کے دلوں میں عشق رسول کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا اور جن کے لیل و نہار اپنے محبوب حقیقی کی یاد میں بسر ہوتے تھے۔ جن کی ہر ادا اپنے محبوب مکرم کے نقش پا پر صادق آتی تھی اور جن کا ایمان، جن کی ریاضت و عبادت ذکر و اذکار تصوف و روحانیت صرف اور صرف اپنے حبیب جلیل، محبوب کریم کے در کے اردگرد چکر لگانے پر، دیدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف تھا۔

اس پاکیزہ گروہ کی سچی محبت نے جب اپنا حقیقی رنگ دکھایا اور بحر بیکراں کی طرف اٹھ کر سامنے آئی تو فلک چشم نے صدیق اکبر، عمر فاروق اعظم، عثمان غنی، علی شیر خدا، حیدر کرار، سمیہ ام عمار، عمار بن یاسر، خباب بن ارّت، بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی، عاصم، خبیب، اویس قرنی، زید بن دثنہ، تمام سابقون الاولون اور انصار مدینہ (مرد، عورتیں، بچے) وغیرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے فقد المثال عشاق کو دیکھا جنہوں نے عشق کی دنیا کے اندر وہ مقام پایا، وہ مرتبہ وہ منزلت حاصل کی جو صدیوں کی اطاعت و بندگی سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس بارے میں صحابہ کرام

Marfat.com

میں سے کس کس کا ذکر کروں یہاں تو سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے اختصار کی خاطر یہاں چند ایک کا ذکر کر رہا ہوں۔

8 لیجئے اسلام کی پہلی شہید خاتون حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا کی محبت کو دیکھیئے۔ آپ اُمِّ عمار ہیں۔ اس ہستی نے بھی آقا علیہ السلام کی محبت میں ایک مقام حاصل کیا، مدنی آقا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں جان تو دے دی مگر سرور کائنات کی محبت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور ابوجہل کے بار بار مطالبہ کہ محمد کا دین چھوڑ دیں، ساتھ چھوڑ دیں، اس اصرار پر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اس لعنتی کے منہ پر تھوک کر دنیا کو بتا دیا کہ اگر تم سے کوئی محبوب مکرم کی محبت چھیننا چاہے تو اس کے منہ پر تھوک دو۔ کیونکہ وہ بد خصلت اسی کا حقدار ہے اور صرف ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ایسی محبت ہے جس پر کسی قسم کی کوئی سودا بازی نہیں ہو سکتی۔

اسلام کے پہلے شہید مرد حضرت حارث ابن ابی ھالہ کی محبت برائے اسلام، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر شدید ہے کہ تن تنہا اسلام کے آغاز میں ہی دفاع بانی اسلام و اسلام کے لئے حرم شریف میں گیا اور وہیں مشرکوں نے تلوار مار کر شہید کر دیا۔

ام المومنین، حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت ابو سفیان حالت کفر کے اندر صلح حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ آئے اور اپنی بیٹی سے ملنے گئے، اور بستر نبوی پر بیٹھنے لگے تو ام المومنین نے بستر الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حبیب پاک کا بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو اس لیئے تم اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابو سفیان کو اس کا بڑا رنج ہوا مگر حضرت ام حبیبہ کے دل میں حب و عظمت مصطفیٰ تھی اسی وجہ سے وہ کبھی بھی یہ بات برداشت نہیں کر سکتیں تھیں کہ بستر حبیب پر ایک مشرک بیٹھے۔ اللہ اکبر، سیدہ ام حبیبہ نے اپنے باپ کی عظمت و محبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا۔ کیونکہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے مگر عظمت مصطفیٰ اور رحمت رسول کا دامن نہ چھوٹنے

Marfat.com

پائے۔

حضرت ام سلمہ اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا کے غزوہ احد میں والد' بھائی اور شوہر شہید ہو گئے جب اس کو ان کی شہادت کا علم ہوا تو اس پر تو اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا' نہ ہی آہ و بکا کی اور جب اس کے ہونٹ کھلے تو صرف یہ پوچھا لوگو! مجھے بتاؤ کہ میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں باخیریت تو ہیں؟ جب انہیں یہ خبر ملی کہ آقا علیہ السلام موجود ہیں تو زیارت کی خواہش ظاہر کی جب آپ کو دیکھا اور اپنے محبوب برحق کے دیدار سے مشرف ہوئیں تو فرمانے لگیں۔

کل سا مصیبتہ بعدک جلل

آپ کے ہوتے ہر مصیبت ہیچ ہے۔(10)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب شہید ہو جائیں' میرا سہاگ اجڑ جائے کوئی پرواہ نہیں میں بھائی کی مہربانیوں سے محروم ہو جاؤں کوئی غم نہیں' میں باپ کی شفقتوں سے بے سہارا ہو جاؤں کوئی رنج نہیں۔ آقا علیہ السلام اگر آپ زندہ رہیں تو میرا سب کچھ ہے اور اگر آپ نہیں تو میرا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں آقا یہ سب رشتے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں آپ کا رشتہ ہی وہ رشتہ ہے جو سب سے عظیم ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ بالا صحابیہ حضرت ام سلمہ اسماء بنت یزید بن سکن کے سرتاج ہیں۔ غزوہ احد کے ایام میں حنظلہ بن ابی عامر کی شادی ہوئی تھی جس رات آپ اپنی دلہن کو بیاہ کر لائے تھے۔ اسی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہو گئی تھی کہ کفار مکہ' مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں ان کے مقابلے کے لئے میدان جہاد میں چلو۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود یہ کہ نوجوان تھے اور شادی کی پہلی شب تھی مگر اپنے محبوب مکرم کا حکم سن کر سب کچھ بھول گئے اور اپنی دلہن کو بھی نظر انداز کر دیا گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ

سب سے بیگانہ رہے' یارو شناسا تیرا
حور پر آنکھ نہ ڈالے' کبھی شیدا تیرا

میدان جہاد میں چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس محویت کے عالم میں آپ

Marfat.com

کو اپنے غسل کرنے کی ضرورت بھی یاد نہ رہی۔ اور اسی حالت میں معرکہ جنگ میں تشریف لے گئے اور اسی دن شہید ہو گئے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو شہداء کی لاشیں جمع کرنے کا حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ سب لاشیں مل گئیں مگر حضرت حنظلہ کی لاش مبارک نہ ملی۔ یکایک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تختے پر لٹا کر، آب رحمت سے غسل دے رہے ہیں اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہوا۔(11)

حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عمار بن یاسر اپنے محبوب کی محبت میں کیا ستم سہتا، اٹھاتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر کو پہلے چوب اور کوڑوں کی مار سے کفار نے نڈھال کر دیا، پھر آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا مگر یہ سچا عاشق، محب رسول، عشق و محبت کا یہ سپہ سالار و امین، پہاڑ بن کر مخالفوں کے سامنے ڈٹ گئے۔ اس حالت میں تاجدار ختم نبوت، محبوب اعظم کا گزر ان کے قریب سے ہوا تو حضرت عمار نے اپنے محبوب کو یارسول اللہ کہہ کر پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم فرمایا!

حضرت زید بن دَثِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرتے وقت ان سے حضرت ابوسفیان (یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) نے کہا اے زید! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم کو یہ پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت ہمارے پاس ہوں اور ہم تمہاری جگہ ان کی گردن مار دیں اور تم اپنے اہل و عیال میں رہو؟ تو حضرت زید نے جواب میں کہا اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جہاں ہیں وہاں ہی ان کو ایک کانٹا چبھے اور اس تکلیف کے بدلہ میں میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

جب مشرکین مکہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر چڑھا کر بلند آواز

Marfat.com

سے قسم دے کر پوچھ رہے تھے کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ ہوں اور ان کو سولی دے دی جائے؟ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں۔ اللہ بزرگ و برتر کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میرے بدلہ میں ان کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔

حضرت جناب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین مکہ نے کوئلوں پر لٹایا اور اس وقت تک لٹائے رکھا جب تک جلے ہوئے حصوں کی رطوبت سے کوئلے خود نہ بجھ گئے۔ بہت بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیٹھ پر داغ دیکھا اور پوچھا کہ اے میرے بھائی خباب بن ارت یہ کیا ہے اور جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو بہت روئے اور آپ نے فرمایا اے خباب بن ارت اپنا کرتا اٹھاؤ میں تمہاری پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبت رسول کی بدولت آگ میں جلائی گئی۔ (12)

حضرت بلال بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ شروع دن سے مشرکین مکہ کے طرح طرح کے ظلم وستم کا شکار رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد کرایا اور فوراً ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے گئے۔ آپ کے فراق میں دربدر پھرے اور جب موت قریب لگی تو خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ حضرت بلال کا انتقال ہونے لگا اور موت کے فرشتوں کے آثار ظاہر ہونے لگے تو حضرت بلال کی بیوی نے کہا ہائے! افسوس! حضرت بلال نے فرمایا افسوس کرنے کا کونسا موقع ہے یہ تو خوشی کا مقام ہے کہ انشاء اللہ آج کل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن زید کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں حضور انور کے وصال کی خبر ملی وہ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر انہوں نے رب کائنات سے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمدا احدا فلکف بصرہ (اے میرے

Marfat.com

رب میری آنکھوں کی بینائی ختم کر دے تاکہ میں اپنے حبیب کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ (13)

دوسرے پہر غزوہ احد کی ہل چل اور بدحواسی میں جب مہر رسالت کو ہجوم کفار نے گھیر لیا اور اس وقت سید الانبیاء نے پکار کر کہا کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے تو حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت ادا کرنے کے لئے بڑھے۔ ہر ایک نے بہادری' جانبازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کر دی مگر ایک زخم بھی اپنے محبوب معظم کو لگنے نہیں دیا۔ اور زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ زخموں سے چور چور ہو کر دم توڑ رہے تھے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے ابھی کچھ جان باقی تھی آپ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا منہ مبارک اپنے محبوب برحق کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ (سبحان اللہ اس موت پر ہزاروں زندگیاں قربان)۔ (14)

تیرے قدموں پر سر ہو اور تار زندگی ٹوٹے
کیا خوب انجام الفت ہے' یہی مرنے کا حاصل ہے

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں ایک حقیقی عاشق کا اور ایک بناوٹی' مصنوعی عاشق کے عشق کا۔ حقیقی عشاق نے میدان محبت کے اندر تہلکہ مچا کر رکھ دیا اور عشق کے سمندر کے اندر اپنے عشق کی آگ لگا دی' واللہ خود عشق و محبت نے صحابہ کرام کے در اقدس پر اپنی گردن جھکا دی اور اس کے بعد خود محبت اور عشق حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ ازل سے اب تک لوح محفوظ پر ایسی داستانیں عشق و محبت کی رقم نہ ہوئی تھیں۔ اور جو رقم ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی' ان کی جنھوں نے اپنا تن من دھن بلکہ سب کچھ ہی اپنے محبوب پر وار دیا۔

قارئین محترم! آپ نے عشق حقیقی کے پھل اور اس کے مزے دار ہونے کا اندازہ لگایا۔ یہ ہے حقیقی عشق اور عاشق صادق کی پہچان' گرم آگ پر لیٹ رہے ہیں' جان بہ لب ہیں' تختہ دار پر لٹک رہے ہیں' جسم کے حصے کٹ رہے ہیں مگر حبیب حقیقی کی محبت پر کسی قسم کی سودا بازی کرنا تو درکنار تصور تک نہیں کر سکتے' حتیٰ کہ

Marfat.com

اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور کے چہرے کو دیکھنا یہ بھی بے وفائی اور محبت کے ساتھ غداری تصور کرتے ہیں اور آنکھوں جیسی نعمت عظمیٰ کو حبیب کی دید کے بغیر بے کار اور فضول سمجھتے ہیں۔ ان کا ایک ہی تصور و عقیدہ ہے کہ آنکھ بند ہوئی تو یار مکرم کی دید کرکے اور آنکھ اس وقت کھلے جب یہ والضحیٰ کے مکھڑے والا محبوب اعظم سامنے ہو، تاکہ محبتوں کا ربط، عشق کا مزہ یونہی برقرار رہے۔ تو جناب یہ ہے محبت کا معیار اور مذکورہ بالا لوگ ہی ہمارے لئے محبت کرنے والوں کی بہترین مثال ہیں۔

اس باب کا اور ساری کتاب کا نچوڑ یا لب لباب یہ ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے آخری نبی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم میں اپنی طرح ننانوے نام عطا کئے ہیں۔ جیسے یہ نام اللہ تبارکُ تعالیٰ کی صفات ہیں اسی طرح اس نے اپنی مرضی، علم و طریقے سے یہ صفات نبی اول و آخر و اعظم کو بھی دی ہیں۔ سوائے صفت الوہیت کے۔

اب جو کوئی بھی

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام صفحات کا حامل و عامل نہیں مانتا یا کسی ایک بھی صفت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہے۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، سب سے محبت نہیں کرتا ان کا ادب و احترام نہیں کرتا۔
- پنجتن پاک، آل رسول اور ان کی آل اولاد سے محبت نہیں کرتا، ان سب کا ادب و احترام نہیں کرتا۔

وہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اسے ہادی دو جہان، خاتم النبین، سید المرسلین، رحمت اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے، پیار نہیں ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت سے نابلد ہے، عالم نہیں ہے، وہ جاہل ہے اور اسی سبب وہ آپ کا ادب و احترام بھی نہیں کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مطلب ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے حجر اسود کو چوما ہے تو ہمیں بھی اسے بوسہ دینا محبوب ہو گا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے حجر اسود تو ایک پتھر ہی ہے لیکن کیونکہ تجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما ہے اس لئے میں بھی تمہیں بوسہ دوں گا۔

اگر نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی تعریف کی ہے تو ہمیں بھی تعریف کرنا ہو گی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اگر وادی محسّر سے تیزی سے گزرے ہیں تو ہمیں بھی وہاں تیزی سے گزرنا ہو گا۔

اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے محبت کی ہے ان کی تعریف کی' انہیں سراہا ہے ان سے بہت خوش تھے تو ہمیں بھی ان سے محبت' تعریف کرنا ہو گی' انہیں سراہنا ہو گا' ان کی خوبیوں کا اعتراف کرنا ہو گا اور اگر سرکار دو عالم نے کہیں ان کی خامی' کوتاہی پر چشم پوشی کی ہے تو ہمیں بھی خاموش' باادب اور خوش ہونا ہو گا۔

اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت سے بہت پیار کیا ہے انہیں بہت چاہا ہے' ان کے لئے خاص دعائیں کی ہیں' تو ہمیں بھی انہیں چاہنا ہو گا ان سے محبت کرنا ہو گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر اور صحابہ کرام پر بھی سلام و درود بھیجنا ہو گا۔

اگر ہادی دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے کاموں کی ترغیب دی ہے اور برائی سے روکا ہے تو ہمیں بھی یہی کرنا ہو گا۔ اگر ہم وہ کچھ کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے' فرمایا ہے تو یقیناً" ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے بصورت دیگر نہیں اور اس میں قطعاً" شک یا جھوٹ نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اول ہے' اور اگر اسی بنیاد میں' بنیاد کی خشت اول میں خامی ہو تو سب کچھ نامکمل ہے بلکہ سب کچھ ہی بیکار ہے' بے سود ہے' رائیگاں ہے۔ اور ایسا شخص محض اس دھوکہ کی زندگی گزار رہا ہے کہ اسے بھی سرکار دو عالم سے لگاؤ ہے' جب کہ حقیقت میں اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

Marfat.com

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اہل بیت' اس لفظ کے معانی اور تفسیر میں چند اقوال اور اطلاقات ہیں' کبھی اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے' اور وہ اولاد علی و جعفر و عقیل و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' کبھی بمعنی عام شامل اولاد' ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ لفظ مخصوص بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیا جاتا ہے۔ بسبب زیادت فضل ان کے اور موافقت اور تطبیق ان اقوال میں (اس طرح) پر ہے کہ بیت یعنی مکان تین قسم کے ہوتے ہیں' بیت نسب و بیت ولادت و بیت سکنی پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نسبی اور ازوواج مطہرات اہل بیت سکونت اور اولاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت ولادت اور حضرت علی کرم اللہ وجہ اگرچہ آپ کی اولاد میں نہیں مگر ملحق باولا و بوسیلہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ (1)

آل رسول کے بارے میں مزید یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کہلاتے ہیں اور آپ ہی کی طرف صحیح نسبت کے ساتھ منسوب ہیں۔ اس بارے میں امام طبرانی نے یہ حدیث بیان کی ہے: "اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد ان کی پشت میں رکھی اور میری اولاد علی بن ابی طالب کی پشت میں رکھی۔" (2)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

"ہر ماں کی اولاد اپنے (پدری) رشتہ داروں کی طرف منسوب ہوئی ہے ماسواء اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا ولی ہوں اور ان کا عصبہ ہوں" (3)

یہ خصوصیت صرف حضرت فاطمہ کی اولاد کے لئے ہے دوسری صاحبزادیوں کی اولاد کے لئے نہیں ہے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں اور وہ آپ کے بیٹے ہیں جس طرح کہ یہ بات اولاد فاطمہ کے

Marfat.com

لئے کہی جاتی ہے۔ ہاں یہ کہا جائے گا کہ وہ آپ کی اولاد اور نسل میں سے ہیں۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی خبر ہونے (آپ کی اولاد اور نسل ہونے) کی فضیلت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ اگر حضرت زینب کی لولاد حضرت ابوالعاص سے زندہ رہتی یا حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی لولاد' حضرت عثمان غنی سے زندہ رہتی تو ان کی فضیلت و سیادت وہی ہوتی ہے جو اولاد فاطمہ کی ہے۔(رضی اللہ عنہم)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو ہر پلیدی سے پاک کیا اور انہیں اپنی جناب سے بہت بڑی فضیلت عطا کی اور ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

ترجمہ: "اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) ناپاکی' گندی باتیں' نجاست دور فرمائے اور تمہیں خوب پاکیزہ کر دے' پاک' صاف' ستھرا کر دے۔"

یہ آیت مبارکہ سورہ احزاب کی ہے(آیت 33) اور اس میں پہلے ہدایات و احکام برائے امہات المومنین ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اس میں شامل ہیں۔

اے پیغمبر آخر و اعظم اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک! آپ کے جد امجد بھی افضل ہیں اور آپ بھی افضل ہیں۔

اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے آپ کو شروع ہی سے آلودگیوں سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا آپ پاک اور صاف ہیں۔

آپ کے جد امجد نے تبلیغ دین پر کچھ اجر طلب نہیں کیا' البتہ رشتہ داروں کی محبت کا حکم دیا' بے شک آپ بہترین پناہ ہیں۔

آپ کی محبت ہر اس دل کے لئے گل و گلزار ہے جس میں صحابہ کی محبت ہے اور آپ کا بغض آگ ہے۔

روایت ہے

Marfat.com

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ام المومنین، ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں جائے استراحت پر تشریف فرما تھے، آپ نے خیبر کی بنی ہوئی چادر زیب تن کی ہوئی تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ ایک ہنڈیا لائیں جس میں خزیرہ (قیمہ اچھی طرح پکا کر پھر اس میں آٹا ڈال کر پکایا جاتا ہے) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے شوہر (حضرت علی) اور اپنے صاحبزادوں حضرات حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کو لاؤ۔ حضرت خاتون جنت نے انہیں بلایا، وہ ابھی تناول فرما ہی رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت تطہیر نازل ہوئی۔(4)

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو چادر سے ڈھانپ لیا اور دست مبارک باہر نکال کر آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی:

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور حمایتی ہیں، ایک روایت میں ہے۔ "خاصتی" میرے خواص ہیں، ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک صاف فرما، یہ کلمات تین دفعہ کہے۔"

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے چادر اٹھا کر اپنا سر داخل کر لیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا:

اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ

ترجمہ: "تم بھلائی پر ہو"

متعدد صحیح طریقوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضور کاشانہ مبارک میں تشریف لائے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو قریب کیا اور اپنے سامنے بٹھایا اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ایک ران پر بٹھایا پھر ان پر چادر مبارک لپیٹی اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

Marfat.com

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

ایک اور روایت میں ہے۔

اللهم هولاء اهل بيتى فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا

ترجمہ: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں' ان سے نجاست دور رکھ اور انہیں خوب پاک فرما۔"

حضرت ام المومنین' ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں' میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ نے فرمایا: تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج (سب) خیر پر ہو۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آیت پنجتن پاک کے بارے میں نازل ہوئی۔ میرے بارے میں' علی' حسنین کریمین اور فاطمہ کے بارے میں ۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)(5)

متعدد حسن اور صحیح طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مندرجہ بالا آیت کے) نزول کے بعد' صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ مبارکہ کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:

الصلوة اہل البیت

"اے اہل بیت! نماز پڑھو" پھر آیہ کریمہ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ تلاوت فرماتے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چالیس صبح تک حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے:

السلام عليكم اہل البيت ورحمة الله وبركاته الصلوة رحمكم الله

ترجمہ: "اے اہل بیت! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی' رحمت اور برکت ہو' نماز پڑھو' اللہ

Marfat.com

تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔" پھر آیت مبارکہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ تلاوت فرماتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سات ماہ یہ معمول جاری رہا' ایک روایت میں آٹھ ماہ ہے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تصریح ہے کہ اس آیت میں اہل بیت سے مراد پنجتن ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں ان میں سے نہیں ہوں' آپ نے فرمایا ہاں تم بھی ان میں سے ہو!

اہل بیت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں' بہتر (قول) یہ ہے کہ اہل بیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ازواج ہیں' حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہیں میں سے ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ یکجا رہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرے تعلق کے سبب وہ اہل بیت میں سے ہیں۔

مندرجہ ذیل آیت مبارکہ اور اس کے نتیجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے والے' آنے والے آل رسول ہی تو ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص ہی تو ہیں۔ آیت مبارک میں اپنے بیٹوں' اپنی عورتوں' اپنی جانوں کا ذکر ہے۔ یہ سب وہی تو ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود' بیٹے اور بیٹی ہی تو مباہلہ کے لئے آپ کے پیچھے پیچھے یا گود اور انگلی پکڑ کر چلے ہیں جن کی صداقت کو دیکھ کر وفد نجران مباہلہ سے باز رہا۔

نصاریٰ کے وفد نجران' کے سرکردہ افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث' مباحثہ کرنے لگے اور آخر کار کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ ان کا باپ کون تھا؟ اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں:۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ○ فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآئَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَاَبْنَآئَکُمْ وَنِسَآئَنَا وَنِسَآئَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ○ (آل عمران۔

Marfat.com

آیات 59، 60، 61)

ترجمہ: بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی۔ بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا کہ ہو جا۔ وہ ہو گیا۔ حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے۔ پس تو مت رہ شک میں پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو، تو کہہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو۔ پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر۔

ان آیات کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم کا نہ باپ تھا نہ ماں۔ اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہ ہو تو کیا عجب ہے۔ اگر نصاریٰ اس قدر سمجھانے پر بھی قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھ قسم کرو کہ یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے۔ (اللہ تبارک تعالیٰ کا)

اہل اسلام اس طرح کے فیصلے کو مباہلہ کہتے ہیں اور یہ کیا خوب فیصلے کا ڈھنگ ہے کہ صرف عادل حقیقی جو بے رو و رعایت اور بغیر بھول چوک کے فیصلہ کرنے والا ہے، فیصلہ کر دے۔ اس ارشاد الٰہی کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علمائے نصاریٰ سے مباہلہ کے لئے کہا۔ انہوں نے مہلت مانگی۔ دوسرے روز صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین کو گود لیا اور امام حسن کو جو کہ خورد سال تھے، ہاتھ میں پکڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت فاطمۃ الزہرا اور ان کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ مباہلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہنا۔

پنجتن پاک کو دیکھ کر ابو حارثہ (نصاریٰ کا مذہبی رہنما، پیشوا) نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"میں وہ صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر وہ خدا سے دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے، تو بیشک ان کی دعا سے ٹل جائے گا۔ اس لئے تم مباہلہ نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو

Marfat.com

جاؤ گے۔ اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی عیسائی نہ رہے گا۔" (6)

آیت تطہیر میں اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ اس سلسلے میں مفسرین کا اختلاف ہے' امام بغوی ' خازن اور بہت سے دوسرے مفسرین کے مطابق ایک جماعت جن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اور تابعین میں سے حضرت مجاہد و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ہیں' اس طرف گئی ہے کہ اہل بیت سے مراد اہل عباء (چادر) ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت علی' حضرت فاطمہ ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں (آیت تطہیر) اہل بیت سے دونوں گروہ (امہات المومنین اور اولاد اطہار) مراد ہیں تاکہ تمام دلائل پر عمل ہو جائے۔

صاحب کشاف روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا) نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا' آپ کے وہ رشتہ دار کونسے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا علی' فاطمہ اور انکے دو صاجزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہم' ثابت ہوا کہ یہ چاروں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں او رجب یہ ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ وہ مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہوں' اس پر چند وجوہ دلالت کرتی ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ۔

(سورہ آل عمران آیت 61)

ترجمہ: تو آپ فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم (اور تم) بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر (ہم سب ملکر) خوب دل سے دعا کریں اس طرح کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں۔"

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا "اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔"

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک روایت میں اس آیت کی زبان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے یعنی حسن و حسین" (رضی اللہ عنہم) (7)

سورہ احزاب آیت 33 اور دیگر احادیث مبارکہ سے یہ تو عیاں ہے کہ اہل بیت میں مرکزی حیثیت تو امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور انکے بعد عرف عام میں اہل بیت حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی آل اولاد، پھر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی آل اولاد، پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ال اولاد اور پھر بنی ہاشم وغیرہ وغیرہ جو اللہ تبارک تعالیٰ اور نبی آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلوب و مقصود ہے۔

درج بالا و حدیث مبارک سے بھی مذکورہ بالا مقدس ہستیوں کی مرکزی حیثیت نمایاں ہے۔ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار کم از کم چالیس یوم تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور حسنین کریمین کے حجرہ مبارک کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے اہل بیت! "تم پر اللہ کی سلامتی ہو رحمت و برکت ہو، نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو اپنی عبا، چادر میں لے کر آیت تطہیر تلاوت فرمائی تو حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں ان کے ساتھ چادر کے حلقہ میں داخل ہو جاؤں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ نے فرمایا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج خیر پر ہو۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت یا وہ صحابہ جو اہل بیت سے مقصود و مراد تھے وہ سب اللہ تبارک تعالی کے فضل و کرم سے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت' رشتہ ' خصوصی تعلق' ساتھ' تربیت' تزکیہ نفس' تعلیم' حکمت' دعاؤں وغیرہ کے سبب پہلے ہی پاک تھے اور اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک تعالی نے یہ خوشخبری دی ہے کہ میں اہل بیت کو بہتر سے بہترین اور اعلی سے اعلی ترین پاکی نصیب کروں گا اور اس کے لئے میرے آخری نبی بھی ہمیشہ خواہاں اور دعاگو ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں کم از کم چالیس روز تک کی ہیں وہ خاص طور پر اپنی اس آل کے لئے کی گئی ہیں' جس نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت سے قرب قیامت تک کے لئے چلنا ہے اور جس میں سے کچھ نہ کچھ افراد ہر زمانہ میں راستی اور حق پر رہیں گے اور ہر حال میں' ہر طرح سے اسوہ حسنہ کو اپنائیں گے اور اسی کا پرچار کریں گے اور بڑی سے بڑی مشکل' رکاوٹ' خطرہ کو خاطر میں نہ لائیں گے۔

نبی کا مطلب ہی غیب کی باتیں بتانے والا ہے۔ اللہ تبارک تعالی نے اپنی حکمت' قدرت کاملہ سے اپنے نبی آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک پیدا ہونے والے' آنے والے' اپنی امت کے ہر فرد کو دکھا دیا ہے۔ یقینی طور پر قرب قیامت کے حالات بھی دکھائے ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کے ان عظیم فرزندوں کو بھی دیکھا ہو گا جو آپ کی آل میں سے اس انتہائی مشکل' برے اور لاقانونی معاشرہ میں بھی فقر و فاقہ و بیکسی کے باوجود ثابت قدم رہیں گے' اللہ کی وحدانیت کا پرچار کریں گے اور ہر حال میں' ہر جگہ' ہر وقت اپنے جد امجد کی سنت کو اپنائیں گے۔ وہ یقینی طور پر آل رسول کے لئے مشکل ترین وقت ہو گا۔

مشیت ایزدی ہے کہ جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے دور ہوتا جائے گا تقریباً" اسی نسبت سے دنیا میں برائیاں اور برے لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے۔ ابھی تو چودہ سو سال ہی ہوئے ہیں اور ہم آج کے مسلمان اس وقت کے مسلمانوں کے مقابلہ میں نام کے

Marfat.com

مسلمان رہ گئے ہیں۔ قرب قیامت کے حالات تو اللہ والوں کے لئے بہت ہی برے ہوں گے۔ اتنے برے ہوں گے کہ ہم اس وقت کی برائی (زیادتی، ظلم، بدسلوکی وہ جو اللہ والوں کے ساتھ کریں گے) کا اندازہ کسی طرح سے بھی نہیں کر سکتے۔

زنا، قتل وغیرہ کھلے عام، بہتات کے ساتھ ہوں گے، اور کوئی برا نہیں منائے گا۔ اس وقت جو اللہ کا بندہ یہ کہے گا کہ "تم نے یہ برا کیا ہے" اس کا یہ کہنا ہی بہت بڑی نیکی یا جہاد عظیم ہو گا، کیونکہ معاشرہ اس کے بدلہ میں کہنے والے کی جان لے لے گا اور اس کے حمایتی یا ہمدرد کو بھی اذیت دے دے کر مار دے گا۔ ویسے بھی اس معاشرہ میں حق کی بات کرنے والے کمزور ترین اور خال خال ہی ہوں گے۔ بالکل اسی طرح سے جیسا کہ اللہ کے پیارے، حبیب نجار کا اشارتاً" ذکر سورہ یٰسین کی آیات 20 سے 27 تک میں ہے۔ جس نے صرف اپنے وقت کے نبی کے حق میں بات کہی اور مجمع نے اسے فوراً" قتل کر دیا اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے جنت الفردوس میں اپنی رحمتوں سے نواز دیا۔

اس زمانہ میں گو ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں لیکن الحمد للہ اب بھی قرب قیامت کے زمانہ سے تو ہمارا یہ زمانہ ہزاروں درجہ بہتر ہے۔ کہیں بھی اسلامی معاشرہ میں یہ برائیاں کھلے عام نہیں ہوتیں۔ اب بھی دس فی صد لوگ تو برائی یا برائی کرنے والے کے خلاف، مظلوم کی عملی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے، بلکہ ہو جاتے ہو جاتے ہیں اور برے کو برا تو کم از کم نوے فی صد لوگ کہیں گے اور اسے برا بھی جانیں گے۔ ابھی تو زمانہ قرب قیامت سے ہزاروں درجہ بہتر ہے۔

قرب قیامت کی نشانیاں بیان کرنا تو بہت طویل ہو جائے گا میں مختصراً" مندرجہ ذیل پیرا میں بتانے کی کوشش کروں گا۔ قرب قیامت کے زمانہ میں یہ ہو گا کہ عملی طور پر حق کا ساتھ دینے والا، حق کی بات کرنے والا ہزاروں، لاکھوں کے مجمع میں ایک بھی نہ ہو گا بلکہ برے کو برا کہنے والا بھی شاید ہزاروں لاکھوں میں ایک دو ہی ملیں۔ اس وقت برائیاں، عزت، شرافت، اور وقار کی جگہ لے لیں گی اور جو اس معاشرہ میں برائی کے خلاف کلمہ حق کہے گا تو معاشرہ اس کو حبیب نجار رحمت اللہ علیہ کی طرح کلمہ حق کہہ

Marfat.com

دینے کی پاداش میں قتل کر دے گا اور مقتول کا پرسان حال کوئی نہ ہو گا۔ (صفحہ

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو راویت بیان کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا پہلا فقرہ "تم میں جو دین پر قائم ہے اللہ اسے ثابت قدمی عطا فرمائے" اس پر دلالت کرتا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چالیس روز تک متواتر دعائیں دینا' کرنا یہی تھا کہ اللہ تبارک تعالیٰ تو اپنے کرم سے میری موجودہ آل اور ان سے جاری ہونے والی قرب قیامت تک کی آل میں ہر زمانہ میں' قرب قیامت تک ایسے افراد پیدا کرتے رہنا جو ہر حال' ہر جگہ' ہر وقت تیرا کلمہ حق بلند کریں اور میری سنت پر ہو بہو چلیں' جو تیری ہی رضا چاہیں اس میں خوش رہیں اور اسی پر جان دیں۔

بس یوں سمجھ لیں کہ قرب قیامت کے وقت حق کی بات کرنے والے' خوف خدا میں رہنے والے بہت ہی کم ہوں گے۔ وہ معاشرہ میں بھی کمزور ہوں گے بے بسی اور بے کسی ان کا مقدر ہو گی۔ ان کا مال و جان عزت و آبرو کچھ بھی محفوظ نہ ہو گا۔ ان کا ساتھ کوئی نہ دے گا اور وہ زیادہ تر آلِ رسول سے ہوں گے اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے سبب اللہ تبارک تعالیٰ انہیں اس معاشرہ میں حق گوئی کی ہمت دے گا اور صبر و شکر سے نوازے گا۔ یہ لوگ نبی اللہ نہ ہوتے ہوئے بھی نبیوں کے جیسے مشکل حالات و ماحول میں اپنا مثبت رول ادا کریں گے اور قیامت سے پہلے یہ دنیا سے ختم ہو جائیں گے اور قرآن حکیم بھی دنیا سے اٹھا لیا جائے گا۔

فضیلت و خصوصیات

اہل بیت کرام کی وہ فضیلت و خصوصیات جو اللہ تبارک تعالیٰ نے صرف انہی کو عطا فرمائیں اور جن کا اعتراف سب کرتے ہیں۔

یعنی کہ مندرجہ ذیل فضائل' خصوصیات ان کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں' کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔

1۔ وہ تمام لوگوں سے حسب و نسب میں افضل ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے بہتر قسم میں بنایا"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنَ مَا اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَا اَصْحٰبُ الشِّمَال

میں اصحاب یمین (دائیں جانب والوں) میں سے ہوں اور اوروں سے افضل ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دو قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَا اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْاَمَۃِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْاَمَۃِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○

ترجمہ: "برکت والے کیا ہی برکت والی ہیں' نحوست والے کیا ہی نحوست والے ہیں اور سابقین تو سبقت والے ہی ہیں۔"

تو میں سابقین سے ہوں اور ان سے افضل ہوں' پھر تین حصوں کو قبیلوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلے میں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ○

ترجمہ: تمہیں شاخیں اور قبیلے بنایا تاکہ ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔"

تو میں' اولاد میں سے سب سے زیادہ متقی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ بات ازراہ فخر نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو کنبوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین کنبے میں بنایا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○

امام احمد اور محاملی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل امین نے فرمایا:

"میں نے زمین کے مشرق و مغرب الٹ ڈالے لیکن میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی کو نہیں پایا' اور میں نے زمین کے شرق و غرب چھان ڈالے مگر

Marfat.com

مجھے بنی ہاشم سے زیادہ فضیلت والے کسی باپ کے بیٹے نہیں ملے۔" حافظ ابن حجر نے فرمایا اس حدیث میں صحت کے انوار جگمگا رہے ہیں۔ (8)

2۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہونے کے باوجود آپ کے بیٹے (ابناء) کہلاتے ہیں۔

یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کہلاتے ہیں اور آپ ہی کی طرف صحیح نسبت کے ساتھ منسوب ہیں۔

امام طبرانی نے یہ حدیث بیان کی ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد ان کی پشت میں رکھی اور میری اولاد علی بن ابی طالب کی پشت میں رکھی۔"

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

ترجمہ: ہر ماں کی اولاد اپنی (پدری) رشتہ داروں کی طرف منسوب ہوتی ہے' ماسوائے اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا ولی ہوں اور ان کا عصبہ ہوں"

3۔ ان کا نسب دنیا اور آخرت میں متصل (ملا ہوا) ہے۔

قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم سے ان کے نسب کا متصل ہونا اور ان کا اس اتصال سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ جب کہ دوسرے نسب منقطع ہو جائیں گے اور ان سے فائدہ حاصل نہ کر سکے گا' جیسے کہ حدیث شریف میں تصریح ہے:

"میرے نسب اور تعلق کے علاوہ ہر نسب اور تعلق منقطع ہو جائے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری فائدہ نہ دے گی' ہاں میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں متصل ہے' اے لوگو! میں حوض پر تمہارے لئے پیش رو ہوں گا۔"

4۔ ان کا وجود زمین والوں کے لئے امان ہے۔

Marfat.com

ان کا زمین میں موجود ہونا زمین والوں کے لئے باعث امن ہے جسے کہ احادیث میں وارد ہے مثلاً" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امن ہیں اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امن ہیں۔

5۔ یہ کہ ان میں سے بے عمل کی بھی تعظیم و توقیر مطلوب ہے' اور یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ان کا گناہ بخشا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے ضرور درگزر فرمائے گا اگرچہ اس طرح ہو کہ اللہ تعالیٰ انہیں موت سے پہلے خالص توبہ کی توفیق عطا فرما دے یا جو بھی طریقہ ہے' اللہ ہی جانے۔

ان کے فاسق کی عزت اس لئے مطلوب ہے کہ اس کی عزت اس کے فسق کی بنا پر نہیں بلکہ اس کے پاک اصل اور مبارک نسب کی بنا پر ہے او ریہ کہ ان میں صالح کی طرح فاسق بھی موجود ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"بے شک فاطمہ نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد پر آگ کو حرام فرما دیا۔"

6۔ صحابہ کرام کے زمانے میں اصطلاح یہ تھی کہ اشراف (سادات) کا اطلاق صرف اہل بیت پر کیا جاتا تھا' دوسروں پر نہیں۔ پھر یہ لقب حسنی اور حسینی سادات کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔

علامہ سیوطی رسالہ زینبیہ میں فرماتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں کہ اس وقت یہ اصطلاح شرق و غرب کے بلاد اسلامیہ میں مشہور ہے' جب عربی میں شریف کا لفظ بولا جائے گا تو اس سے حسنی یا حسینی سید مراد ہوں گے۔ بہت سے شہروں میں یہ اصطلاح بھی عام ہے کہ سید کا لفظ بھی صرف حسنی اور حسینی سادات پر بولا جاتا ہے۔ جب یہ لفظ بولا جائے گا تو ان کے سوا کوئی مراد نہیں ہو گا۔ یہ اہل حجاز کے ماسوا کی اصطلاح ہے' اہل حجاز کی اصطلاح یہ ہے کہ شریف کا استعمال حسنی سادات کے لئے اور سید کا استعمال حسینی سادات کے لئے کرتے ہیں تاکہ

Marfat.com

ان دونوں میں فرق واضح ہو جائے۔

7۔ ان پر ان میں سے سرپرست (نقیب) مقرر کئے جاتے ہیں اور اس نقابت کا مقصد یہ ہے کہ کہیں ان پر ایسا شخص مسلط نہ ہو جائے جو نسب میں ان کا ہمسر نہ ہو اور شرافت میں ان کے برابر نہ ہو۔ نقیب وہ شخص مقرر کیا جاتا ہے جو اعلی گھرانے کا فرد ہو' فضیلت میں زیادہ ہو اور بہترین سوجھ بوجھ اور رائے کا مالک ہو۔

8۔ اہل بیت پر زکواۃ حرام ہے۔

امام نووی نے شرح میں فرمایا:

زکواۃ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب پر حرام ہے' یہ امام شافعی اوران کے ہم خیال علماء کا مذہب ہے' بعض مالکی بھی اسی کے قائل ہیں' امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے فرمایا' وہ صرف بنو ہاشم ہیں۔ قاضی عیاض نے فرمایا' بعض علماء فرماتے ہیں وہ تمام قریش ہیں۔ اصبغ مالکی نے فرمایا وہ بنی قصی ہیں۔

9۔ وہ پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ ہے کہ وہ پہلے جنت میں' داخل ہوں گے' امام ثعلبی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ میں نے بارگاہ رسالت میں لوگوں کے حسد کی شکایت کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم چار میں سے چوتھے ہو؟

سب سے پہلے جنت میں میں تم اور حسنین کریمین داخل ہوں گے' ہماری ازواج مطہرات ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری ازواج کے پیچھے ہو گی۔"

اہل بیت کی محبت پر اجر عظیم ہے۔ اوران کے ساتھ بغض پر بھاری سزا ہے۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

ترجمہ: "تم فرما دو میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا' ہاں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں سے محبت رکھو۔" (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

Marfat.com

امام سیوطی نے در منثور میں اور بہت سے دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا:

"صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے وہ کون سے رشتے دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ آپ نے فرمایا' علی' فاطمہ اور ان کی اولاد۔" (9)

میں (امام سیوطی) نے زمخشری کی تفسیر کشاف میں دیکھا کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں ایک طویل حدیث نقل کی۔ جسے امام زاری نے اس کے حوالے سے تفسیر کبیر میں نقل کیا اور وہ یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا' اس نے شہادت کی موت پائی' سن لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں' خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ تائب ہو کر فوت ہوا جان لو!(یعنی کہ یہ یقین کر لو)

جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا۔ اسے پہلے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیتے ہیں' آگاہ ہوں۔ جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا' اسے اس اعزاز کے ساتھ جنت روانہ کیا جاتا ہے' جس طرح دلہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔ اچھی طرح سن لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا' اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں' جان لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا' خوب ذہن نشین کر لو! جو شخص آل محمد کے بغض پر مرا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا" "اللہ تعالی کی رحمت سے نا امید" خبردار! جو شخص آل محمد کے بغض پر مرا وہ کافر مرا' کان کھول کر سن لو! جو شخص آل محمد کے بغض پر مرا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا (صلی اللہ علیہ علی حبیبہ وآلہ وسلم)

آل پاک کے لئے یہ دعا عظیم منصب ہے' اسی لئے اس دعا کو نماز میں التحیات کا خاتمہ بنایا گیا اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یہ تعظیم آل اطہار کے ماسوا میں نہیں

Marfat.com

پائی جاتی۔

ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت کی محبت واجب ہے۔

اب ہم دوبارہ آیت (قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بعض حضرات نے کہا قربی سے مراد حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہے۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدینہ میں یہی قول اختیار کیا اور فرمایا قربی سے مراد وہ حضرات ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اقرب حضرت عبدالمطلب کی طرف منسوب ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں فرمایا' اہل بیت' آل پاک اور ذوی القربی سے مراد ہر اس آیت و حدیث میں جو ان کی فضیلت میں وارد ہے' بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے مومن ہیں۔

اس سے پہلے جو روایات نقل ہو چکی ہیں' ان سے معلوم ہو چکا ہے کہ راجح (اکثریت کا خیال' رائے) یہ ہے کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے بارے میں وارد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت فاطمہ' حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور قیامت تک پیدا ہونے والی ان کی اولاد بہرحال اس آیت میں داخل ہے' خواہ ہم یہ کہیں کہ یہ آیت خاص ان کے حق میں ہے یا بنی عبدالمطلب کے ایمانداروں یا بنی ہاشم کے مومنوں کے بارے میں وارد ہے۔

امام طبرانی اور حاکم' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے بنو عبدالمطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی ہے:

- تم میں جو دین پر قائم ہے اسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔
- تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے اور
- تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ (10)

ابن عدی اور امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص میری عترت طیبہ اور انصار کو نہیں پہچانتا (یعنی تعظیم نہیں کرتا) تو اس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ہو گی' یا تو وہ منافق ہے' یا ولد الزنا ہے یا جب اس کی ماں اس سے حاملہ ہوئی ہو گی تو وہ پاک نہیں ہو گی۔" (11)

حاتم ابن ابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"

امام طبرانی وغیرہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی بندہ (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے' میری اولاد کو اپنی اولاد سے' میرے اہل کو اپنے اہل سے ' میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے۔" (12)

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

"ہم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے گا' ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا' اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' ہمارا حق پہچانے بغیر کسی بندہ کا عمل اسے فائدہ نہ دے گا۔"

امام احمد روایت کرتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے' ان دو سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔" میرے درجہ میں ہو گا' سے مراد یہ ہے کہ وہ (بصورت خادم' طلب دیدار نبی وغیرہ) اس درجے میں دکھائی دے گا' یہ مطلب نہیں کہ اس کا مقام بھی وہی ہو گا۔ (13)

Marfat.com

امام طبرانی مرفوعاً" روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد پر کوئی احسان کیا اور اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا' کل قیامت کے دن جب وہ مجھ سے ملے گا تو میں اسے بدلہ دوں گا۔"(14)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی۔

سب سے پہلے میں' فاطمہ اور حسن و حسین جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محبین (ہم سے محبت کرنے والے) محبین کا کیا حال ہو گا؟ فرمایا وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔

حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اہل بیت اور میری امت سے ان کے محب' حوض پر (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ وارد ہوں گے۔"

Marfat.com

Marfat.com

حدیث ثقلین، سنت اور آلِ رسول

حدیث مبارک ذیل ہے

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع سے فارغ ہوئے تو خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی کی عمر پہلے نبی کی عمر کے نصف کی مثل ہوتی ہے، مجھے گمان ہے کہ مجھے عنقریب بلایا جائے گا تو میں تعمیل کروں گا۔ میں حوض پر تمہارا پیشرو ہوں گا اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو تم سے دو گرانقدر چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ تم دیکھو میرے بعد ان سے کیا معاملہ کرو گے؟ بڑی اور اہم چیز قرآن پاک ہے یہ ایک ایسا وسیلہ ہے کہ اس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھام کر رکھو، گمراہ نہیں ہو گے اور اس میں تبدیلی نہیں کرو گے۔ دوسری اہم چیز میری عترت (خونی رشتے) اور اہل بیت ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہو گے یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کریں گے"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے انہیں بلایا، پھر آیت تلاوت کی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا

ترجمہ:۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے۔

امام احمد کی روایت میں ہے

انی اَوشک اَن ادعی فاجیب وانی تارک فیکمُ الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یوم القیمہ فانظروا فیما تخلفونی فیہما ۔

Marfat.com

ترجمہ: قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں تعمیل کروں اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں (1) کتاب اللہ جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک (2) میری عترت اور اہل بیت' مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کریں' تم غور کرو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو۔

مشکوہ شریف کی حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔

"مسلمانو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ جب تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (سنو! ایک تو) اللہ کی کتاب ہے اور (دوسری) اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے" (1)

حدیث ثقلین اور مندرجہ بالا حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ آل رسول میں سے جو اچھے ہوں گے' راہ راست پر ہوں گے' بہت باعمل ہوں گے وہ بالکل ایسے ہوں گے جیسے کہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا یوں کہہ لیں کہ وہ اسوہ حسنہ کا' فی زمانہ اعلیٰ ترین نمونہ ہوں گے' اسوہ حسنہ' سنت رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر ہوں گے

فضیلت و خصوصیات آل رسول کے باب میں' نمبر پانچ کے تحت یہ واضح ہے کہ ان میں بے عمل بھی ہوں گے لیکن ان کی بھی تعظیم و توقیر مطلوب ہے۔ فی زمانہ کتنے بے عمل اور کتنے باعمل ہوں گے یہ تو اللہ تبارک تعالیٰ ہی جانتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ پہلے وقتوں میں باعمل لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجموعی طور پر اچھے لوگوں کی کمی کی طرح' ان میں بھی باعمل لوگ کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ قرب قیامت سے پہلے تو ایسا لگتا ہے کہ صرف اہل بیت ہی سے ہوں گے جو قرآن و سنت پر گامزن رہیں گے اور قیامت سے کچھ پہلے (یہ مدت اللہ تبارک تعالیٰ ہی جانتے ہیں) تو قرآن حکیم اور انہیں بھی اٹھا لیا جائے گا اور پھر گنہگاروں پر قیامت برپا کر دی جائے گی۔

Marfat.com

یہاں قرآن حکیم کے پکڑنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ صرف قرآن حکیم کو پڑھیں گے' اسے عقیدت سے اپنے ساتھ رکھیں گے' اسے گھر میں خوبصورت غلاف میں لپیٹ کر اونچی جگہ پر احترام سے رکھ دیں گے۔ بلکہ قرآن کو پکڑنے کا مطلب' قرآن کے ساتھ کا مطلب' قرآن سے جدا نہ ہونے کا مطلب یا قرآن حکیم کو تھامے رکھنے کا مطلب یہ ہے سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونا' اسے اپنانا' شوق' عقیدت' یقین و محبت سے اپنانا۔

کیونکہ قرآن حکیم کی عملی شکل اسوہ حسنہ ہے' سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کتنی ہی باتیں' ذکر' مسائل ایسے ہیں جن کے کرنے کا حکم قرآن حکیم میں بار بار آیا ہے لیکن اس حکم کی مکمل عملی شکل کیا ہے؟' اس کے لوازم کیا ہیں؟' طریقے کیا ہیں؟' وغیرہ کا قرآن حکیم نے مفصل نہیں بتلایا ہے۔ مثلاً" نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' حلال و حرام وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام کی تشریح' تعبیر' طریقہ' انداز' ڈھنگ اور خوبصورت ترین نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ وہ ہر طرح سے مکمل ہے اور اسے سنت یا اسوہ حسنہ کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن سے جدا نہ ہونے کا مطلب ہے کہ اسوہ حسنہ کو اپنانا' اس پر ہو بہو چلنا' یا اپنی بہترین سمجھ' قابلیت و صلاحیت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا۔ آگے اس کی مزید وضاحت کی جائے گی۔ اور انشاء اللہ تشنہ لبی نہ رہنے دی جائے گی۔

آل رسول کی فضیلت و خصوصیات کے مطابق سادات کرام ہمیشہ سے ہی زمین پر خدا کی رحمت کا باعث رہے ہیں اور قیامت سے کچھ پہلے تک رہیں گے۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی اور جب بھی بڑی بڑی مذہبی تبدیلیاں آئی ہیں یعنی کہ قرآن و سنت کا بول بالا کیا ہے' اسلام کو پھیلایا ہے' سنت کا احیا کیا ہے' اسلام پہ لوگوں کے قدم جمائے ہیں' دل جمائے ہیں' اسلام کی قدروں کو اجاگر کیا ہے' اس ہر تحریک میں یا تو آل رسول براہ راست شامل ہے یا اس کا محرک بنی ہے اور یا وہ پس پردہ رہ کر یقینی' ضرور کار فرما رہے ہیں۔

ہر آدمی میں اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے اس کے پیارے نبی کا نور ہے چاہے وہ

Marfat.com

ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مسلمان سے نوری رابطہ ہے۔ جب کبھی کسی غیر سادات سے اللہ تبارک تعالیٰ نے خیر و بھلائی کا نمایاں کام لینا ہوتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، پنجتن پاک سے لے کر اب تک کا کوئی بھی اولیاء اللہ، سادات کرام میں سے روحانی اقدار کے حامل موجود یا جو پردہ فرما گئے ہیں یا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور کی ایک کرن، اس شخص کے دل میں موجود پہلے سے جو نور کا ذرہ ہے، نقطہ ہے اس پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے عموماً" پنجتن پاک ہی یہ کام کرتے ہیں اور جہاں چاہیں کسی اور کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں۔ پھر وہ ذرہ نور جو بے حس تھا، لا تعلق تھا، بے چمک تھا، سویا ہوا تھا، وہ اس کرن کے پڑتے ہی بیدار ہو جاتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ اس بیج کو جو ایک زرخیز زمین میں دبا کر مالک نے چھوڑ دیا تھا اس نظر نے، اس نور کی کرن نے، پڑ کر گویا اسے پانی دے دیا ہے۔ پھر وہ پھوٹ نکلتا ہے اور ہر طرح کی خیر ہی خیر لے کر وہ بڑھتا ہے، پھلتا پھولتا ہے اور اپنے اثرات ظاہر کرتا ہے۔

یعنی کہ غیر سادات بھی دین و سنت کے لئے اس دنیا میں جو نمایاں کام کر جاتے ہیں، روحانی درجے پا جاتے ہیں، دین و سنت کے لئے سولی چڑھ جاتے ہیں، شہید ہو جاتے ہیں، ولی اللہ، قطب بن جاتے ہیں یہ بھی پنجتن پاک، آل رسول کی دین، عطا و کرم نوازی سے ہی ہے۔ یہی انتخاب کرتے ہیں، یہی نور کی کرن، نظر کرم ڈالتے ہیں یہی تصدیق کرتے ہیں اور کامیابی کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے یہی پروان چڑھاتے ہیں۔

حدیث

عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قال قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات منہم رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا بہم یسقی الغیث وینصر بہم علی العداء ویصرف عن اہل الارض بہم البلاء ○ فہولاء اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم وامان ہذہ الامہ فاذاماتوا فسدت الارض

Marfat.com

وَخربت الدُنیا وَھُوَ قَوْلہٗ تعالیٰ وَلوْ لَا رَفعَ اللّٰہِ النّاسَ بَعْضَھم بِبعْضٍ لفسدتِ الْاَرضِ ۔

ترجمہ:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے' ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں' جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے' ان کے ذریعے سے بارش رحمت' مینہ دیا جاتا ہے اور ان سے اعداء پر مدد لی جاتی ہے اور ان کی برکت سے زمین والوں کی بلا رد ہوتی ہے۔ یہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امان اس امت کی۔ اگر وہ مر جائیں تو زمین خراب اور دنیا تباہ ہو جائے اور یہی ہے قول اللہ تبارک وتعالیٰ کا اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو زمین برباد ہو جاوے' (2)

حدیث مبارک ہے۔

کُل تقی نقیی فھو الی

ہر متقی پرہیز گار شخص میرا خاندان ہے ۔ (3)

حدیث مبارک ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف متقی آدمی سے محبت کیا کرتے تھے۔ (4)

آیت کریمہ ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ○ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ○

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ' یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (سورہ نساء آیت 69)

مندرجہ بالا اور مندرجہ ذیل احادیث و قرآنی آیات کریمہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اہل بیت کے ہر جگہ لغوی معانی ہی نہ لئے جائیں۔ اہل بیت تو رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے وہی ہیں جن کے بارے میں پچھلے باب (اہل بیت) میں خوب وضاحت کر چکا ہوں اور ان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے سب کچھ جاننے کے بعد (آپ کی دین حق کی تلاش ہی بہت طویل اور کٹھن ہے۔ عام آدمی کی جتنی عمر ہوتی ہے یعنی کہ پچاس ساٹھ سال' اتنے سال تو (سلمان فارسی) نے دین حق' دین اسلام کی تلاش میں گزارے اور اس دوران ہزاروں میل کا فاصلہ پیدل طے کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے' دین اسلام سے' صحابہ کرام رضوان الہ علیہم اجمعین سے' اہل بیت سے آپ کی محنت قابل رشک' قابل دید و تقلید تھی اور ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ عزت افزائی کی' یہ صلہ دیا کہ اسے اہل بیت میں شامل کر لیا۔

ہاں! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہاں اہل بیت کے لغوی معنی نہ لئے جائیں بلکہ جو بھی اللہ تبارک تعالیٰ کے ہاں آپ کی سنت کے مطابق اچھے پاکباز لوگ ہیں انہیں آپ کی محبت حاصل ہے' دعائیں حاصل ہیں اور جنت میں بھی آپ کی قربت' دیدار' ساتھ حاصل ہو گا۔ یہ بھی ایک خاندان ہے اہل بیت کی طرح نسبی خاندان نہیں بلکہ اس سے قدرے کم تر درجہ کا روحانی خاندان۔ قدرے کم تر اس لئے کہ اہل بیت تو نسبی لحاظ سے بھی آپ کا خاندان ہیں اور روحانی لحاظ سے بھی جب کہ مواخر ذکر صرف روحانی طور پر آپ کا خاندان ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں انہیں اپنے ساتھ کہا ہے' کہیں خاندان والے اور کہیں بھائی کہا ہے اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چل کر جو بھی اللہ کا پیار ہو گیا' اللہ کا دوست ہو گیا' ولی اللہ ہو گیا اس نے دراصل رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت اور محبت پالی۔ یہ اس طرح کا ساتھ ہے' خاندان ہے کہ

کند ہم جنس' بہ ہم جنس پرواز
کبوتر بہ کبوتر' باز بہ باز

ایک اور حدیث مبارک ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ ایمان والو میں سب سے بہتر ایمان والا کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا فرشتے۔ آپ نے فرمایا وہ تو ہیں ہی ایسے' اور انہیں اس طرح ہونا ہی چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مرتبہ عطا فرما رکھا ہے کیا اس کے لحاظ سے ان کے لئے اس سے کوئی مانع ہے؟ فرشتوں کے علاوہ (بتاؤ)' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! فرشتوں کے بعد انبیاء علیہم السلام ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور نبوت سے نوازا۔ آپ نے فرمایا وہ تو ہیں ہی ایسے' اور انہیں اس طرح ہونا ہی چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مرتبہ عطا فرما رکھا ہے کیا اس کے لحاظ سے ان کے لئے اس سے کوئی مانع ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (ان کے بعد تو) وہ شہدا ہیں جنہیں نبیوں کے ساتھ شہادت کا درجہ ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو ہیں ہی ایسے اور انہیں اس طرح ہونا ہی چاہیے اور جب انہیں اللہ نے شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے تو کیا اس کے لحاظ سے ان کے لئے اس سے کوئی مانع ہے؟ سب سے بہتر ایمان والے تو ان کے علاوہ اور لوگ ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں ہیں۔ میرے بعد اس دنیا میں آئیں گے اور مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری تصدیق کریں گے۔ قرآن کے سپاروں کو لٹکا ہوا پائیں گے اور اس قرآن پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ ایمان والوں میں سب سے بہتر ایمان والے ہیں(بعد میں آنے والوں کو فضیلت صرف اس اعتبار سے ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے بغیر ایمان لائے لہٰذا ان کا ایمان بالغیب زیادہ ہے ورنہ اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امت میں سب سے افضل ہیں) (5)

درج ذیل حدیث کے راوی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ تقریباً" حدیث شریف کا یہی مفہوم ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ خوشخبری ہو اس آدمی کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ خوش خبری ہو اس آدمی کے لئے جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا۔ (6)

بیعت عقبہ ثانیہ میں خوش نصیب بہتر مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔ ان دو خواتین میں سے ایک حضرت ام امارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا تھیں۔ عبادت گزار، شب زندہ دار، صبر و تحمل اور جرات و شجاعت کی پیکر، جذبہ جہاد سے سرشار، میدان کارزار میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دینے والی مجاہدہ کے خاوند اور دونوں بیٹوں اور خود حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے، غزوہ احد کے روز گھمسان کی لڑائی کے دوران، ان کی جان نثاری کا اندازِ منفرد دیکھتے ہوئے ہادی دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"رحمکم اللہ اہل البیت"

"اللہ تم پر رحم کرے اے خاندان والے"

یہ سن کر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں جنت میں آپ کا ساتھ نصیب فرما دے تو آپ نے یہ دعا کی۔

اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنتہ

"الٰہی ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا"

ایک اور حدیث مبارک ملاحظہ ہو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بڑی تمنا ہے کہ کاش میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھ لیتا جو دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (7)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اپنے بھائیوں سے ملاقات کب ہو گی؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ تو میرے صحابی بھی ہو اور

Marfat.com

بھائی بھی ہو' میرے بھائی تو وہ لوگ ہیں جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (8)

مندرجہ بالا آیات و احادیث مبارکہ میں' اللہ تبارک تعالیٰ کی عنایت' کرم و حکم سے' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم' رحمت کرنے کے خوبصورت انداز اور طریقے دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے اہل بیت' میرا خاندان' مجھے پسند ہیں' میرے ساتھی' بہتر ایمان والے' اچھے ساتھی' میرے بھائی' جنت میں میرے رفیق وغیرہ وغیرہ۔ یہ محبت' یہ الفاظ' یہ پیار سب اللہ تبارک تعالیٰ کے پیارے' متقی' پرہیزگار اور صالح لوگوں کے لئے ہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی' جنتی خاندان' ساتھی' قربت والے ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار عام نصیب ہو گا۔

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا

"قرآن پڑھو قبل اس کے کہ وہ لوگ آئیں جو اس کے حروف کو تو تیر کی مانند سیدھا کریں گے (خوب بنا سنوار کر تجوید کے ساتھ پڑھیں گے) مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' وہ قرآن پڑھ کر دنیا کا فائدہ چاہیں گے اور آخرت کے ثواب سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے۔ (9)

میں نے جو پہلے یا اوپر لکھا ہے یہ حدیث مبارک بھی اسی کی حمایت کرتی ہے۔ معاملہ صرف قرآن حکیم کو تھامنے' پکڑنے' ساتھ لئے پھرنے کا نہیں ہے۔ وہ تو اس حدیث مبارک میں بھی ہے لیکن یہاں اس کو پسند نہیں کیا گیا ہے۔ یہ جن لوگوں کا ذکر ہے (وہ اب بھی موجود ہیں اور مشیت ایزدی سے ان میں اضافہ بھی ہوتا رہے گا) وہ قرآن حکیم کو پڑھیں گے اور خوبصورتی کے ساتھ پڑھیں گے اپنے گلوں میں لٹکا کر رکھیں گے یا ساتھ لئے پھریں گے وہ اپنے لباس اور ظاہر سے خالص متقی پرہیز گار صورت نظر آئیں گے۔ ہاتھ میں قرآن' زبان پر قرآن' سر منڈھے ہوئے' پاجامے ٹخنوں سے اونچے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ ناپسندیدہ لوگ ہیں اس لئے کہ یہ مکمل دکھاوا ہو گا۔

وہ ہر صورت قرآن سے دنیا کا فائدہ حاصل کریں گے' چاہیں گے اور انہیں آخرت

Marfat.com

کے لئے کمائی سے کوئی سروکار نہیں ہو گا یعنی کہ قرآن حکیم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دیکھ لیا آپ نے قرآن تو وہ تھامے ہوں گے لیکن پھر بھی دھتکارے لوگ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل چیز قرآن حکیم پر عمل کرنا ہے اور قرآن حکیم پر عمل کا دوسرا نام سنت نبوی پر چلنا ہے' سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی کو اسوہ حسنہ بھی کہتے ہیں۔ اس بہترین نمونہ (اسوہ حسنہ) پر چلنا' اس کو اپنانا ہی قرآن حکیم کا حلق سے نیچے اترنا ہے' قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور آل رسول کا قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا مطلب ہے کہ آل رسول کے وہ پاکباز لوگ سنت حبیب خدا' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلیں گے۔

سنت دراصل وہ نور ہے جس کی تابانی میں قرآن پڑھا اور سمجھا جاتا ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ جب سنت کو دین سے خارج کر دیا' جب سنت اہم نہیں' سنت ضروری نہیں' سنت کو پس پشت ڈال دیا' تو پیچھے رہ گیا قرآن! اب اسے موم کی ناک بنا کر جدھر چاہو موڑ لو۔ اس کے جو معنی چاہو کر لو۔ جو تشریح نفس کہے وہ بیان کرو۔ ایسی صورت حال میں ہر کوئی اس کے ساتھ من مانی کر سکتا ہے' اپنی پسند کے معانی پہنا سکتا ہے اپنی پسند کی تشریح کر سکتا ہے اسی لئے قرآن حکیم لانے والی ذات اقدس نے فرمایا ہے۔

مَنْ قَالَ فِی الْقرآنِ بِرَایِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ○

ترجمہ: جس نے اپنی رائے سے (قرآن میں کچھ کہا' تو اسے اپنا ٹھکانا آگ (جہنم) میں کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا' تو اسے اپنا ٹھکانا آگ میں کرنا چاہیے۔"(10)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن سے استغناء برت کر' اپنی مرضی' خواہش اور رائے سے من مانی تشریح کرنے والا جہنمی ہے۔ اس کا ہمیشہ کا ٹھکانا جہنم کی آگ میں ہے۔

Marfat.com

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ○ سورہ نساء آیت 64

''اور جو رسول ہم نے بھیجا' اس کے بھیجنے سے ہمارا مقصود ہمیشہ یہ رہا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی یہ غرض بیان کی ہے کہ لوگ' اس کی اطاعت کریں' کہا مانیں' فرمانبرداری کریں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ رسول کی اطاعت اور فرماں برداری باذن اللہ ہے۔ یعنی رسول جو کہتا ہے۔ وہ خدا کے حکم سے کہتا ہے' تو گویا اس کا کہا ماننا خدا کا حکم ماننا ہے۔

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

''کہہ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔'' (سورہ آل عمران آیت 31)

قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی دوستی' محبت' ولایت کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اتباع رسول کیا جائے۔ یعنی خدا نے خود بندوں کو اپنے رسول کی زبانی فرمایا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی دوستی اور محبت چاہتے ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ آپ کا اتباع کرو' پس اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی سنت اور حدیث ہے۔

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اَطِيۡعُوا اللّٰهَ فرمایا ہے' اس کے ساتھ ہی اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ارشاد فرمایا۔ یعنی مسلمانوں کو اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ کا حکم دیا ہے۔ اس میں ایک اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور دوسری اطاعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اللہ کی تو اطاعت مستقل بالذات اطاعت ہے کہ اصل حکم اسی کا ہے۔ جس کا ماننا فرض ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ' صدقات اور دیگر اوامر اور نواہی۔ تمام احکام خداوندی کی اطاعت فرض ہے کہ مطاع حقیقی' حاکم حقیقی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اب احکام خداوندی پر عمل بھی کرنا ہے وہ کس طرح کریں؟ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی مانند کریں۔ یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اطاعت کی ہے' جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض اور احکام بجا لائے ہیں۔ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری

Marfat.com

کر کے، آپ کا اتباع اور اطاعت کر کے احکام خداوندی پر عمل کریں۔ چونکہ حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے خدا کے حکموں کی تعمیل ہوتی ہے۔ اس لئے خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض کر دی ہے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے اللہ تبارک تعالیٰ کی مستقل اطاعت بجا لائی جاسکے اور یہ بات یاد رکھیں کہ حضور کی فرمانبرداری کئے بغیر خدا کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ یہ ذہن نشین کرلیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کے بغیر اللہ تبارک تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

آیت کریمہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

"بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی پیروی بہترین ہے اس کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اور جو اللہ کو بہت یاد کرتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے بہت" سورہ احزاب آیت 21۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسوہ حسنہ کہا ہے کہ امت کے لئے برائے عمل بہت ہی عمدہ نمونہ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا کہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی عمل پیرا ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی وہی کرتا ہے، جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے اور ذکر الٰہی بہت کرتا ہے۔ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ۔
میں قیامت اور معاد کا اعتقاد آگیا اور ذکر اللہ میں سب اطاعتیں آگئیں۔ حاصل کلام آخرت کا اعتقاد رکھنے والا اور عبادات کا بجا لانے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔ اسوہ حسنہ پر چلتا ہے۔ حدیث پر عمل کرتا ہے۔

آیت کریمہ

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ○

(سورہ فتح آیت 33

Marfat.com

"مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی' اور اطاعت کرو رسول کی اور (سنت اور حدیث کے خلاف کرکے) اپنے عملوں کو باطل نہ کرو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک تعالیٰ کی مرضی کے مطابق قرآن پر عمل کیا یہ عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنایا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چال چلے' گویا عمل صحابہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ جس راستے پر میں ہوں اور میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) چلے وہ راستہ سیدھا اور نجات کا ہے۔ قرآن مجید نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بہشت کی بشارت دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؁ ذٰ لِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ؁ سورہ توبہ آیت 100

ترجمہ: "اور سبقت کرنے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور جن لوگوں نے پیروی کی ان کی خلوص دل سے' خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش اور خدا نے ان کے لئے بہشتیں تیار کی ہیں۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ (اور وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔"

اس آیت سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

1۔ مہاجرین اور انصار (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے خدا تعالیٰ راضی اور خوش ہو گیا۔

2۔ ان کے ایمان اور عمل کو اللہ نے قبول کرلیا۔

3۔ اور وہ (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بہشتی ہیں۔

آیت کریمہ

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ‌ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ؁ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ؁ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ؁ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؁ اَفَلَمۡ

Marfat.com

تَكُونُوا تَعقِلُونَ○ سورہ یٰسین آیات 60 تا 62

ترجمہ: اے اولاد آدم کیا میں نے تمہیں بتا نہ دیا (تم سے عہد نہ لیا) تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (وہ دشمن جو کہہ کر دشمنی کرتا ہے اور جس کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو) اور میری ہی بندگی کرنا۔ میری بندگی ہی سیدھی راہ ہے۔ اور بے شک اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سوں کو بہکا دیا تو کیا تمہیں سمجھ' عقل نہ تھی۔

یہ آیت مبارک "اور بے شک اس نے تم میں سے اکثر لوگوں کو بہکا دیا" ہمارے ہی بارے میں ہے۔ یعنی کہ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو پہلے تو راہ راست پر گامزن تھے اور پھر چلتے چلتے شیطان نے انہیں راہ سے بھٹکا دیا یا اس نے انہیں اپنی راہ پر لگا لیا۔ جو پہلے ہی راہ راست پر نہ تھے یا جن تک راہ ہدایت ہی نہ پہنچی اس آیت مبارک کا تعلق ان سے نہیں ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا تعلق ان سے ہے جو پہلے قرآنی تعلیم و سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے (چاہے وہ خود چاہے آباؤ اجداد) قرآنی آیات کا ترجمہ صحیح کرتے تھے اور اسوہ حسنہ کے مطابق عمل کرتے تھے جو احادیث مبارکہ کو من و عن مانتے تھے اور اسوہ حسنہ پر اچھی طرح گامزن ہونے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے اور پھر شیطان کے سنہری جال میں آکر راہ راست سے ہٹ گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے بہت محبت کی ہے۔ اپنے صحابہ کے ناموں سے پکار کر' خطاب کر کے وہ نام مقدس بنا دیئے۔ کتنے خوبصورت ہیں وہ نام جو رحمت العالمین کی زبان مبارک سے ادا ہوئے۔ آپ نے ان کو بے انتہا چاہا ہے' سراہا اور ان سے بے حد خوش رہے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے دن سے وہ تو اپنی صفات حمیدہ کے سبب' اطاعت و اتباع کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منظور نظر رہے ہیں اور بارہا آپ نے فردا" فردا" ان کی خوبیوں' صلاحیتوں اور ایمان دوستی کا اعتراف کیا ہے اور ان کو شاباش دی ہے۔

آل رسول اور بھی متبرک ہے وہ صحابہ بھی ہیں اور آل رسول بھی۔ حضرت فاطمہ

Marfat.com

الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کے جسم کا حصہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ سال کے تھے کہ دامن رحمت میں آئے' نوجوانی سے قدم قدم آپ کے ساتھ رہے۔ انہیں ہمیشہ ہی صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب احترام رہا۔ انتہا کی تابعداری' اطاعت و اتباع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ایک خاص' منفرد اعلی و ارفع مقام ہے۔ حسنین کریمین گلستان نبوی کے دو نہایت خوبصورت اور خوشبودار پھول ہیں آپ کی جان کا حصہ ہیں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور کائنات میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آل رسول سے کتنا پیار تھا ہم کسی طرح اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جب بھی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر استقبال کیا ہے' ملے ہیں اور پیار کیا ہے۔

مندرجہ بالا پاک آل رسول اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مختصر ترین سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم میں سے جو بھی صحابہ کرام اور آل رسول کی اسی طرح عزت و توقیر کرتے ہیں' ان کو اسی طرح اعلی و بہترین جانتے مانتے ہیں۔ جو ان ناموں سے اسی طرح خوشی و راحت پاتا ہے اور انہیں اپناتا ہے۔ جو ان سب سے اسی طرح عقیدت' محبت پیار کرتا ہے جیسے حضور انور رحمۃللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تو یقیناً" ایسے شخص کو حبیب خدا سے بھی محبت ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو قاسم' ہیں ہر طرح کے خزانے بانٹنے والے ہیں اس محبت کا بدلہ اس شخص کو یقینی محبت اللہ اور محبت و شفاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر طرح سے اجر عظیم ملے گا۔

جو شخص بھی ان میں سے ایک سے محبت کرتا ہے(جتاتا ہے) اور دوسرے کو بھول گیا ہے یا دوسرے کو اہمیت نہیں دیتا وہ سنت رسول پر عمل پیرا نہیں ہے وہ سنت رسول سے لاپرواہ ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت نہیں کرتا۔ جو ان مقدس ناموں کو اپنانے سے گریز کرتے ہیں' جو ان میں سے کسی ایک کا بھی نام عزت و احترام سے نہیں لیتے انہوں نے شیطان کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور سنت رسول سے

Marfat.com

منحرف ہو گئے ہیں اور یہ آیت کریمہ "اور اس (شیطان) نے تم میں سے اکثر کو بہکا دیا" (سورہ یٰسین آیت 62) ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہے۔

جو بھی شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تو دل و جان سے محبت و تعظیم کرے اور آل رسول کے لئے ویسی ہی گرم جوشی' احترام و محبت نہ رکھتا ہو یا جو آل رسول سے تو خوب محبت کرے (محبت جتائے) اور صحابہ کرام کے لئے اس میں احترام و محبت کے جذبات نہ ہوں اور قول و فعل سے ان سے محبت کا اظہار نہ کرے تو حقیقت میں ایسا شخص کسی سے بھی محبت نہیں کرتا ہے اور اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔

ایک سے محبت دوسرے سے سرد مہری' ایسی محبت کرنے والے کان کھول کر سن لیں کہ چاہے وہ کوئی بھی ہوں ان کی ایسی محبت رسول کریم' رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی محبت نہیں چاہیے۔ آپ تو اپنے نام سے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم' احمد صلی اللہ علیہ وسلم' محمود صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور اللہ کے حکم سے ساری کائنات آپ کی تعریف و توصیف کر رہی ہے درود و سلام بھیج رہی ہے۔ آپ کے حضور اپنی محبت و عقیدت کو پیش کرنے سے پہلے اسے سنت رسول کے مطابق' سنت کے معیار کی بنائیں ورنہ خود کو دھوکے میں نہ رکھیں یہ ادھوری محبت' محبت نہیں ہے اور روز آخرت یہ وبال بن جائے گی۔

آیت کریمہ

سورہ مائدہ آیت 116 کا صرف ترجمہ لکھ رہا ہوں۔

ترجمہ:۔ اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا۔ (عیسیٰ) عرض کرے گا اللہ پاک ہے تیری ذات اور میرے لئے روا (مناسب) نہیں کہ وہ بات کہوں جو میری نبوت کے مطابق نہیں اور اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے پتہ ہو گا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔

Marfat.com

اس آیات مبارکہ کا حوالہ دینے سے یہ مقصد ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے انبیاء کرام اپنی اپنی امت کے لئے شاہد ہیں۔ سورہ مزمل آیت 15 "شَاهِدًا عَلَيْكُمْ" اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر شاہد ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کس نفاست و عاجزی کے ساتھ اپنے رب سے عرض کی ہے' کرے گا کہ میرے رب میں نے ایسا نہیں کرنے کو کہا یہ تو جھوٹ ہے بہتان ہے۔ بالکل اسی طرح ہم میں سے جو بھی غلط راہ اختیار کرے گا اور اپنی جہالت کی وجہ سے کہے گا کہ مجھے تو یہی حکم ملا تھا' مجھے تو یہی سمجھ آئی تھی میں نے تو لوگوں کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا یہ اسے بتا دیا جائے گا کہ یہ تیری سمجھ' سوچ' اندھی تقلید کا نتیجہ ہے ہم نے کوئی ایسی بات نہ کی تھی' حکم نہ دیا تھا' ایسا نمونہ نہ دیا تھا جو اللہ کی پسند و چاہت کے مطابق نہ ہو۔

آیت کریمہ

سورہ عنکبوت آیت 25- صرف ترجمہ حاضر ہے۔

ترجمہ:- "اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت (اللہ) بنا لئے ہیں جن سے تمہاری دوستی اس دنیا کی زندگی تک ہے اور قیامت کے دن تم میں ایک' دوسرے سے (بے زار ہو گا) کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت (کرے گا) ڈالے گا۔ تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں (عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے)"

روز حشر بھٹکا ہوا شخص جب نجات کی خاطر' عذاب سے بچنے کی خاطر' اپنے بچاوء میں کہے گا کہ مجھے تو فلاں شخص نے یہ راستہ اختیار کرنے کو کہا تھا' فلاں گروپ یا گروہ نے مجھے یہ راستہ دکھلایا تھا' مجھے پھنسانے کے وہ ذمہ دار ہیں۔ تو وہ جن پر یہ الزام لگا ہے حاضر کئے جائیں گے اور وہ صاف صاف مکر جائیں گے بلکہ ایک دوسرے پر لعنت بھی کریں گے اور بتائیں گے کہ یہ تو سب اس کا اپنا کیا دھرا ہے لوگوں نے اسے اچھی راہ بھی دکھائی تھی اس نے اسے کیوں اختیار نہ کیا' برا راستہ اختیار کرنے والا یہ خود ہے۔ اس لئے میرے بھائی لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ اور دین و دنیا میں اسوہ حسنہ' یعنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھائے ہوئے راستہ کو اپناؤ۔

Marfat.com

آیت کریمہ

سورہ فاطر آیت نمبر14- صرف ترجمہ حاضر ہے۔

ترجمہ:- "اور تم جنہیں پوجتے ہو جنہیں تم نے معبود بنا رکھا ہے) تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کر سکیں اور روز قیامت وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا (راہ دکھائے گا) اس (اللہ) بتانے والے کی طرح۔

اس سے پہلے بیان کی گئی آیات کی طرح یہاں بھی بتوں کو پوجنے والے' انہیں خدا بنانے والے کو یہی جواب ملے گا کہ یاالٰہی یہ تو اس نے خود ہمیں خدا بنایا ہے' مددگار بنایا ہے ہم میں تو نہ بولنے کی قوت ہے اور نہ کچھ کرنے کی صلاحیت۔

آپ یہ یاد رکھیں' نوٹ کرلیں کہ انبیاء کرام کا جواب' بھکانے والے شخص یا گروہ کا جواب اور بت کا جواب' بتوں کا جواب حقیقت پر مبنی ہو گا۔ دنیا میں جی بھر کے جھوٹ بولنے والا بھی اس دن' وہاں جھوٹ نہیں بول سکے گا کیونکہ اس دن اسے خدا کی خدائی پر یقین آجائے گا اور اسے اپنی ہی پڑی ہو گی۔ اور وہ یہی کہیں گے کہ اسے تو اچھے برے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اچھوں نے اسے اچھا راستہ بھی دکھایا تھا لیکن اس نے وہ اختیار نہ کیا۔ یہ تو مختار ہے' اچھے برے میں تمیز کرنے والا ہے یہ تو خود اختیار والا ہے یہ سب کیا دھرا اس کا اپنا ہے اب اپنے کئے کے لئے سزا پائے اور اسے بھگتے۔

آیت کریمہ

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○ سورہ زخرف آیت 67

ترجمہ:- "گہرے دوست بھی اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار (لوگوں میں دینی دوستی اور محبت جو اللہ کے لئے ہے رہے گی)"۔

یہاں پھر وہی استدلال ہے کہ آپ جس دوست کا نام لے کر کہیں گے کہ یہ راہ اس نے مجھے دکھلائی ہے۔ یہ اس راہ پہ چلتا تھا اور مجھے بھی اس راہ پہ ڈال لیا جس کے لئے آج جواب دہ ہوں۔ تو وہ گہرا دوست بھی اس دن دشمن کی طرح برتاؤ کرے گا اور کہے گا کہ میں تمہارے وبال کا ذمہ دار نہیں ہوں' میں تمہیں جانتا بھی نہیں' میں

Marfat.com

تمہیں اس وقت کنویں میں گرنے کے لئے کہتا تو کیا تم وہ بھی مان لیتے۔ تم نے تو یہ غلط راہ خود اختیار کی ہے۔ تمہیں اچھے لوگوں نے نیک راستہ بھی دکھلایا تھا۔ اگر لوگوں کی باتوں میں ہی آنے والے ہو تو وہ راستہ کیوں نہ اختیار کر لیا۔

آیت کریمہ

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ○ سورہ فاطر آیت 18

ترجمہ: "اور کوئی بوجھ (عذاب، سزا) اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔"

اس آیت مبارکہ میں مزید اس کی وضاحت کر دی ہے کہ تم جس پر الزام لگاؤ گے حصہ دار بنانا چاہو گے وہ خود بھی اس روز یہ محسوس کر لے گا کہ اب گناہوں کا بدلہ دینا ہے اور عذاب میں رہنا ہے۔ میرا اپنا عذاب ہی ناقابل برداشت ہے میں مزید اس الزام لگانے والے کا عذاب، بوجھ کیسے اٹھاؤں گا۔ اور یوں وہ بھی صاف مکر جائے گا۔ اگر اس نے بہکایا ہے تو اس کے عذاب میں اور اضافہ کر دیا جائے گا لیکن الزام لگانے والے کو بھی سارا عذاب خود ہی سہنا ہو گا۔ میرے بھائی ہر ایک نے اکیلے اکیلے ہی اپنے اعمال کی جزا یا سزا پانی ہے اس لئے اپنی عقل سلیم استعمال کریں اور لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں۔

آیت کریمہ

مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ○ (سورہ نساء آیت 79)

ترجمہ: "اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی (وجہ سے) طرف سے ہے۔"

یہاں اوپر والے معاملہ کی اور وضاحت کر دی ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے اچھے برے میں تمیز کرنے کی پوری صلاحیت دی، اچھے برے کے نتائج سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب جو تو میری ہدایت کے مطابق کرے گا (بھلائی) وہ میری طرف سے ہے میرے سمجھانے کے مطابق ہے۔ اور جو تو برا کرے گا، تو اپنے اختیار کے سبب کرے گا اس لئے وہ تیری ہی طرف سے ہے۔

Marfat.com

آیت کریمہ

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ (سورہ نساء آیت 80)

ترجمہ: "اور جس نے رسول کا حکم مانا (اطاعت کی اتباع کیا) بے شک (یہ ایسے ہے کہ جیسے) اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

اس میں وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ بڑی واضح آیت مبارک ہے کہ جس نے سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا اس کے اسوہ حسنہ کو اپنایا اس نے جو راہ دکھائی اس پر چلا تو گویا اس نے وہ کچھ کیا جس کا رب العالمین نے حکم فرمایا۔

آیت کریمہ

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ○ سورہ حشر آیت 7

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔"

اور یہ آیت مبارک تو ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے بہت ہی واضح حکم ہے کہ رسول اللہ جو تمہیں دے اسے خوشی خوشی فورا" لے لو' اس میں تاخیر نہ کرو' اسے لینے کے لئے سوچوں میں نہ پڑو اور جس چیز' بات' عمل کے کرنے سے آپ منع فرما دیں' جس کے کرنے کو آپ پسند نہ کریں وہ قطعا" نہ کرو' اس سے باز آجاؤ وہ حکم عدولی ہے سراسر جہنم ہے۔

آپ نے اللہ کی طرف سے ہمیں اللہ کی کتاب فرقان حمید قرآن مجید دی ہے اور اپنی طرف سے قرآن حکیم کی تعبیر' تشریح' (کھول کر بیان) کھلا بیاں اور اس پر مکمل عمل کی شکل اسوہ حسنہ' یا سنت دی ہے اور آپ نے ہمیں ان کو اپنانے کے لئے کہا ہے۔ تو آئیں اللہ کی مدد سے ان پر عمل کریں۔

آیت کریمہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ○ سورہ انفال آیت 20

ترجمہ: "مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور رسول کے حکم سے سرتابی

Marfat.com

نہ کرو اور تم ہمارا یہ ارشاد (حکم) تو سن ہی رہے ہو۔"

اس آیت مبارکہ میں بھی وہی حکم ہے جو اس سے پہلے کئی جگہ بیان کیا جا چکا ہے
10 کہ اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ ہمارے لئے دو اطاعتیں ہیں اول اللہ کے نازل کردہ قرآن کی تعلیمات کو مانو ان پر عمل کرو اور دوئم کہ رسول کی اطاعت کرو یعنی کہ قرآن حکیم کی جزیات' تشریح' بیان کو وہ مانو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے' سمجھائی ہے' عمل کرکے دکھایا ہے۔ اور رب العالمین آگے فرماتے ہیں اور خبردار' رسول کے احکام' فرامین و احادیث سے منہ نہ موڑنا' سرتابی نہ کرنا اور تم یہ ہمارا حکم' ارشاد تو خوب سن رہے ہو' سمجھ رہے ہو اور جان جاؤ میرے (اللہ) دربار میں تمہارے وہی عمل و عبادت قبول ہے جو اطاعت و فرمانبرداری رسول' (اسوہ حسنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش و چاہت کے مطابق ہیں اور اس کے علاوہ بالکل نہیں۔

اور یہ کبھی نہ بھولیں کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (سورہ نجم آیات 3 اور 4)

ترجمہ: "اور آپ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ آپ کا فرمانا' بولنا تو وحی اللہ کے مطابق ہے۔"

دوبارہ عرض ہے کہ یہ کبھی نہ بھولیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بولنا اپنی مرضی سے نہیں ہے بلکہ وہ وحی اللہ کے مطابق ہے۔ آپ وہی کچھ فرماتے ہیں جو وحی کی جاتی ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے دی تو اس نے یہ خوش خبری سن کر' خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ اگرچہ کہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورہ نازل ہوئی' لیکن میلاد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار (آپ کی پیدائش کے دن) ابولہب کو خوشگوار پانی پلایا جاتا ہے اور اس کے عذاب میں بھی اس روز کمی کی جاتی ہے۔

Marfat.com

میرے بھائی! اب آپ غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ابھی پیدا ہوئے ہیں اور اعلانِ نبوت نے چالیس سال بعد ہونا ہے۔ اعلان نبوت کے دن سے ہی اس شخص نے اللہ کے نبی کو ستایا ہے ہر قدم پر مخالفت کی ہے اور مخالفت اور شرک پر ہی مرتا ہے پھر بھی اللہ تبارک تعالیٰ کے ہاں اپنے محبوب کی پیدائش پر خوشی ہونے' خوشی منانے والے مستند جہنمی کے لئے بھی اس کا اجر ہے' اجر عظیم ہے۔ دیکھیں اپنے محبوب کے صدقے اللہ تبارک تعالیٰ مشرک کے لئے بھی کس قدر مہربان ہیں۔ اطاعت و اتباع' ادب و آداب تعظیم و تکریم' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور پاک آل رسول سے ہمیں اس سے کہیں زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔ اللہ کرے ہم سب اس نیک عادت و عمل کو اپنا لیں۔ آمین!

مکہ سے طائف جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محافظ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرما گئے تھے۔ آپ جب طائف سے مکہ کے لئے تشریف لائے تو آپ کے کہنے پر' مانگنے پر' مطعم بن عدی (مشرک سردار مکہ) نے اپنی پناہ دی تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں مکہ لائے اور حرم میں پناہ دینے کا باقاعدہ اعلان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حسن سلوک کو کبھی فراموش نہ فرمایا۔ چنانچہ بدر میں جب کفار مکہ کی ایک بڑی تعداد قید ہو کر آئی تو کچھ قیدیوں کی رہائی کے لئے مطعم بن عدی کے بیٹے جبر بن مطعم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو رہا کر دیتا' چھوڑ دیتا"

میرے بھائی سوچئے! جب چند دنوں کے حسن سلوک کے بدلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات' جود و کرم کا یہ حال ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار' محبت' احترام' جود و کرم' نوازشات و عنایات' دنیا و آخرت میں ہر بھلائی و بہتری اور نیک خواہشات کا کیا حال ہو گا' ان لوگوں کے لئے جن لوگوں نے مشکل ترین حالات میں عمر بھر ساتھ دیا' حکم مانا' اطاعت کی' اتباع کیا بلکہ حکم بجالانے و خدمت کے لئے ہر

Marfat.com

وقت تیار رہتے تھے' مواقع تلاش کرتے تھے۔ جنہوں نے اپنے گھربار ' مال و متاع' عمرو جوانی' عیش و عشرت' اہل و عیال یعنی کہ تن من دھن یعنی کہ سب کچھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں' تابعداری میں بہ خوشی' بہ شوق' رضا و رغبت لٹا دیا۔ انہوں نے ہر طرح سے اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلیا' خوش کرلیا اور جنت الفردوس پاکر عظیم کامیابی حاصل کرلی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل رسول کا رتبہ ہماری سوچ سے بہت' بہت' بہت زیادہ بلند ہے۔ ہمیں سب کو یہ احساس ہونا چاہیے اور ان کا نام بھی ہر ممکن عزت و احترام اور نفیس ترین الفاظ و طریقہ سے لینا چاہیے۔ اے اللہ ہمیں تو توفیق دے کہ ہم تیری محبت اور تیرے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' صحابہ کرام' امہات المومنین اور پاک و متبرک آل رسول کے ذریعے حاصل کریں۔ آمین!

Marfat.com

قارئین کرام!

یہ کتاب میں نے خصوصی طور پر اپنی آخرت کے لئے لکھی ہے اور اسے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیٹی، سب سے محترم شخصیت، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں قبولیت کے لئے، ایک تحفہ کی شکل میں پیش کیا ہے۔

آپ ہمارے آقا کریم، روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح جود و کرم، نوازشات و عنایات فرمانے والی ہیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کبھی کسی سوالی کو خالی جھولی نہیں جانے دیا، بلکہ میری طرح کے ہر سوالی، بھوکے، ننگے، تنگ، دست و حاجت مند کی ہمیشہ جھولیاں بھر دی ہیں۔ آپ جنت میں سردار ہیں، آل رسول کی سردار ہیں، نبی کریم روف الرحیم کی محبت میں سردار ہیں، یوں کہہ لیں کہ دو جہانوں میں سردار ہیں اور سردار اپنے غلاموں کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اپنے پیاروں کے واسطے سے اسے شرف قبولیت عطا فرمائیں گی۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اپنی کامیاب آخرت کے لئے دعاؤں میں راقم کتاب کو بھی شامل کر لیں اور اپنی دعا میں ایک فقرہ کا اور اضافہ کر لیں، اے اللہ جل جلالہ ساری امت محمدیہ پر دو جہانوں میں رحم و کرم فرما آمین!

اس کتاب کی تکمیل کے بعد میری آرزو ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ مجھے ایسے پر خلوص عالم دین، علمائے دین، سے ملائے جو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن حکیم "کنز الایمان" کو اور خوبصورت، آسان زبان اور رواں بنانا چاہتے ہوں۔ میں عربی زبان میں تو صفر ہوں لیکن ان کے ساتھ مل کر اردو زبان کے اچھے اور معیاری استعمال میں مدد دے سکتا ہوں۔ میری مزید خواہش ہے کہ جب ایک معیاری ترجمہ حاصل ہو جائے تو اس کا انگریزی زبان میں بھی معیاری ترجمہ کرایا جائے اور ان دونوں کو دنیا میں پھیلایا جائے۔

طالب دعا

ڈاکٹر عمر خان

Marfat.com

حوالہ جات

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(1) بخاری شریف (2) بخاری، کذافی الجامع ج 2، ص 233 (3) بخاری، مشکوٰۃ ص 21 (4) بخاری و مسلم (5) ترمذی (6) ترمذی و ابوداؤد (7) کذافی جمع الفوائد ج 2 ص 201 (8) ترمذی (9) ترمذی وغیرہ (10) ترمذی (11) ترمذی (12) کذافی ترغیب ج 1، ص 44(13) طبرانی، ابونعیم فی الحلیۃ (14) کذافی کنزالعمال ج 1، ص 47 (15) دار قطنی (16) بحری

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(1) بخاری شریف (2) طبرانی الکنز (3) ترمذی، کذافی الشفاج 2، ص 33 (4) طبرانی، کذافی الترغیب ج 1، ص 187 (5) ترمذی، کذافی، ترجمان سنت ج 1، ص 367 (6) ابو یعلی، کذافی ترجمان سنت ج 1، ص 370 (7) کذافی الکنز ج 2 ص 228 (8) زرقانی علی المواہب ج 2، ص 192 (9) طبرانی، قال الہیثمی ج 10، ص 14 (10) طبرانی، قال الہیثمی ج 9، ص 349 (11) الکنز الاستیعاب ج 1 ص 409 (12) کدافی الکنز العمال ج 7، ص 138 (13) بزار، قال الہیثمی ج 10، ص 15 (14) قال الہیثمی ج 10، ص 16 (15) قال الہیثمی ج 10، ص 17 (16) البزار ورجالہ ثقات (17) طبرانی، قال الہیثمی ج 10، ص 36 (18) بزار، قال الہیثمی ج 10، ص 21 (19) طبرانی، قال الہیثمی ج 10، ص 21 (20) طبرانی قال الہیثمی ج 10، ص 21 (21) طبرانی، قال الہیثمی ج 10، ص 21 (22) مسند امام احمد (23) مسلم (24) طبرانی

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(1) سیرت نبویہ ابن کثیر ج 1 ص 439 (2) الروض الانف (3) سبل الہدیٰ والرشاد ج 2 ص 40 (4) سیرت نبویہ ج 1 ص 247 (5) سبل الہدیٰ ج 2 ص 575 (6) کذافی البدائیہ ج 3 ص 181، 182 (7) بزار الکذافی ج 9 ص 46 (8) مسلم شریف (9)

Marfat.com

بخاری و مسلم (10) طبرانی' قال الہیثمی ج 6 ص 174 (11) کذافی البدائیہ ج 7 ص 359 (12) ابو نعیم والجابری فی جزء (13) بخاری' نسائی' حاکم کذافی ج 7 ص 103 (14) ماثر الاثار (15) تاریخ الخلفا (16) کذافی الکنز ج 3 ص 131 (17) کذافی الکنز ج 3 ص 132 (18) ترمذی شریف (19) بخاری شریف (20) مسلم و بخاری

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(1) شرح المواہب الدینہ' طبرانی ج 1 ص 277 (2) کذافی المنتخب ج 5 ص 46 (3) حاکم البدائیہ' کذافی ج 3 ص 289 (4) طبقات ابن سعد ج 4 ص 20 (5) ابن سعد کذافی الکنز ج 4 ص 23 (6) ابو یعلی' قال الہیثمی ج 6 ص 6 (7) کذافی الکنز ابن عساکر ج 7 ص 69 (8) کذافی الکنز ج 8 ص 105 (9) کذافی کنزالعمال ج 7 ص 111 (10) طبرانی' قال الہیثمی ج 9 ص 173 (11) کذافی الکنز (12) تذکرہ الخواص (13) تاریخ کبیر ج 4 (14) کذافی البدائیہ ج 3 ص 180 (15) البزار فی المجمع ج 6 ص 4 (16) کنزالعمال المنتخب ج 4 ص 422 (17) کذافی الکنزالعمال ج 7 ص 299 (18) طبری ج 4 ص 164 (19) طبقات ابن سعد (20) کذافی المنتخب ج 4 ص 413 (21) ذکر زرین' کذافی الترغیب ج 5 ص 168 (22) البیہقی ج 6 ص 357 (23) کذافی الکنز المنتخب ج 4 ص 411 (24) ابن ماجہ (25) مسلم' بخاری' ترمذی وغیرہ (26) ترمذی

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(1) طبقات ابن سعد ج 1 ص 207 (2) محمد ابن سعد (3) مولف من کذافی (4) سیرت ابن ہشام ج 2 ص 315 (5) سیرت ابن ہشام ج 2 ص 315 (6) طبقات ابن سعد ج 2 ص 37 (7) کذافی البدائیہ ج 3 ص 66 (8) کذافی المنتخب ج 5 ص 13 (9) کذافی الکنز ج 5 ص 24 (10) صحیح مسلم (11) سیرت الخلفاء مطبوعہ المصر (12) کنزالعمال ج 6 ص 337 (13) بخاری ابن حنبل ج 1 ص 70 (14) طبقات ابن سعد ج 3 ص 41 (15) کذافی المحب الطبری ج 2 ص 111 (16) شافعی فی مسند ص 47 (17) ابو نعیم فی الحلیۃ ج 1 ص 60 (18) ابو نعیم فی الحلیۃ ج 1 ص 56 (19) کذافی الاصابۃ ج 6 ص 253 (20)

Marfat.com

مسند احمد ج 1 ص 57 ونزہتہ الابرار ص 41 (21) طبرانی' قال الہیثمی ج 9 ص 81

(22) طبرانی' قال الہیثمی ج 9 ص 81

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(1) کشف الغم ج 1 ص 486 (2) بخاری و مسلم (3) تاریخ طبری ج 3 (4) تاریخ طبری ج 4 (5) مشکوٰۃ' باب المناقب (6) الصواعق المحرقہ ص 177 (7) تاریخ ابن کثیر ج 7 (8) جامع کبیر امام سیوطی (9) تاریخ الخلفاء (10) طبرانی' الحلیتہ الابی نعیم ج 1 ص 66 (11) المناقب ص 24 (12) ترمذی' مشکوٰۃ و حاکم ج 3 ص 126 (13) البدائیہ ج 7 ص 36 (14) کتاب الاستیعاب ج 2 ص 476 (15) کنز العمال ج 6 ص 40 (16) خالص الاعتقاد (17) بخاری و مسلم (18) بخاری و مشکوٰۃ (19) بخاری' مسلم' مشکوٰۃ (20) مشکوٰۃ' باب الفتن (21) مسلم' باب الفتن ج 2 (22) مسلم' کتاب الفتن (23) الصواعق المحرقہ ص 34 (24) دیلمی فردوس (25) مستدرک حاکم ج 2 ص 103 (26) زرقانی ج 7 ص 14 (27) تاریخ الخلفاء ص 127 (28) طبقات ابن سعد ج 3 ص 102 (29) مستدرک حاکم ج 3 ص 135 (30) تاریخ الخلفاء' سیوطی (31) ترمذی ج 2 ص 562 (32) بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ (33) مستدرک حاکم (34) امام احمد بن حنبل (35) مسلم

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

(1) طبرانی کذافی ج 5 ص 171 اور قال الہیثمی ج 10 ص 316 (2) کذافی الکنز ج 7 ص 328 اور ابوداؤد ج 1 ص 240 (3) طبرانی کذافی ج 4 ص 42

حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) بخاری شریف ج ص 7 (2) زرقانی علی المواہب ج 6 ص 313 اور شرح شفا للقاری ج 2 ص 6' 33 (3) مسند امام احمد' ابوداؤد ج 2 ص 324 (4) زرقانی علی المواہب ج 6 ص 314 (5) زرقانی علی المواہب ج 6 ص 314 (6) زرقانی علی

Marfat.com

المواہب ج 6 ص 317 (7) زرقانی علی المواہب ج 6 ص 322 (8) شفا شریف ج 1 ص 12 (9) زرقانی علی المواہب اور درمنشور ج 6 ص 264 (10) سیرت ابن ہشام (11) المواہب اللدنیہ ج 1 ص 94 (12) طبقات ابن سعد ج 3 تذکرہ خباب (13) المواہب سدنیہ ج 2 ص 94 (14) مسلم شریف' غزوہ احد

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(1) مدارج النبوت تفریح الاذکیاء ج 2 ' 316 اور مناقب آل و اصحاب ص 6 7 (2) طبرانی (3) (4) طبرانی اور کئی (5) احمد' طبرانی (6) بخاری (7) زرقانی علی المواہب ج 7 ص 201 (8) امام احمد' محاملی (9) درمنشور' سیوطی (10) طبرانی' حاکم (11) بیہقی' شعب ایمان (12) طبرانی (13) امام احمد (14) طبرانی

حدیث ثقلین' سنت اور آل رسول

(1) مشکوٰۃ شریف (2) ترمذی' نوادر الاصول اصل ص 222' 263 (3) مشکوٰۃ شریف (4) ابو یعلی' قال الہیثمی ج 1 ص 274 (5) طبرانی' قال الہیثمی ج 10 ص 27 (6) قال الہیثمی ج 10 ' 67 (7) قال الہیثمی ج 10 ص 66 (8) طبرانی' الہیثمی وغیرہ (9) مسند امام ج 3 ص 146' 155 (10) مشکوٰۃ کتاب العلم

Marfat.com

ZBS
2000

Marfat.com

Marfat.com